اخبار الاخیار دواء القلوب وجلاء للالباب (محدث ابن الجوزی رحمہ اللہ)

من أخ مؤمنا فكأنما احياه (حاجی خلیفہ رحمہ اللہ)

نور القمر فی ترجمۃ البدر

المعروف

احوال و آثار

(شارح بخاری)

شیخ الاسلام علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ

تالیف

علامہ مولانا محمد اللہ بخش قادری تونسوی

مدرس: جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور

مکتبہ اہلسنت جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری گیٹ لاہور پاکستان

اخبار الاخیار دواء القلوب وجلاء للالباب (محدث ابن الجوزی رحمہ اللہ)

من أرخ مؤمنا فکأنما احیاہ (حاجی خلیفہ رحمہ اللہ)

نور القمر فی ترجمۃ البدر

المعروف

احوال و آثار

(شارح بخاری)

شیخ الاسلام علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ

تالیف

علامہ مولانا محمد اللہ بخش قادری تونسوی

مدرس: جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور

مکتبہ اہلسنت جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری گیٹ لاہور پاکستان

نام کتاب ------ نورالقمر فی ترجمۃ البدر (المعروف) احوال وآثار
شیخ الاسلام علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ

تالیف --------- علامہ محمد اللہ بخش قادری تونسوی
مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

پروف ریڈنگ ----- حافظ محمد شرافت حسین
متعلم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

حروف سازی ----- محمد عمران عنصر (جامعہ اسلامیہ لاہور)

اہتمام --------- محترم جناب محمد اکرم صاحب
ملٹری اکاؤنٹس سوسائٹی لاہور

ناشر ------- حاجی امتیاز احمد مکتبہ اہلسنت
جامعہ نظامیہ لاہور پاکستان

اشاعت اول ------- 2015---۱۴۳۶ھ

ہدیہ ----------

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ اہلسنت جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور

☆ مکتبہ اہلسنت مکہ سنٹر دکان نمبر 3 بیسمنٹ لوئر مال روڈ نزد تھانہ لوئر مال لاہور

☆ مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور

☆ مکتبہ شمس وقمر جامعہ حنفیہ غوثیہ بھاٹی گیٹ لاہور

☆ نظامیہ کتاب گھر زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور

نوٹ: انسانی بساط کے مطابق ہم نے بھرپور کوشش کی ہے کہ یہ کتاب ہر قسم کی اغلاط سے پاک صاف رہے پھر بھی اگر قارئین کو کسی جگہ کوئی غلطی لفظی یا اعرابی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح ہو سکے۔ شکریہ

الاھداء

میں اپنی اس عظیم کاوش کو شارح بخاری، حافظ العصر علی الاطلاق، نقاد الحدیث، مسند الدیار المصریۃ، سید الشارحین، محدث کبیر، صاحب تصانیف کثیرہ، قاضی القضاۃ، شیخ الاسلام، شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن محمد بن محمد بن علی بن محمود المعروف **حافظ الشان ابن حجر عسقلانی**، کنانی، مصری، شافعی، نزیل قاہرہ رحمہ اللہ کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز وشرف

اسلام اور اہل اسلام کا ادنی خادم

محمد اللہ بخش تونسوی قادری غفرلہ

مدرس: جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

0333.4504953

الانتساب

میں اپنی اس عظیم کاوش کو اپنے عظیم شیخ اور مشفق استاذ ،استاذی المکرم استاذ العلماء جامع المعقول والمنقول

شیخ الحدیث والتفسیر علامہ الحاج حافظ محمد عبد الستار سعیدی حفظہ اللہ

کی طرف منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ جن کے فیضان نظر اور حسن تربیت اور عظیم شفقت نے مجھے

اس قابل بنایا کہ میں یہ مساعی جمیلانہ پیش کرسکا۔

اسلام اور اہل اسلام کا ادنی خادم

محمد اللہ بخش تونسوی قادری غفرلہ

مدرس: جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

حسن ترتیب

تقریظ جمیل:

استاذ العلماء جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث والتفسیر

علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی

ناظم تعلیمات: جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور

انتہائی وقیع ومفید کتاب جلیل ''نور القمر فی ترجمۃ البدر'' باصرہ نواز ہوئی۔ جو فاضل جلیل عزیز مکرم حضرت مولانا محمد اللہ بخش قادری تونسوی زید مجدہٗ کی تصنیف لطیف ہے۔

اس میں فاضل مصنف نے شارح عظیم، فقیہ کبیر علامہ ابو محمد محمود بن احمد حنفی المعروف بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ کا انتہائی علمی وتحقیقی انداز میں عظیم الشان تعارف پیش کیا ہے۔ اس کام میں مصنف مدظلہ نے کس قدر عرق ریزی اور محنت شاقہ سے کام لیا ہے وہ کتاب کا مطالعہ کرنے سے عیاں ہے۔

فاضل موصوف بہترین محقق ومدرس ہونے کے ساتھ ساتھ سریع القلم اور وسیع النظر مصنف ومترجم بھی ہیں۔

اللہ کریم ان کے علم وعمل اور زورِ قلم میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

حافظ محمد عبدالستار سعیدی

ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور

۸ ذوالقعدہ ۱۴۳۶ھ / ۲۴ اگست ۲۰۱۵ء

تقریظ جمیل

فاضل جلیل عالم نبیل استاذ العلماء قاری احمد رضا سیالوی زید شرفہ

نائب ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم۔ اما بعد:

ان احسن ما یجب ان یعتنٰی بہ بعد الکتاب والسنۃ معرفۃ الاخبار وتقیید المناقب والآثار۔

تاریخِ علوم وفنونِ اسلامیہ میں سیر وسوانح کو بڑی اہمیت حاصل ہے، محققین ومؤرخین نے اس سلسلہ کو بڑھانے میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے، رِجال پر اَن گنت کتابیں لکھی گئیں اور لکھی جاتی رہیں گی، تاریخِ اسلام میں بے شمار ایسی نابغۂ روزگار ہستیاں ظہور پذیر ہوئیں جن کے اسمائے گرامی آج آسمانِ شہرت پر چمک دمک رہے ہیں، اُن میں سے ایک عالی مرتبت شخصیت عمدۃ المحققین رئیس المدققین بدرالملۃ والدین شارح ہدایہ وشارح بخاری شیخ الاسلام علامہ حافظ بدرالدین عینی حنفی رحمہ اللہ کی ہے۔

اربابِ علم وفضل کے ہاں آپ کی ذاتِ گرامی محتاجِ تعارف نہیں ہے، پچیس جلدوں پر مشتمل بخاری شریف کی عظیم شرح بنام ''عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری'' نہ صرف علماءِ احناف بلکہ ساری امتِ مسلمہ کے لئے آپ کا گراں قدر تحفہ ہے۔

مگر افسوس کہ اس عظیم شخصیت کے تعارف وتذکرہ میں مستقلاً کوئی تالیف منظر عام پہ نہیں آئی تھی، البتہ ضمناً و تبعاً کتبِ اسماء الرجال میں آپ کا مختصر تعارف لکھا گیا جو بہر حال ناکافی تھا، لہٰذا مستقل تعارف کی شدید ضرورت تھی تا کہ اس عظیم محدث وفقیہ کے کارہائے نمایاں ہمارے سامنے آسکیں۔

عزیزم محترم حضرت علامہ مولانا محمد اللہ بخش تونسوی قادری حفظہ اللہ نے نہایت عمدہ انداز میں آپ کا تعارف پیش کیا ہے۔اُمید ہے ان شاء اللہ تعالیٰ اربابِ علم ودانش کے ہاں بے حد مقبول ومفید ہوگا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم ﷺ کے طفیل موصوف کی سعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول فرمائے۔آمین

احمد رضا سیالوی غفرلہ

جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور

۴رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ ۲۲جون ۲۰۱۵ء

مقدمہ از مؤلف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد :

سب سے اعلیٰ وارفع چیز جس میں انسان کو اپنی ساری زندگی صرف کر دینی چاہیے اور دن رات اس کے حصول میں مشغول رہنا چاہیے وہ ہے "اخلاص کے ساتھ علوم شرعیہ کی تعلیم وتعلم" کیونکہ یہی چیز رب ذوالجلال اور اس کے حبیب لولاک ﷺ کی اطاعت ومحبت کا اہم ترین ذریعہ ہے اس لیے کہ علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔سو یہ وراثت دنیا میں دعوۃ اور تبلیغ دین متین کی ہے اور آخرت میں فوز وفلاح اور جنت کی نعمتوں کی ہے۔

یاد رہے علم شریعت کے مصادر میں سے اہم ترین مصدر قرآن مجید پھر حدیث مبارک ہے۔رسول اکرم ﷺ نے جیسے رب ذوالجلال سے اس کو محفوظ کیا اور سنا ویسے اپنی امت تک پہنچا دیا اور رب ذوالجلال نے تا قیامت اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔جب کہ احادیث مبارکہ خواہ وہ قولی ہوں، فعلی ہوں یا تقریری یہ قرآن مجید کی تائید وتبیین کے لیے اہم درجہ رکھتی ہیں۔سید عالم ﷺ نے ان احادیث کو اس طرح اکمل واتم طریقے اور احسن اسلوب کے ساتھ بیان فرمایا کہ اب کسی قسم کے ادنیٰ شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔رسول اللہ ﷺ رفیق اعلیٰ سے اس حال میں ملے کہ دین متین اور احکام شریعت کے حوالہ سے اپنے اصحاب علیہم الرضوان کو علم وحکمت میں آفتاب نصف النہار کی طرح بنا گئے۔بعد ازاں آپ کے اصحاب علیہم الرضوان سنت مطہرہ کی حفاظت ونگہبانی کے لیے آفاق کے کونے کونے میں پھیلتے چلے گئے اور اس راستہ میں انہیں نہایت مشقت اٹھانی پڑی۔صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بعد یہ طلب حدیث اور جمع حدیث کا سلسلہ تابعین اور تبع تابعین کے دور میں اور زیادہ ہوگیا حتی کہ اس بارے میں خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے ایک کتاب تصنیف فرمادی "الرحلة فی طلب الحدیث"

دیکھتے ہی دیکھتے اللہ عزوجل کے فضل اور اس کے حبیب لولاک ﷺ کی نگاہ کرم کے ساتھ احادیث طیبہ کا ایک عظیم ذخیرہ معرض وجود میں آگیا۔ سواس بارے میں صحاح، مسانید، کتب السنۃ والآثار، متدرکات و مستخرجات وغیرہ اہم تصنیفات وتالیفات اس خطہ ارض میں معرض وجود میں آئیں۔

رسول اکرم ﷺ کی احادیث طیبہ کی حفاظت میں علماء کرام پر اللہ تعالی کی توفیق شامل حال نہ ہوتی تو یہ سلسلہ کبھی معرض وجود میں نہ آتا اور ایسا کیوں نہ ہو؟ جبکہ اس نے خود اس دین متین کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے

فسبحان الله و بحمده سبحان الله العظيم

یادرہے کہ ان کتب احادیث میں سے سب سے اہم ترین کتاب "الجامع الصحيح المسند المختصر من امور رسول الله ﷺ و سننه وايامه" المعروف صحیح البخاری شریف ہے۔ اس کتاب کے مؤلف امیر المؤمنین فی الحدیث مجتهد ربانی ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری المتوفی ۲۵۶ھ رحمہ اللہ تعالی ہیں۔

اس کتاب کو جو اللہ رب العزت نے مقبولیت دی ہے وہ کسی اور کتاب کو حاصل نہ ہوسکی

"ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء"

اور علماء کرام علیہم الرضوان اس کتاب کی اہمیت کی وجہ سے یکے بعد دیگرے اس کی شروحات لکھتے چلے آئے۔

ڈاکٹر فؤاد سزکین کے بقول صحیح بخاری شریف کی ۵۶ شروحات اس وقت دنیا کے کتب خانوں میں موجود ہیں ان میں سے کچھ تو مطبوع ہیں اور کچھ مخطوط۔ لیکن ان تمام شروح میں سے اجل ترین اور اہم ترین شرحیں ان اجل ترین اور اعلی ترین شخصیات کی ہیں جنہوں نے اس کتاب کی تدریس اور شرح کا ایڑی چوٹی کا زور لگا کر اہتمام کیا ہے۔ اور یہ شرحیں سابقہ تمام شروحات پر فائق اور حاوی ہیں، ہر زمانہ کے علماء نے ان دونوں شروحات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور خوب داد دی۔ میری مراد "شیخ الاسلام حافظ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری اور حافظ العصر شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی فتح الباری شرح صحیح البخاری" ہیں۔ اللہ تعالی ان دونوں کتابوں کو مزید مقبولیت سے نوازے اور ان کے مؤلفین کے درجات مزید بلند فرمائے آمین۔

سال ۲۰۱۲ میں جب راقم الحروف اپنے مادر علمی جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ لاہور میں صحاح ستہ شریف کی قراءت و

درس میں زیر تعلیم تھا اس دوران تقریبا حدیث کی ہر کتاب کی عربی شرح کا بحمد اللہ خوب مطالعہ کیا۔ بالخصوص صحیح بخاری شریف کی شروحات میں سے "عمدۃ القاری" اور "فتح الباری" کا تقریباً بلاناغہ مطالعہ کیا ہے۔ بخدا خوب لطف آیا اللہ رب العزت ان دونوں بزرگوں کے درجات بلند سے بلند فرمائے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے کلاس دورہ حدیث شریف میں جانے سے پہلے بھی تعلق رہا، کیونکہ میں بحمد اللہ کلاس رابعہ، خامسہ، سادسہ اور سابعہ میں بالترتیب ھدایہ اول، ھدایہ ثانی، ھدایہ ثالث اور ھدایہ رابع کے اسباق کے دوران ھدایہ شریف کی شرح "البنايه فی شرح الهدايه" کا تقریباً مسلسل بلاناغہ مطالعہ کیا۔

یادرہے یہ شرح بھی علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کی ہے۔

بہرحال! اس دوران میں ان دونوں بزرگوں کے احوال کا بھی وقتاً فوقتاً مطالعہ کرتا رہتا۔ حافظ العصر ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے حالات پر متقدمین علماء کی مستقل تصنیفات وتالیفات میری نظر سے گزریں۔

جن میں سے چند یہ ہیں:

"اليواقيت والدرر فی مناقب شيخی ابن حجر"

اس کتاب کے مؤلف حافظ العصر ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ ہیں۔ یہ کتاب دو جلدوں میں مطبوع ہے۔

"الجمان والدرر فی ترجمة ابن حجر"

اس کتاب کے مؤلف عبداللہ بن زین الدین احمد بن محمد دمشقی المتوفی ۱۱۷۰ھ ہیں۔

"الفجر والبجر فی ترجمة ابن حجر"

اس کتاب کے مؤلف شیخ الاسلام علم الدین بلقینی رحمہ اللہ ہیں، انہوں نے یہ کتاب حافظ العصر کی حیات مبارکہ میں ہی تالیف فرمائی تھی۔

"ابن حجر و موارده فی الاصابة"

متاخرین میں ڈاکٹر شاکر محمود عبدالمنعم اس کے مؤلف ہیں۔

اور بھی اس کے علاوہ ضمناً کئی جگہ ان کے تفصیلی حالات لکھے گئے ہیں۔

لیکن افسوس! متاخرین ومتقدمین میں سے کسی نے شیخ الاسلام حافظ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کے حالات پر قلم اٹھانا گوارہ نہ فرمایا۔

شوافع، حنابلہ اور مالکیہ تو کجا علماء احناف میں سے کسی کو اس نابغہ روزگار شخصیت پر قلم اٹھانے کی ہمت نہ ہوئی۔

افسوس صد ہا افسوس!

اللہ تعالیٰ کی قسم شرح صحیح بخاری میں جوانہوں نے علماء احناف کی وکالت اور ترجمانی کی ہے اس سے ہم احناف کے مذہب کو چار چاند لگ گئے ہیں اور اب ہم ڈنکے کی چوٹ پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا مذہب بھی بحمد اللہ قرآن وسنت کے عین مطابق ہے۔ وگرنہ اس سے پہلے کسی حنفی عالم نے اس قدر ضخیم وطویل کسی حدیث کی کتاب کی شرح نہیں کی۔

فجزاہ اللہ تعالیٰ فی الدنیا والآخرۃ۔

سو میں نے دوران درس بخاری شریف عزم مصمم کر لیا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی تو میں یہ کام ضرور کروں گا۔ اور اب راقم کی یہ عاجزانہ کاوش آپ لوگوں کے ہاتھوں میں ہے۔ اس میں جس قدر غلطیاں، کوتاہیاں ہیں وہ میری کارستانیاں ہیں، اور جو اچھی باتیں ہیں وہ میرے رب ذوالجلال اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کی نگاہ کرم سے ہیں۔

فان تجد عیبافسد الخللا ::: فجل من لا عیب فیہ وعلا

اے اللہ حاسدین کے حسد سے مجھے محفوظ فرما۔ آمین۔

یادر ہے میں نے اس کتاب کی تیاری کے سلسلہ میں شیخ صالح یوسف معتوق استاذ جامعہ ام القرای مکہ مکرمہ کی تالیف ''بدرالدین العینی واثرہ فی علم الحدیث'' اور ڈاکٹر ھند بنت سحلول کی کتاب ''بدرالدین العینی وجھودہ فی علوم الحدیث واللغۃ'' سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ فجزاھما اللہ خیراً

آخر میں ناشکر گزاری ہوگی اگر میں ان لوگوں کا شکریہ ادا نہ کروں جن کی انتھک کوششوں اور شب وروز کی دعاؤں سے میں اس قابل ہوا کہ یہ حقیرانہ کاوش منظر عام پر لا سکا۔ میں شکر گزار ہوں استاذی واستاذ العلماء شیخ المشائخ جامع

المعقول والمنقول حضرت علامہ مولانا الحاج حافظ محمد عبدالستار سعیدی حفظہ اللہ شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کا جنہوں نے اس ناچیز کی کتاب ھذا پر جامع اور مختصر انداز میں تقریظ قلمبند فرمائی۔

فجزاہ اللہ تعالیٰ فی الدارین

میں شکر گزار ہوں استاذ العلماء شیخنا الفاضل استاذی المکرم حضرت علامہ مولانا قاری احمد رضا سیالوی حفظہ اللہ تعالیٰ ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کا جنہوں نے از راہ شفقت فقیر کی کتاب ھذا پر تقریظ ثبت فرمائی۔

فجزاہ اللہ تعالیٰ فی الدنیا و الآخرۃ

نیز محقق العصر علامہ مفتی محمد خان قادری حفظہ اللہ سرپرست اعلیٰ جامعہ اسلامیہ لاہور کا بھی میں تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے اس کتاب کی تیاری کے سلسلہ میں مجھے اپنے ذاتی کتب خانہ سے کتب مہیا فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔

اور آخر میں میں اپنے ان تلامذہ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے شب وروز محنت کر کے اس کتاب کی کمپوزنگ کی۔

علامہ قاضی محمد وقار، علامہ محمد وقار، علامہ محمد عدیل سلامت، علامہ محمد عبیداللہ، علامہ ساجد فرید حفظھم اللہ۔

نیز میں شکریہ ادا کرتا ہوں محترم جناب محمد عمران عنصر قادری کا جنہوں نے اس کتاب کی ترتیب میں میرے ساتھ تعاون فرمایا۔

فجزاہ اللہ تعالیٰ فی الدارین

نیز میں شکریہ ادا کرتا ہوں اپنے نہایت ہی قابل احترام دوست محترم جناب محمد اکرم صاحب ملٹری اکاونٹس سوسائٹی لاہور کا جو ہر موڑ پر مالی اعتبار سے میرے ساتھ تعاون کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اولاد نرینہ عطا فرمائے۔ آمین۔

اور میں شکر گزار ہوں محترم جناب حاجی امتیاز حسین مالک مکتبہ اہل سنت پاکستان کا جنہوں نے خندہ پیشانی کے ساتھ اس کتاب کی اشاعت وطباعت کا اہتمام فرمایا: فجزاہ اللہ خیراً۔

یادر ہے قبل ازاں فقیر راقم الحروف کے قلم سے دو کتب ''تشریحات التونسوی علی مقدمۃ الدھلوی'' اور ''سیرت خیرالوریٰ کے انوار وتجلیات'' کے تراجم منظر عام پر آچکے ہیں۔

جبکہ ''تحقیق النصرة بتلخیص معالم دار الهجرة'' مؤلف شیخ الاسلام زین الدین ابوبکر بن حسین المراغی رحمہ اللہ سابق مدرس مسجد نبوی شریف المتوفی ۸۱۶ھ، یاد رہے یہ حافظ العصر ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے استاذ بھی ہیں۔

اور جس مسجد کا میں خادم ہوں اس کے صدر محترم جناب محمد افضل نوید صاحب کی فرمائش پر کتاب بنام ''فضائل و مسائل نماز'' یہ دونوں کتابیں زیر قلم ہیں۔ اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا ہے کہ جو کچھ اس ناکارہ خلائق نے لکھ دیا ہے وہ قبول فرمائے اور جو منتظر اشاعت ہے اس کے لیے اسباب مہیا فرمائے، اور جو زیر قلم ہیں ان کو مکمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

انه المیسر لکل عسیر وهو علی ما یشاء قدیر و بالاجابة جدیر والحمد لله رب العلمین۔

العبد الاحقر محمد الله بخش تونسوی قادری غفر له

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ لاہور

رقم الجوال: ۰۳۳۳-۴۵۰۴۹۵۳

۲۹ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ

۱۷ جون ۲۰۱۵ء

بروز بدھ ۱۱:۰۵ شام

پہلا باب:۔

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کا نام و نسب، ولادت اور آپ کے والد گرامی کا تذکرہ

نام ونسب:

محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود العینتابی الحنفی۔

کنیت:

ابوالثناء، ابومحمد۔

لقب:

بدرالدین۔

ولادت:

۲۶ رمضان ۷۶۲ھ عینتاب کے علاقہ ''درب کیکن'' میں ہوئی۔ آپ کے شاگرد رشید علامہ ابن تغری بردی کی رائے یہی ہے۔ جبکہ علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے آپ کی تاریخ ولادت سن مذکور کی ۲۷ رمضان ذکر کی ہے۔

(النجوم الزاهرة فی ملوك مصر و القاهرة: ج ۱۶ ص: ۸ طبع الھیئۃ المصریۃ العامۃ)

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص: ۱۲۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ یاقوت حموی "معجم البلدان" میں لکھتے ہیں: ''عین تاب'' ایک مضبوط قلعہ ہے جو کہ ''حلب'' اور ''انطاکیہ'' کے درمیان دیہی علاقے میں واقعہ ہے۔ یہ ''دلوک'' کے نام سے پہچانا جاتا تھا، اب یہ ''حلب'' کی حدود میں شامل ہے۔ (معجم البلدان: ج ۴ ص ۱۷۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

یاد رہے وہاں کے باشندے کو ''عینتابی'' کہا جاتا ہے، پھر ''عینتابی'' کے بجائے تخفیفاً ''عینی'' کہا جاتا ہے۔

خاندان:

آپ کا مبارک خاندان علم ودین اور صلاح وتقویٰ میں چار سو مشہور تھا۔ چنانچہ آپ کے والد گرامی اور دادا جان دونوں قاضی وقت تھے۔ جبکہ آپ کے آباؤ اجداد میں سے ایک جد امجد ''حسین بن یوسف'' قاری بھی تھے اور مقری بھی تھے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ کے والد گرامی کا تذکرہ:

آپ کے والد گرامی شہاب الدین احمد بن موسیٰ ۷۲۵ھ میں شہر "حلب" میں پیدا ہوئے وہاں ہی نشو ونما پائی۔ پھر "عین تاب" منتقل ہو گئے اور وہاں کا عہدہ قضا آپ کو سونپا گیا نیز وہاں کی مسجد کی امامت وخطابت کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد کی گئی۔ ہر جمعرات اور پیر کی رات لوگوں کو وعظ ونصیحت کرتے تھے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ کے والد گرامی انتہائی دین دار اور صالح ومتقی شخص تھے۔ یتیموں اور مسکینوں کی دادرسی فرماتے بالخصوص ان علماء کی خدمت کرتے تھے جو دور دراز شہروں سے سفر کر کے آئے ہوتے۔ جب ۷۷۷ھ میں قحط سالی ہوئی تو آپ کے والد گرامی نے اپنے علاقہ کے سب یتیموں کو اپنے پاس جمع فرمالیا اس وقت تک رضا الٰہی کی خاطر اشیاء خورد ونوش دیتے رہے، جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس مصیبت سے چھٹکارا نہیں دے دیا۔

(عقد الجمان: ج ۲۶ ص ۲۸۷۔۲۸۸ مخطوط دار الکتب المصریہ)

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص ۵۶ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

چنانچہ علامہ عینی رحمہ اللہ ۷۷۷ھ کے حوادث میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وفی ھذہ السنة حصلت مجاعات فی الشام و حلب لا سیمافی بلادھا الشمالیة مثل عینتاب حتی اکل الناس القطط والکلاب والدم ولقد شاھدت بعینی من یاکل الحمار والکلب ومن یاخذ الدم المسفوح من المذابح ویشوونه فی النار و یاکلونه

اس سال ملک شام اور حلب بالخصوص شمالی علاقے مثلاً "عینتاب" میں قحط سالی ہوئی یہاں تک کہ لوگ بلیاں، کتے اور خون کھانے پر مجبور ہو گئے اور میں نے اپنی آنکھوں سے لوگوں کو گدھے اور کتے کھاتے ہوئے دیکھا ہے، کچھ تو ایسے تھے جو جانوروں کے ذبح خانوں میں جا کر دم مسفوح لا کر اسے بھون کر کھاتے تھے۔

(عقد الجمان ج ۲۶ ص ۲۰۰ مخطوط دار الکتب المصریہ)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

علامہ قاضی بدر الدین عینی کے والد احمد بن موسیٰ فروعی مسائل کے ماہر تھے، داخلی اور خارجی امور کے رجسٹریشن اور خطوط وپیغامات سے بخوبی آگاہ تھے۔

(انباء الغمر با بناء العمر: ج ۲ ص ۱۰۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ عینی رحمہ اللہ کے دیگر بہن، بھائیوں کا تذکرہ:۔

علامہ صالح یوسف معتوق لکھتے ہیں:

ہمارے پاس جتنے تاریخی مصادر ومراجع موجود ہیں ہمیں ان میں یہ بات نہیں ملی کہ علامہ عینی رحمہ اللہ کے والد شہاب الدین احمد رحمہ اللہ کی علامہ عینی رحمہ اللہ کے علاوہ اور بھی اولاد تھی یا نہیں؟

ہاں! علامہ عینی رحمہ اللہ کی تاریخ میں کتاب "عقد الجمان فی تاریخ اھل الزمان" میں بعض حوادث ہجریہ تاریخیہ کے مطالعہ کے دوران مجھے یہ عبارت ملی ہے:

کاتب ھذا التاریخ ھو اخو البدر احمد بن احمد بن موسیٰ

اس تاریخ کا کاتب بدر الدین (علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ) کا بھائی احمد بن احمد بن موسیٰ ہے۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ احمد نامی آپ کے بھائی تھے۔ جہاں علامہ عینی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں اپنے والد گرامی کے حالات لکھے ہیں وہاں عبارت یوں ہے:

والد العبد الضعیف مؤلف ھذا التاریخ ووالد العبد الفقیر المحتاج الی اللہ تعالیٰ احمد بن احمد بن موسیٰ کاتب ھذا التاریخ

احمد بن موسیٰ بندہ کمزور اس تاریخ کے مؤلف کے والد گرامی ہیں اور بندہ فقیر بارگاہ الٰہی کا محتاج اس تاریخ کے کاتب احمد بن احمد بن موسیٰ کے بھی والد گرامی ہیں۔

نوٹ:

احمد بن احمد بن موسیٰ رحمہم اللہ نے اپنے بھائی علامہ عینی رحمہ اللہ کی اس تاریخ کو بعد میں نقل کیا تھا، یہ مطلب

نہیں کہ مصنف بھی یہی ہیں بلکہ اس تاریخ کے مصنف خود علامہ عینی رحمہ اللہ تھے۔

۷۹۶ھ کے حوادث میں ہے:

کہ احمد بن احمد رحمہ اللہ نے اس سال حج بھی ادا کیا، نیز علامہ عینی رحمہ اللہ اپنے استاذ میکائیل رحمہ اللہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں: ''عینتاب'' میں ان سے میرے بھائی احمد نے ''مجمع البحرین'' اور ''مغنی'' کے چند اسباق پڑھے ہیں۔ (عقد الجمان: ج۲۶ ص۴۵۸ مخطوط دار الکتب المصریہ)

شیخ شاکر مصطفیٰ لکھتے ہیں:

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی احمد بن موسیٰ رحمہ اللہ کی سات جلدوں میں تاریخ کے موضوع پر ایک ضخیم کتاب بھی ہے، جس کا نام ہے ''التاریخ الشہابی والقمر المنیر فی اوصاف اهل العصر والزمان''

(بدر الدین العینی وجهوده فی علوم الحدیث واللغة: ص۴۸ مطبوعہ دار النوادر بیروت)

شیخ صالح یوسف معتوق لکھتے ہیں:

اتنی مقدار سے یہ تو معلوم ہوگیا ہے کہ علامہ عینی رحمہ اللہ کے بھائی احمد بن احمد بن موسیٰ رحمہ اللہ عالم دین تھے۔ لیکن تراجم اور تاریخ کی کسی کتاب میں مجھے ان کے تفصیلی حالات نہیں مل سکے اور یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ ان کی وفات کب ہوئی؟ میرا غالب گمان یہ ہے کہ ان کی وفات ان کے بھائی (علامہ عینی رحمہ اللہ) کے بعد ہوئی ہے کیونکہ احمد چھوٹے بھائی تھے۔

یہی وجہ ہے ''عقد الجمان فی تاریخ الزمان'' میں علامہ عینی رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ اور ترجمہ نہیں لکھا۔ اگر ان کی وفات علامہ عینی رحمہ اللہ سے پہلے ہوئی ہوتی تو علامہ عینی رحمہ اللہ ان کا تذکرہ اس کتاب میں ضرور کرتے۔

(بدر الدین العینی واثره فی علم الحدیث: ص۵۶ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

میں کہتا ہوں شیخ شاکر مصطفےٰ نے ان کی تاریخ وفات ۸۳۴ھ بتلائی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(التاریخ العربی والمؤرخون: ج۴ ص۹۹ مطبوعہ دار العلم بیروت)

(بدر الدین العینی وجهوده فی علوم الحدیث واللغة: ص۴۸ مطبوعہ دار النوادر بیروت)

علامہ سخاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

شیخ احمد بن احمد بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک صاحبزادے بھی تھے جن کا نام قاسم بن احمد تھا، یہ انتہائی ذہین فطین شخص تھے، تیراندازی کے بھی ماہر تھے، عمدہ لکھاری بھی تھے، علم حساب، علم ہندسہ، علم نحو، علم صرف اور علم الحرف کے فاضل تھے۔ والد کی ہی حیات میں ۸۱۴ھ کو مصر میں طاعون کی بیماری کی وجہ سے وفات پا گئے اور اپنے چچا جان (علامہ عینی رحمہ اللہ) کے مدرسہ میں مدفون ہوئے۔

(الضوء اللامع: ج۶ ص۱۶۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

شادی خانہ آبادی:

علامہ سخاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ نے ''ام الخیر'' نامی خاتون سے شادی فرمائی اور یہ پاکدامن خاتون ماہ ربیع الاول ۸۱۹ھ میں مصر کے شہر قاہرہ میں فوت ہوئیں اور اپنے شوہر معظم کے مدرسہ میں مدفون ہیں۔

اولاد امجاد:

حضرت اُم الخیر رحمہا اللہ سے علامہ عینی رحمہ اللہ کی جو اولاد پیدا ہوئی وہ یہ ہے:

عبد العزیز: المتوفی ۸۱۸ھ۔

عبد الرحمن: المتوفی ماہ ربیع الثانی ۸۲۲ھ، طاعون کا مرض لاحق ہونے کی وجہ سے ان کی وفات ہوئی۔

ابراہیم: علی: احمد: فاطمہ: رحمہم اللہ اجمعین۔

۸۳۳ھ میں جب طاعون کی وباء پھیلی اس وقت ان سب کی وفات ہوئی تھی اور یہ سب اپنے والد گرامی کے مدرسہ میں مدفون ہیں۔ (عقد الجمان فی تاریخ الزمان: ج۲۸ ص۳۳۷-۳۳۸ مخطوط)

(بدر الدین العینی واثره فی علم الحدیث: ص۵۷ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

ان کے ایک اور صاحبزادے بھی ہیں جن کا نام ''عبد الرحیم'' ہے۔

''ھدیۃ العارفین''، میں ہے حدیث میں ''صحیح بخاری''، پر ان کی ایک شرح بھی ہے جبکہ فقہ میں ''کنز الدقائق''، پر شرح ہے۔
۸۶۴ھ میں ان کی وفات ہوئی ہے۔

(مقدمہ عمدۃ القاری للعلامۃ الکوثری : ص ۱۵ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص ۵۷ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

صاحبزادی فاطمہ رحمہا اللہ کے علاوہ آپ کی ایک ''زینب'' نامی صاحبزادی بھی تھیں جو ماہ صفر ۸۴۹ھ میں فوت ہوئیں اور اپنے والدگرامی کے مدرسہ میں مدفون ہیں۔

ان کے علاوہ اور بھی آپ کی صاحبزادیاں ہیں جنہیں تاریخ کی کتابوں نے ذکر نہیں کیا۔

چنانچہ امام سخاوی رحمہ اللہ نے ''محمد بن ابو بکر بن محمد ابو الوفاء المقدسی الشافعی'' کے تذکرہ میں لکھا ہے: کہ انہوں نے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کی صاحبزادی سے شادی کی تھی اور ابو بکر بن محمد مذکور ۸۱۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۸۹۱ھ میں فوت ہوئے۔ (الضوء اللامع: ج ۷ ص ۱۷۳ مطبوعہ دار الکتب بیروت لبنان)

آپ کے داماد:

علامہ سخاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

محمد بن علی بن حسن شمس الدین القاہری المتوفی ۸۶۷ھ علامہ عینی رحمہ اللہ کے داماد تھے اور آپ کے ساتھ احباس (اس عہدہ کی تشریح آگے ان شاء اللہ آ رہی ہے) میں ہاتھ بٹاتے تھے۔

(الضوء اللامع: ج ۸ ص ۱۵۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

اس بحث سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ علامہ عینی رحمہ اللہ کی ازواج مبارکہ رحمہن اللہ ایک سے زیادہ تھیں، اور یہ بات بھی عیاں ہوئی کہ حضرت ام الخیر رحمہا اللہ کے بعد علامہ عینی رحمہ اللہ نے کسی اور خاتون سے بھی نکاح کیا تھا۔ کیونکہ آپ کے داماد ابو الوفاء ۸۴۱ھ میں پیدا ہوئے، جب کہ حضرت ام الخیر رحمہا اللہ ۸۱۹ھ میں فوت ہوگئی تھیں، اور یہ بات عقل میں نہیں آسکتی کہ ۸۴۱ھ میں پیدا ہونے والا شخص ۸۱۹ھ سے پہلے فوت ہونے والی عورت کی بیٹی سے نکاح کرے۔ فتدبر احسن التدبر۔

دوسرا باب:

علامہ عینی رحمہ اللہ کی تعلیم کی ابتداء:

آپ نے ایک دین دار علم وحکمت تقویٰ وزہد والے گھرانے میں آنکھ کھولی، بچپن ہی میں طلب علم میں مصروف ہو گئے۔

علمِ کتابت کی تعلیم:

آپ کو آپ کے والد گرامی سب سے پہلے علامہ محمود بن احمد بن ابراہیم القزوینی کے پاس لے کر گئے آپ نے ان سے علم کتابت حاصل کیا۔

علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اس وقت میری عمر سات سال تھی، میرے استاذ محمود بن احمد بن ابراہیم القزوینی کا عمدہ خط میں کوئی ثانی نہیں تھا۔

حفظِ قرآن مجید:

آپ نے قرآن مجید کا کچھ حصہ شیخ علی محمد بن عبیداللہ شارح ''مصابیح السنة '' التوفی ۷۹۳ھ سے حفظ کیا ،پھر بقیہ حصہ اپنے علاقہ ''عینتاب '' میں شیخ معز حنفی التوفی ۷۹۲ھ سے بمع قراءت شاطبیہ پڑھا۔

دیگر علوم شرعیہ کی تعلیم:

شیخ ابوالعباس سے فقہ کے کچھ اسباق پڑھے۔اور'' مجمع البحرین ''،''شرح المشارق''،''توضیح علی متن التنقیح '' شیخ جبریل بن صالح البغدادی التوفی ۷۹۴ھ سے پڑھی۔شیخ جبریل علامہ اتقانی شارح ہدایہ اور علامہ سعدالدین تفتازانی کے بلاواسطہ شاگرد ہیں۔'' مختصر القدوری''، ''المنظومة فی الخلافیات ''للنسفی،اور'' مجمع البحرین '' شیخ میکائیل بن حسین بن اسرائیل الترکمانی التوفی ۷۹۸ھ سے پڑھی۔اور شیخ حسام الدین الرھاوی سے ان کی اپنی تصنیف ''البحار الزاخرة فی الفقه علی المذاهب الاربعة'' پڑھی۔''حلب'' میں قاضی القضاۃ جمال الدین یوسف بن موسیٰ الملطی سے'' اصول بزدوی''،''منتخب الاصول''(حسامی)اور'' ھدایہ'' شریف پڑھی۔

علامہ جمال الدین الملطی بلاواسطہ علامہ علاء الدین مغلطائی اور علامہ قوام الدین اتقانی شارح ہدایہ رحمہم اللہ کے شاگرد ہیں۔ پھر شیخ شمس الدین محمد المراعی کو لازم کر لیا، ان سے علم صرف میں "مراح الارواح" اور "شرح شافیہ" اور علم منطق میں "شرح شمسیہ" (قطبی) اور علم حکمت میں "رمز الکنوز فی الحکمۃ" اور "شرح مطالع الانوار" پڑھی۔ شیخ جبریل بن صالح سے زمخشری کی کتاب "المفصل فی النحو" پڑھی۔ شیخ محمود بن محمد العینتابی سے "تصریف العزی" اور "السراجی فی المیراث" پڑھی۔ شیخ ذوالنون السرماری سے مطرزی کی کتاب "المصباح فی النحو" اور اسفرائینی کی کتاب "ضوء المصباح" پڑھی۔ شیخ سراج الدین عمر سے امام جوہری کی لغت میں کتاب "الصحاح" پڑھی۔ شیخ علی عیسیٰ بن خاص السرماری المتوفی ۷۸۸ھ سے علم بلاغت سے متعلق علامہ طیبی رحمہ اللہ کی کتاب "التبیان فی المعانی والبیان" پڑھی اور انہیں سے "تفسیر کشاف" کے اکثر مقامات اور علامہ سکاکی کی "مفتاح العلوم" اور "متن الزھراوین" کامل بحث، تحقیق اور اتقان کے ساتھ پڑھیں۔ شیخ سراج الدین البلقینی رحمہ اللہ المتوفی ۸۰۵ھ سے ان کی اپنی کتاب "محاسن الاصطلاح فی علم الحدیث" کئی مجالس میں کئی بار پڑھی۔ شیخ ابوالفتح العسقلانی المتوفی ۷۹۳ھ سے دوبارہ "الشاطبیہ" پڑھی۔ علامۃ الدھر حافظ الوقت زین الدین العراقی رحمہ اللہ المتوفی ۸۰۶ھ سے "صحیح مسلم"، "صحیح بخاری"، اور امام ابن دقیق العید رحمہ اللہ کی کتاب "الالمام" وغیرہ کتب پڑھیں۔

شیخ تقی الدین الدجوی رحمہ اللہ المتوفی ۸۰۹ھ سے "سنن نسائی" کے علاوہ مکمل "صحاح ستہ"، "مسند احمد بن حنبل"، "مسند عبد بن حمید"، "مسند دارمی"، اور امام طبرانی رحمہ اللہ کی تینوں معاجیم (معجم کبیر، معجم اوسط، معجم صغیر) پڑھیں۔ ان سب کتب کی قراءت اور سماع آپ نے ۸۰۴ھ میں مکمل کر لیا تھا۔ ۸۰۹ھ میں شیخ ابن الکویک رحمہ اللہ المتوفی ۸۲۱ھ سے قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ کی کتاب "شفا شریف" از اول تا آخر پڑھی۔ نیز "مسند ابو حنیفہ" بروایت امام حارثی حصہ پنجم بھی ان سے پڑھی۔ شیخ ابن الکویک رحمہ اللہ نے اپنے شاگرد علامہ بدر الدین العینی رحمہ اللہ کی قابلیت کو دیکھ کر ان کو اپنی تمام مرویات و مسموعات کی اجازت دے دی۔ ۸۰۸ھ میں شیخ نور الدین الفوی رحمہ اللہ المتوفی ۸۲۷ھ سے "سنن دار قطنی"، "سنن کبریٰ نسائی"، امام ابن مالک کی کتاب "التسہیل" پڑھیں۔

علامہ تغری برمش الترکمانی رحمہ اللہ المتوفی ۸۲۳ھ سے امام طحاوی رحمہ اللہ کی کتاب "شرح معانی الآثار" اور امام بغوی رحمہ اللہ کی کتاب "مصابیح السنۃ" پڑھی۔ شیخ نجم بن کشک الحنفی رحمہ اللہ المتوفی ۷۹۹ھ سے مدرسہ نوریہ دمشق میں "صحیح بخاری" کے بعض مقامات کا استفادہ کیا۔

(عقد الجمان فی تاریخ الزمان: ج ۲۷ ص ۱۳۱ تا ۳۵۹ مخطوط دار الکتب المصریہ)

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۲۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(مقدمہ عمدۃ القاری للکوثری: ص ۷۔۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ زاہد کوثری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

شیخ جمال الدین یوسف بن تغری بردی نے کہا:

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ نے تفسیر، حدیث اور عربیۃ کا کبار مشائخ سے سماع کیا۔ چنانچہ تفاسیر میں "تفسیر زمخشری"، "تفسیر نسفی"، "تفسیر سمرقندی" اور احادیث میں سے "صحاح ستہ"، "مسند احمد"، "سنن بیہقی"، "سنن دارقطنی"، "مسند ء بن حمید" اور "معجم کبیر"، "معجم صغیر"، "معجم اوسط" للطبرانی وغیرہ کا سماع کیا۔

(مقدمہ عمدۃ القاری: ص ۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ کا علم دین کے حصول کے لیے سفر:

یاد رہے علم دین کے حصول کے لیے سفر کرنا علماء و مشائخ عظام کی سنت متوارثہ ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

ساضرب فی طول البلاد وعرضھا : انال مرادی اواموت غریباً

ان تلفت نفسی فللہ درھا : وان سلمت کان الرجوع قریباً

ترجمہ:

(میں شہروں کے طول و عرض میں سفر کروں گا یا اپنی مراد کو حاصل کر لوں گا یا اجنبی ہو کر مروں گا۔ اگر میری جان ہلاک ہو گئی تو اللہ تعالیٰ کے لیے خیر کثیر ہے اور اگر صحیح سالم رہی تو واپسی کی منزل قریب ہے)

اس سلسلہ میں اصل یہ حدیث نبوی ﷺ ہے:

اطلبوا العلم ولو بالصین فان طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم

علم (شریعت) حاصل کرو چاہے تمہیں چین جانے پڑے کیونکہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(شعب الایمان للبیہقی)

اگرچہ فنی اعتبار سے اس حدیث کی سند میں ضعف ہے، لیکن فضائل میں اس طرح کی حدیث معتبر ہوتی ہے۔ کما تقرر فی محلہ فافھم، نیز اس سلسلہ میں یہ مرفوع حدیث بھی انتہائی اہم درجہ رکھتی ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

احرص ما ینفعک و استعن باللہ ولا تعجز ولتجد فی طلبہ

(الشذ الفیاح من علوم ابن الصلاح ص ۲۸۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

جو چیز (علم) تمہیں نفع دے اس کے حصول پر حریص رہو اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرو اور عجز ظاہر مت کرو اور طلب علم میں بھرپور طریقہ سے کوشش کرو۔

علم کی تلاش کے لیے سفر لوازمات علماء میں سے ہے، جب علماء و مشائخ اپنے اپنے علاقوں میں تحصیل علم کر لیتے تو اس کے بعد مزید حصول علم کے لیے دور دراز کے علاقوں کا سفر کرتے تھے۔

امام ابن الصلاح رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

واذا فرغ من سماع العوالی والمھمات ببلدہ فلیرحل الی غیرہ۔

(معرفۃ انواع علوم الحدیث 'المشہور' مقدمہ ابن صلاح ص ۳۵۴ القسم الثامن والعشرون مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

جب طالب علم اپنے علاقہ میں عوالی (احادیث) اور اہم امور سے فارغ ہو جائے تو وہ دوسرے علاقے کی طرف رخت سفر باندھے۔

نیز یہ صحیح حدیث پاک بھی اسی موضوع سے متعلق ہے:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ من سلک طریقاً یلتمس فیہ علماً سھل اللہ لہ بہ طریقاً الی الجنۃ وما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ یتلون کتاب اللہ ویتدارسونہ بینھم الا نزلت علیھم السکینۃ وغشیتھم الرحمۃ وحفتھم الملئکۃ وذکرھم اللہ فیمن عندہ ومن بطا بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ

(صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی علم کو تلاش کرنے کے لیے کسی راستہ پر چلے (یعنی دور دراز علاقوں کا سفر کرے جیسا کہ دیگر احادیث سے ثابت ہے) اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جو قوم کتاب اللہ کی تلاوت کرے اور ایک دوسرے کے ساتھ درس کا تکرار کرے ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے انہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے پاس فرشتوں میں کرتا ہے اور جس شخص کو اس کا عمل پیچھے کر دے تو اس کو اس کا نسب آگے نہیں بڑھاتا۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ ﷺ من خرج فی طلب العلم فھو فی سبیل اللہ حتیٰ یرجع

(جامع ترمذی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص علم کی طلب میں نکلے (سفر کرے) وہ لوٹ کر آنے تک اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ہے۔

انہیں احادیث کی اتباع کرتے ہوئے اور مشائخ عظام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہمارے ممدوح مترجم شیخ الاسلام علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ نے بھی حصول علم کے لیے کئی شہروں کا سفر کیا۔ ہم ان میں سے چند کا ذکر کیے دیتے ہیں۔

شہر حلب:

سب سے پہلے سفر علم کا آغاز علامہ ممدوح رحمہ اللہ نے یہاں سے فرمایا کیونکہ یہ آپ کے علاقہ کے قریب تھا۔

۷۸۳ھ میں اس شہر میں داخل ہوئے اور یہاں کے محدثین وفقہاء سے استفادہ فرمایا جن میں سے سرفہرست ''شیخ جمال الدین یوسف بن موسیٰ ملطی رحمہ اللہ'' المتوفی ۸۰۳ھ ہیں، ان سے ''ہدایہ'' اور ''منتخب الحسامی'' پڑھی، نیز یہاں کے فقیہ شیخ حیدر رومی رحمہ اللہ سے ''السراجی فی المیراث'' پڑھی۔ ۷۸۴ھ میں آپ کے والد ماجد رحمہ اللہ کا انتقال ہو گیا جس کے باعث علامہ عینی رحمہ اللہ واپس اپنے علاقہ تشریف لے آئے۔

شہر بہنسا:

''عینتاب'' سے شمال مغرب کی طرف واقع مضبوط قلعہ ہے جس میں سرسبز وشاداب باغات اور چھوٹی چھوٹی نہروں کے ساتھ بہت بڑی جامع مسجد بھی ہے۔ شہر ''عینتاب'' اور ''بہنسا'' کے درمیان دو دن کی مسافت ہے۔

(تقویم البلدان: ص ۲۶۵ مطبوعہ دار الطباعۃ السلطانیہ باریس)

علامہ عینی رحمہ اللہ نے حصول علم کی خاطر اس شہر کے لیے بھی رخت سفر باندھا اور یہاں کے عظیم فقہاء اور محدثین سے استفادہ کیا۔ جن میں سے سرفہرست ''شیخ ولی الدین البہنسی رحمہ اللہ'' ہیں۔

شہر کختا:

یہ بلند وبالا عمارت والا ایک قلعہ ہے جو بلاد شامیہ کی اسلامی سرحدوں پر واقع ہے، یہاں بھی عمدہ باغات اور نہریں ہیں۔

(تقویم البلدان: ص ۲۶۳ مطبوعہ دار الطباعۃ السلطانیہ باریس)

علامہ عینی رحمہ اللہ نے طلب علم کی خاطر اس شہر کو بھی منتخب فرمایا، اور یہاں کے فقہاء ومحدثین سے بھرپور استفادہ کیا جن میں سے سرفہرست ''شیخ علاؤ الدین الکختاوی رحمہ اللہ'' ہیں۔

شہر ملطیہ:

جزیرہ شام کی سرحد پر واقع سرسبز وشاداب پھلوں اور نہروں سے لبریز یہ شہر اصحاب رسول ﷺ کا عظیم شاہکار ہے۔

(تقویم البلدان: ص ۳۸۵ مطبوعہ دار الطباعۃ السلطانیہ باریس)

علامہ عینی رحمہ اللہ نے دوسرے شہروں کی طرح اس شہر کا بھی سفر کیا۔ اور یہاں کے اکابر علماء سے استفادہ کیا، جن میں سے سرفہرست ''شیخ بدر الدین الملطی الکشافی رحمہ اللہ'' ہیں۔

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۲۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ان اسفار کے بعد آپ واپس اپنے شہر تشریف لے آئے۔

سفر حج براستہ دمشق:

اس کے بعد براستہ ''دمشق'' سفر حج کے لیے تشریف لے گئے، ظاہر ہے دمشق اور حرمین شریفین کے علماء و مشائخ سے ضرور استفادہ فرمایا ہوگا۔

زیارت بیت المقدس:

پھر ۷۸۸ھ میں بیت المقدس کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے، وہاں ''شیخ الاسلام علاؤ الدین سیرامی رحمہ اللہ'' المتوفی ۷۹۰ھ سے ملاقات کی۔ یہ بھی بیت المقدس کی زیارت کے لیے آئے ہوئے تھے۔

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ خود رقمطراز ہیں:

جب شیخ علاؤ الدین سیرامی رحمہ اللہ بیت المقدس کی زیارت کے لیے آئے ادھر میں بھی بیت المقدس کی زیارت کے لیے پہنچ آیا ان کے ساتھ مجھے صحبت میسر آگئی پہلے میں نے ان کا نام تو سنا ہوا تھا مگر زیارت نہیں کی تھی اور ان کی زیارت کے لیے میرے دل میں انتہائی شوق بھی تھا سو جب مجھے ان سے صحبت میسر آئی تو میں نے انہیں علم شریعت کا فاضل، انتہائی بردبار اور خوش اخلاق کا منبع پایا اور ان کی اچھی صحبت نے مجھے

فلما وصل (ای العلاء) الی القدس قدمت انا الی القدس للزیارۃ فاجتمعت بہ وکنت اسمع بالشیخ ولم ارہ وفی قلبی منہ اشتیاق عظیم فاجتمعت بہ فوجدتہ افضل الناس علما واحسن الناس ملقاۃً وحلماً ودعتنی صحبتہ المنیفۃ ان اذھب الی الدیار المصریۃ فی خدمتہ ولم یکن ذلک ببالی بل کان فی خاطری تکمیل الزیارۃ والرجوع الی الوطن فلما رأیت ھذا ترکت الوطن والاھل وتوجھت معہ الی

الديار المصرية بعد اقامتنا في القدس عشرة ايام۔

(عقد الجمان في تاريخ اهل الزمان: ج۲۶ص۳۱۰۔۳۱۱مخطوط دارالکتب المصریہ)

(بدرالدين العيني واثره في علم الحديث:ص۶۱ مطبوعہ دارالبشائر الاسلامیہ بیروت)

ان کی خدمت کے لیے مصر کے علاقوں کا سفر کرنے پر مجبور کر دیا پہلے یہ چیز میرے دل میں نہیں تھی بلکہ میرے دل میں یہ تھا کہ بیت المقدس کی زیارت کر کے وطن واپس آجاؤں گا جب میں نے ایسے عظیم انسان کو دیکھا تو وطن، اہل، مال سب چھوڑ کر بیت المقدس میں دس دن کے قیام کے بعد مصر کے علاقہ جانے کے لیےان کے ساتھ ہولیا۔

اس کے بعد ہمیشہ ان کی صحبت میں رہے، حتیٰ کہ ''علامہ علاؤ الدین سیرامی رحمہ اللہ'' کا وصال ہو گیا جیسا کہ تفصیلاً اگلی مباحث میں ہم ذکر کریں گے ان شاء اللہ۔

ان شہروں کے علاوہ دیگر کئی شہروں کا سفر فرمایا اور وہاں کے مشائخ عظام سے مستفید ہوتے رہے، جن کی تفصیل ہمارے علم میں نہیں ہے جیسا کہ خود ''عمدۃ القاری'' کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

ثم اني لمارحت الى البلاد الشمالية الندية قبل الثمانمائة من الهجرة الاحمدية مستصحباً في اسفاري هذاالكتاب لنشر فضله عند ذوي الالباب ظفرت هناك من بعض مشائخنا بغرائب النوادر و فوائد كاللالئ الزواهر مما يتعلق باستخراج مافيه من الكنوز واستكشاف ما فيه من الرموز۔

(عمدة القاري شرح صحيح البخاري مقدمه: ج۱ص۲۰مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

پھر میں نے ۸۰۰ھ سے پہلے شمالی علاقہ جات کی سر زمین کی طرف رخت سفر باندھا اس کتاب کے فضل و مرتبہ کو عقلمندوں (علماء) کے ہاں پھیلانے کے لیے ان تمام سفروں میں مَیں نے یہ کتاب (صحیح بخاری) اپنے ساتھ رکھی ان علاقہ جات میں کچھ مشائخ سے نادر و نایاب باتیں اور چمکتی کلیوں والے موتیوں کی طرح فوائد جن کا تعلق کتاب میں چھپے ہوئے خزانے اور کتاب کے رموز و اسرار کھولنے سے تھا وہ حاصل کرنے میں، میں کامیاب ہو گیا۔

نیز ''کشف القناع المرني'' میں لکھتے ہیں:

میں روم کے علاقہ شہر ''قونیہ'' میں شیخ جلال الدین قونوی المتوفی ۶۷۲ھ کی قبر کی حاضری کے لیے بھی حاضر ہوا۔

(کشف القناع المرني: مخطوط ورقہ ۹۸ب)

(بدر الدين العيني واثره في علم الحديث: ص۶۴ دارالبشائر الاسلامیہ بیروت)

ظاہر ہے یہاں آکر علماء سے ضرور استفادہ فرمایا ہوگا۔

اس کے علاوہ دیگر کئی جگہوں کے لیے آپ نے رخت سفر باندھا جس کا مفصلاً تذکرہ آپ نے اپنی کتاب ''معجم الشیوخ'' میں کیا ہے۔

تیسرا باب:

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کے اساتذہ کرام ومشائخ عظام:

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کے اساتذہ ومشائخ کا مکمل طور پر احاطہ اور استیفاء ناممکن ہے۔خود مترجم ممدوح رحمہ اللہ نے ایک ضخیم جلد ''معجم الشیوخ'' کے نام سے اپنے اساتذہ ومشائخ کے متعلق لکھی ہے۔

ہم ان میں سے چند مشہور کا تذکرہ کر دیتے ہیں:

۱: مترجم ممدوح رحمہ اللہ کے والد گرامی الشیخ القاضی احمد بن موسیٰ رحمہ اللہ:

آپ کے فقہ ودیگر فنون میں سب سے پہلے استاذ ہیں۔ان کا تفصیلی تذکرہ گزشتہ صفحات میں ہو چکا ہے، فلا نعید۔

۲: شیخ الاسلام حافظ الوقت ابوالفضل زین الدین عبدالرحیم بن حسین العراقی المصری الشافعی رحمہ اللہ:

آپ گیارہ جمادی الاولیٰ ۷۲۵ھ کو ''قاہرہ'' میں پیدا ہوئے آپ رحمہ اللہ ''شیخ الاسلام تقی الدین سبکی'' صاحب ''شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام'' اور ''شیخ عزالدین ابن جماعہ'' ''شیخ ابن عدلان'' ''شیخ تقی الدین الاخنائی'' اور ''شیخ علاؤالدین الترکمانی'' صاحب ''الجوہر النقی فی الرد علی البیہقی'' رحمہم اللہ کے شاگرد اور تلمیذ ہیں۔ قرأت سبعہ، فقہ، اصول، لغت، حدیث اور تفسیر کے امام زمانہ تھے۔حافظہ اس قدر تیز تھا کہ ایک دن میں چار سو سطریں حفظ کر لیتے تھے۔آپ نے حلب ، بیت المقدس ، دمشق ، حماۃ، حمص، نابلس ، صفد ، غزہ ، طرابلس ، بعلبک، اسکندریہ اور حرمین شریفین کی طرف رخت سفر باندھا اور وہاں کے مشائخ سے خوب مستفید ہوئے۔آپ نے کئی مدارس میں تدریس فرمائی ہے جن میں سے چند یہ ہیں۔مدرسہ دارالحدیث الکاملیہ ، المدرسۃ الظاہریہ ، المدرسۃ القراسنقوریہ ، جامعۃ الفاضلیہ ، جامع ابن طولون وغیرہ۔

آپ انتہائی سنجیدہ مزاج، کثیر الوقار ، کم گفتگو کرنے والے ، صاحب کرامات ، تکلفات سے دور ، ہر وقت باطہارت رہنے والے شخص تھے۔

شیخ عزالدین ابن جماعہ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

کل من یدعی الحدیث بالدیار المصریۃ سواہ فھو مدع

دیار مصریہ میں آپ کے علاوہ جو شخص بھی حدیث (میں مہارت) کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لزمتہ مدۃ فلم ارہ ترک قیام اللیل

میں عرصہ دراز ان کی صحبت میں رہا ہوں میں نے کبھی ان کو تہجد کی نماز ترک کرتے نہیں دیکھا۔

آپ کثیر مصنفات کے مصنف ہیں جن کا شمار اس مختصر کتابچہ میں نہیں ہو سکتا اور کثیر تلامذہ کے استاذ ہیں جن میں سے چند مشہور یہ ہیں:

۱: شیخ الاسلام حافظ بدرالدین عینی رحمہ اللہ صاحب ترجمہ۔

۲: شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ۔

۳: علامہ نورالدین الہیثمی صاحب ''مجمع الزوائد'' رحمہ اللہ۔

۴: صاحبزادہ علامہ ولی الدین العراقی رحمہ اللہ۔

وفات:

بروز بدھ ۸ شعبان المعظم ۸۰۶ھ کو مصر کے شہر ''قاہرہ'' میں فوت ہو گئے تھے۔آپ کے جنازہ میں ہزاروں لوگ شریک ہوئے۔رحمہ اللہ۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج۴ ص۱۵۲ تا ۱۵۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

۳: شیخ الاسلام عمر بن رسلان البلقینی القاہری الشافعی:

آپ جمعرات ۱۲ شعبان المعظم ۷۲۴ھ کو ''مصر'' کی سرزمین ''بلقینہ'' میں پیدا ہوئے۔آپ رحمہ اللہ ائمہ وقت کے شاگرد تھے۔جن میں سے چند یہ ہیں:

علامہ نجم الدین الاسوانی، شیخ الاسلام تقی الدین سبکی ،شیخ الاسلام مؤرخ کبیر حافظ شمس الدین ذہبی ،شیخ الاسلام حافظ ابوالحجاج مزی صاحب ''تھذیب الکمال'' اور شیخ الاسلام حافظ عزالدین ابن جماعۃ وغیرہ۔ رحمہم اللہ۔

آپ قرآن پاک کے حافظ اور قاری تھے۔ اسماء الرجال، حدیث، اُصول، فقہ، قراءت وغیرہ علوم کے ماہر تھے آپ کے حافظہ کی گواہی علماء مصر نے دی ہے۔ آپ نے حصول علم کے لیے ان شہروں کا سفر فرمایا۔

حرمین شریفین ، بیت المقدس، دمشق اور حلب وغیرہ۔ آپ نے مختلف جگہوں پر تدریس کے فرائض سرانجام دیئے، جن میں سے چند جگہیں یہ ہیں۔

جامع عمرو ، جامع ابن طولون ، المدرسۃ البدیریۃ ، المدرسۃ البرقوقیۃ اور المدرسۃ الخروبیۃ وغیرہ۔

آپ انتہائی محبت ومودت رکھنے والے، بارعب اور صاحب تقوی وطہارت شخص تھے۔

کثیر مصنفات کے مصنف ہیں، جن کا احاطہ یہاں مشکل ہے۔ اور کثیر علماء ومشائخ کے استاذ ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

۱: صاحب ترجمہ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ۔

۲: حافظ الشان ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ۔

۳: سراج الدین قاریؔ الھدایہ رحمہ اللہ۔

وفات:

بروز جمعہ ۱۱ ذوالقعدہ ۸۰۵ ھ کو ''مصر'' کے شہر ''قاہرہ'' میں فوت ہو گئے تھے۔ اور اپنے مدرسہ میں مدفون ہوئے۔ رحمہ اللہ۔

(بدر الدین العینی و اثرہ فی علم الحدیث: ص ۱۹۸ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

۴: علاؤالدین احمد بن محمد السیرامی :

آپ علم وحکمت میں بحر بیکراں تھے۔ خصوصاً علم معانی ، بیان ، بدیع ، فقہ اور اصول کے ماہر تھے۔ اہل

علم سے محبت رکھنے والے ، بردبار ، سخی ، بادشاہوں سے دور رہنے والے ، انتہائی عاجزی ،تواضع اور انکساری والے شخص تھے۔ گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے کہ علامہ عینی رحمہ اللہ اور علامہ سیرامی رحمہ اللہ کی ''بیت المقدس'' میں ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد علامہ عینی رحمہ اللہ نے اپنے شیخ کو لازم کرلیا اور جتنا ان سے استفادہ کیا کسی اور سے نہیں کیا۔ حتیٰ کہ علامہ سیرامی رحمہ اللہ نے اپنے شاگرد رشید کو ''مدرسہ برقوقیہ'' کا صوفی اور خادم مقرر فرمادیا۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ جب خود مدرسہ میں تشریف نہ لاتے تو اسباق پڑھانے کی ذمہ داری اپنے شاگرد رشید علامہ عینی رحمہ اللہ کو سونپ جاتے۔

جب بادشاہ ظاہر برقوق نے ''مدرسہ ظاہریہ برقوقیہ'' کا سنگ بنیاد رکھا تو اس نے آپ (علامہ سیرامی) کو وہاں کا ''شیخ الشیوخ'' مقرر کردیا آپ نے اس مدرسہ کی افتتاحی تقریب میں انتہائی پرمغز خطاب فرمایا۔ اور ارشاد الٰہی

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (پ۳، آل عمران:۲۶)

یوں عرض کر اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بے شک تو سب کچھ کرسکتا ہے۔

پر گفتگو فرمائی۔ اس تقریب میں ''قاہرہ'' کے امراء ، وزراء ، قاضی ، علماء اور اعیان حاضر تھے۔ کبھی زندگی میں ایسی تعظیم آپ کی نہیں کی گئی تھی جتنی اس دن کی گئی، حتیٰ کہ بادشاہ ظاہر نے اپنے ہاتھ سے ان کے لیے سجادہ بچھایا اور انہیں انتہائی عزت واکرام سے نوازا اور آپ کو عمدہ خچر اور گھوڑے تحائف میں دیئے۔

شیخ عزالدین ابن جماعہ رحمہ اللہ کہا کرتے تھے: کہ علاؤالدین سیرامی انتہائی سمجھدار ، محقق ، اور صاحب مطالعہ شخص ہیں ۔

علامہ سیرامی رحمہ اللہ نے حصول علم کے لیے ہراۃ ، خوارزم ، صرئی ، قرم ، تبریز اور مصر وغیرہ شہروں کا سفر کیا۔ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کو ان سے شدید محبت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مرتبہ شیخ علاؤالدین سیرامی رحمہ

اللہ بیمار ہوگئے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے اپنے علاقہ ''عینتاب'' سے اپنے بھائی احمد رحمہ اللہ کو ''عینتاب'' سے دوائی لانے کے لیے وہاں سے اسپیشل بلایا۔ وہ دوائی لے کر آئے، علامہ علاؤالدین رحمہ اللہ نے وہ دوائی نوش فرمائی، فوراً ٹھیک ہوگئے۔

وفات:

آپ بروز اتوار تین جمادی الاولیٰ ۷۹۰ھ میں فوت ہوگئے تھے۔ رحمہ اللہ۔

(عقد الجمان فی تاریخ الزمان: ج۲۶ص۳۳۳ مخطوط)

(بدرالدین العینی و اثرہ فی علم الحدیث: ص۱۳۰ مطبوعہ دارالبشائر الاسلامیہ)

۵: شرف الدین عیسیٰ بن خاص بن محمود السماری عینتابی:

آپ ائمہ حنفیہ کے سرخیل، شریعت حنفیہ کے ستون، عالم، عامل، فاضل، اپنے زمانے کے پیشواء ومقتداء، انتہائی متقی و پرہیزگار اور شبہات ومحرمات سے کنارہ کش شخص تھے۔ آپ نے پوری زندگی کسی امیر، قاضی اور بیت المال کے خزانچی کا دیا ہوا مال نہیں کھایا۔ آپ نے کبار علماء سے استفادہ کیا جن میں سرفہرست یہ ہیں:

شارح ''مشکوۃ''، شیخ شرف الدین طیبی، شیخ فخر الدین جار بردی، شیخ شمس الدین خلخالی، شیخ شمس الدین تکسیری وغیرہ۔ رحمہم اللہ۔

آپ نے حصول علم کے لیے دور دراز شہروں کا سفر فرمایا۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

''آذربیجان''، ''دیار بکر'' اور ''روم'' آپ نے اپنے اساتذہ سے قرآن مجید کی نو (۹) تفاسیر پڑھی ہیں۔ بغیر مطالعہ کے درس دیتے تھے اور حقائق قرآنیہ کو کھول کھول کر بیان کرتے اور ایسے نکات بیان کرتے کہ بڑے بڑے فضلاء دنگ رہ جاتے۔ اور شروحات کو دیکھے بغیر ''مفتاح العلوم'' پڑھاتے تھے۔ علم معانی، علم بیان اور علم تفسیر میں نشانی تھے۔ ایک مرتبہ ''دمشق'' آئے اور بادشاہ ''طرنطاش'' کے پاس نزول فرمایا، اور ایک علمی مجلس میں تشریف لے گئے جس میں ''دمشق'' کے کبار علماء موجود تھے جن میں سرفہرست ''برہان الدین جمال'' تھے۔

آپ نے ارشاد الٰہی:

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا

(پ۱۵، الاسراء:۷۱)

جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے تو جو اپنا نامہ داہنے ہاتھ میں دیا گیا یہ لوگ اپنا نامہ پڑھیں گے اور تاگے بھر ان کا حق نہ دبایا جائے گا۔

پر گفتگو فرمائی اور اس میں اعجاز قرآنی کی ستر (۷۰) اقسام بیان فرمائیں۔ وہاں بیٹھے علماء حیران رہ گئے۔ آپ ۷۵۰ھ میں ''عین تاب'' تشریف لائے اور وعظ وتفسیر میں مشغول ہوگئے، حتیٰ کہ تین مرتبہ وہاں مکمل قرآن کریم کی تفسیر بیان فرمائی اور چوتھی مرتبہ ''سورہ تبارک الذی'' تک پہنچ چکے تھے کہ وقت اجل آیا اور داعی اجل کو لبیک کہا۔

آپ کی مجلس وعظ اور تفسیر میں پرندے بھی آتے اور منبر کے پاس بیٹھ جاتے، آپ کا وعظ سنتے رہتے، جوں ہی آپ وعظ وتفسیر سے فارغ ہوتے وہ اڑ کر چلے جاتے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان پرندوں کو آپ کی مجلس وعظ وتفسیر میں آتے ہوئے میں نے خود دیکھا ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وقد لازمته سنين كثيرة حتى اخذت عنه كثيراً من العلوم وقرأت عليه جملة من الكتب حتى اجازني بالا فتاء والتدريس والوعظ والتذكير

میں کئی سال آپ کی صحبت میں رہا ہوں حتیٰ کہ میں نے آپ سے بہت سارے علوم حاصل کیے اور اکثر کتابیں ان سے پڑھیں یہاں تک کہ انہوں نے مجھے فتویٰ نویسی، تدریس اور وعظ وتذکیر کی اجازت عطا فرمائی۔

وفات:

ستائیس (۲۷) شوال ۷۸۸ھ کو ''عینتاب'' میں فوت ہوئے اور اپنے مدرسہ میں مدفون ہوئے۔ رحمہ اللہ۔

4/4

نوٹ:

ان کا تذکرہ تاریخ کے کسی مؤرخ نے نہیں کیا سوائے ان کے شاگرد علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کے۔آپ نے ''عقد الجمان فی تاریخ اہل الزمان'' میں ان کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔اور ہم نے بھی بواسطہ شیخ صالح یوسف معتوق ''عقد الجمان'' سے ان کے یہ حالات لکھے ہیں۔

(عقدا لجمان: ج۲۶ص۳۱۴مخطوط)

(بدرالدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص۱۳۱تا۱۳۲مطبوعہ دارالبشائرالاسلامیہ بیروت)

۶: نجم الدین احمد بن اسمٰعیل بن محمد المعروف ابن کشک:

آپ تقریباً ۷۲۰ھ کو پیدا ہوئے۔شیخ حجار سے ''صحیح بخاری'' کا سماع کیا۔اور ان علماء نے آپ کو اجازت حدیث دی:

ابوالنصر بن شیرازی ، یحیٰ بن محمد بن سعد، قاسم بن مظفر، ست الفقہاء بنت الواسطی، احمد بن علی بن زراد، زینب بنت عمر بن سکر اور قاسم بن عساکر۔رحمہم اللہ۔آپ کئی مرتبہ'' قاہرہ'' اور'' دمشق'' کے قاضی بنے اور کئی جگہ تدریس فرمائی۔حدیث، فقہ اور فروع کے عارف تھے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے ان سے ''صحیح بخاری'' کا سماع کیا۔یہ روایت کرتے ہیں ''ابوالعباس احمد بن ابوطالب الحجار سے وہ حسین بن مبارک زبیدی سے'' یہ سند لطائف میں سے ہے اس لیے کہ یہ چاروں حنفی ہیں جو ایک دوسرے سے روایت کررہے ہیں وہ روایت یوں ہے: ''بدرالدین العینی از ابن الکشک از حجار از زبیدی''۔رحمہم اللہ۔ آپ کو آپ کے اپنے پاگل بھائی نے چھری ماری جس کی وجہ سے تقریباً اسی (۸۰) سال کی عمر میں ۷۹۹ھ میں آپ فوت ہوگئے۔رحمہ اللہ۔

(بدر الدین العینی و اثرہ فی علم الحدیث: ص۱۳۳ مطبوعہ دارالبشائرالاسلامیہ بیروت)

۷: تقی الدین ابوبکر محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن الدجوی القاہری الشافعی:

۷۳۷ھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔آپ نے علم فقہ حاصل کیا۔آپ علم میں اپنے زمانے کے علماء سے آگے نکل گئے تھے۔آپ نے علامہ عرضی، علامہ میدومی، علامہ مظفر الدین ابن العطار وغیرہ علماء رحمہم اللہ سے حدیث کا سماع کیا۔ آپ عربیۃ، لغت، غریب، حساب، تاریخ اور فقہ وغیرہ میں انتہائی قابل تھے۔آپ پیچیدہ خط کے ساتھ کتابت کرتے تھے۔علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے ''نسائی'' کے سوا ''صحاح ستہ'' کا سماع ان سے کیا، نیز مسند امام احمد، مسند دارمی اور مسند عبد بن حمید کا سماع بھی ان سے کیا۔اٹھارہ (۱۸) جمادی الاولیٰ ۸۰۹ھ میں آپ فوت ہوگئے تھے۔رحمہ اللہ۔

(الضوء اللامع: ج۹ص۸۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۸: ابوالحسن نورالدین علی بن ابوبکر الھیثمی الشافعی رحمہ اللہ:

آپ ۷۳۵ھ میں پیدا ہوئے۔بچپن ہی میں شیخ الاسلام زین الدین عراقی رحمہ اللہ کے ساتھ چمٹ گئے۔ان ہی کے ساتھ طلب علم کے لیے دور دراز کے علاقوں کا سفر کیا۔سفر و حضر میں کبھی ان سے جدا نہیں ہوئے۔علامہ زین الدین عراقی رحمہ اللہ کی اکثر تصانیف آپ نے تحریر فرمائیں اور آپ کی مجلس علم کی تمام املاء کو ضبط تحریر میں لائے۔آپ امام، زاہد، عالم، حافظ، منکسر المزاج، دنیا کے جاہ و جمال سے دور اور لوگوں کے ہاں محبوب انسان تھے۔تہجد کی نماز کبھی ترک نہیں فرمائی۔جب ان سے حدیث کے بارے میں پوچھا جاتا اس قدر سرعت اور تیزی کے ساتھ جواب دیتے، کہ پوچھنے والے یہ کہنے پر مجبور ہوجاتے:

انہ احفظ من العراقی — کہ یہ اپنے استاذ عراقی سے زیادہ حافظہ رکھنے والے ہیں۔

شیخ زین الدین عراقی رحمہ اللہ کے علاوہ آپ نے دیگر مشائخ مثلاً ابوالفتح المیدومی، ابن الملوک، ابن القطروانی، ابن الخباز اور ابن الحموی وغیرہ علماء رحمہم اللہ سے استفادہ کیا۔آپ کی بہت زیادہ تصنیفات و تالیفات ہیں۔جن میں سے سرفہرست ''مجمع الزوائد و منبع الفوائد'' ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو انتہائی مقبولیت سے نوازا ہے۔مشرق و مغرب میں اس کتاب کے ڈنکے بج رہے ہیں۔اس کے علاوہ دیگر بہت ساری تصنیفات ہیں۔

آپ کے تلامذہ کی بھی ایک بہت بڑی تعداد ہے۔ جن میں سے سرفہرست ہمارے مترجم ممدوح علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ اور شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ہیں۔

وفات:

۸۰۷ھ میں آپ رحمہ اللہ فوت ہوگئے تھے۔

(الضوء اللامع: (ملخصا) ج۵ ص۱۷۹ تا ۱۸۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۹: قطب الدین عبدالکریم بن محمد بن عبدالکریم الحلبی المصری:

آپ ۷۳۶ھ میں پیدا ہوئے۔ اولاً قرآن مجید حفظ کیا۔ پھر ان شیوخ سے دیگر علوم میں استفادہ کیا:
شیخ حسن الاربلی، احمد بن علی المستولی، ابن غالی، محمد بن اسماعیل الایوبی، شیخ الاسلام عزالدین ابن جماعہ، ابوالحجاج حافظ جمال الدین مزی، حافظ شمس الدین ذہبی اور شیخ ابن القماح وغیرہ علماء رحمہم اللہ۔ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے آپ سے امام طبرانی رحمہ اللہ کی تالیف "المعجم الکبیر" پڑھی ہے۔

وفات:

۸ رجب ۸۰۹ھ میں آپ فوت ہوگئے تھے۔ رحمہ اللہ۔

(الضوء اللامع: (ملخصا) ج۴ ص۲۸۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۱۰: محمد بن محمد بن عبداللطیف بن احمد المعروف ابن الکویک السکندری القاہری الشافعی:

ماہ ذوالقعدہ ۷۳۷ھ میں ایک علمی اور نیک بخت گھرانے میں پیدا ہوئے۔

آپ کے چند مشائخ یہ ہیں:

حافظ جمال الدین مزی، زینب بنت کمال، علی بن عبدالمومن، عزالدین ابن جماعہ اور قلانسی وغیرہ علماء۔ رحمہم اللہ۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے لمبی عمر عطا فرمائی تھی۔ آپ کی اسناد عالی تھیں، جس کی وجہ سے طلباء بالعموم اور حافظ ابن حجر العسقلانی بالخصوص ان کی طرف رغبت رکھتے تھے۔ دنیا کی زیب وزینت سے الگ تھلگ ہو کر گھر میں حدیث پاک پڑھاتے

تھے۔ شیخ الاسلام حافظ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے آپ سے قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ کی تصنیف "شفاء شریف" از اول تا آخر پڑھی۔ اور شیخ ابن الکویک رحمہ اللہ نے مترجم ممدوح کو اپنی تمام مرویات ومسموعات کی اجازت بھی عنایت فرمائی۔

وفات:

۲۵ ذوالقعدہ ۸۲۱ھ میں فوت ہوگئے تھے۔ رحمہ اللہ۔

(الضوء اللامع: (ملخصا) ج۹ ص۹۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان)

۱۱: جمال الدین یوسف بن موسیٰ بن محمد الملطی الحنفی:

آپ ۷۲۵ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنے شہر "ملطیہ" میں نشوونما پائی پھر مزید حصول علم کی خاطر "حلب" تشریف لے گئے۔ وہاں سے علم میں پختگی حاصل کر کے مصر کی طرف روانہ ہوگئے۔ پھر وہاں سے کبار مشائخ: مثلاً علاؤالدین ابن الترکمانی، مغلطائی اور عزالدین ابن جماعہ وغیرہ علماء رحمہم اللہ سے استفادہ کیا۔ آپ اس وقت کے مذہب حنفی کے امام جانے جاتے تھے۔ فتویٰ نویسی کی، طلباء کو پڑھایا، ہر روز پچیس درہم راہ خدا میں خرچ کرتے، نیک سیرت اور خوش اخلاق انسان تھے۔ آپ کو "تفسیر کشاف" مکمل یاد تھی۔ بادشاہ برقوق الظاہر نے عہدہ قضاء بھی آپ کے حوالہ کر دیا تھا۔ شیخ الاسلام حافظ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے "ہدایہ شریف"، "منتخب الاصول" (حسامی) اور "اصول بزدوی" کئی مرتبہ آپ سے پڑھیں۔

وفات:

۱۸ ربیع الثانی ۸۰۳ھ میں آپ فوت ہوگئے تھے۔ رحمہ اللہ۔

(الضوء اللامع: (ملخصا) ج۱۰ ص۳۰۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۱۲: ابوالحسن نورالدین علی بن محمد بن عبدالکریم الفوی القاہری الشافعی:

آپ سے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے امام نسائی کی کتاب "السنن الکبریٰ"، "سنن دار قطنی" اور ابن مالک کی "کتاب التسہیل" پڑھی۔

وفات:

۸۲۷ھ میں آپ فوت ہوگئے تھے۔ رحمہ اللہ۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج ۵ ص ۲۷۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۱۳: ابوالفتح محمد بن احمد بن محمد العسقلانی المصری:

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے ان سے علم قراءت کی ''کتاب الشاطبیہ'' کا سماع کیا۔

وفات:

ماہ محرم الحرام ۷۹۳ھ میں آپ فوت ہوگئے تھے۔ رحمہ اللہ۔

(بدر الدین العینی و اثرہ فی علم الحدیث: ص ۱۳۸ مطبوعہ دارالبشائر الاسلامیہ بیروت)

۱۴: جبریل بن صالح بن اسرائیل البغدادی العیثابی:

حافظ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے ان سے تفسیر کشاف، مجمع البحرین، تنقیح بمع توضیح اور شرح المشارق پڑھیں۔

وفات:

۷۹۴ھ میں آپ فوت ہوگئے تھے۔ رحمہ اللہ۔

نوٹ:

ان کا تذکرہ صرف علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے کیا ہے۔

(عقد الجمان فی تاریخ اھل الزمان: ج ۲۶ ص ۴۴۰ مخطوط دارالکتب المصریہ)

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص ۱۳۸ مطبوعہ دارالبشائر الاسلامیہ بیروت)

۱۵: محمد بن عبداللہ بن احمد المشہور ابن زین العرب:

آپ حدیث پاک کی کتاب ''مصابیح السنۃ'' کے شارح بھی ہیں۔ شیخ الاسلام بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے

ان سے قرآن مجید کا کچھ حصہ حفظ کیا۔

وفات:

۷۹۳ھ میں آپ فوت ہوگئے تھے۔ رحمہ اللہ۔

نوٹ:

ان کا تذکرہ ان کے شاگرد حافظ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کے علاوہ کسی مؤرخ نے نہیں کیا۔

(عقد الجمان فی تاریخ اھل الزمان: ج ۲۶ ص ۴۳۴ مخطوط دارالکتب المصریہ)

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص ۱۳۸ مطبوعہ دارالبشائر الاسلامیہ بیروت)

۱۶: محمود بن احمد بن ابراہیم القزوینی:

آپ عمدہ لکھاری تھے، حسن کتابت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ اپنے والد گرامی کے حکم پر ایک عرصہ تک ان سے فن خطاطی سیکھتے رہے۔

وفات:

ان کی تاریخ وفات معلوم نہیں ہوسکی۔ ان کا تذکرہ بھی صرف مترجم ممدوح رحمہ اللہ نے کیا ہے۔

(عقد الجمان فی تاریخ اھل الزمان: ج ۲۶ ص ۴۵۰ مخطوط دارالکتب المصریہ)

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص ۱۳۹ مطبوعہ دارالبشائر الاسلامیہ بیروت)

۱۷: مجد الدین حسین بن محمد بن اسرائیل الحنفی العیثابی:

آپ صالح اور متقی شخص تھے۔ فن قراءت کے فاضل تھے۔ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے مکمل قرآن مجید ''قراءت حفص'' کے ساتھ ان سے پڑھا ہے۔ اور ''شاطبیہ'' کا بھی سماع ان سے کیا ہے۔

وفات:

۷۹۲ھ میں آپ فوت ہوگئے تھے۔ رحمہ اللہ۔

ان کا تذکرہ بھی صرف صاحب ترجمہ رحمہ اللہ نے کیا ہے۔

(عقد الجمان فی تاریخ اھل الزمان: ج ۲۶ ص ۴۱۴ مخطوط دار الکتب المصریہ)

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص ۳۹ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

۱۸: میکائیل بن حسین بن اسرائیل الحنفی عینتابی:

حافظ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے ''المغنی فی الاصول، المنظومہ فی الخلافیات، المختار اور کنز الدقائق'' ان سے پڑھی ہیں۔

وفات:

۷۹۸ھ میں آپ نے دارفنا سے دار بقاء کی طرف رحلت فرمائی۔ رحمہ اللہ۔

(بدرالدین العینی و اثرہ فی علم الحدیث: ص ۱۳۹ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

۱۹: جلال الدین احمد بن یوسف بن طوع بن رسلان الحنفی:

آپ ''مدرسہ صرغتمشیہ'' کے شیخ الحدیث تھے۔ آپ نے علامہ عینی رحمہ اللہ کو اپنی تمام مسموعات، فتوی نویسی، تدریس اور تمام عقلی ونقلی علوم کی اجازت عطا فرمائی تھی۔

وفات:

۷۹۳ھ میں آپ فوت ہوگئے تھے۔ رحمہ اللہ۔

(بدر الدین العینی و اثرہ فی علم الحدیث: ص ۱۴۰ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

۲۰: زین الدین ابوالمحاسن تغری برمش بن یوسف ترکمانی قاہری حنفی:

آپ نے اپنے علاقہ میں تعلیم کا آغاز فرمایا۔ پھر بادشاہ ظاہر برقوق کے دور حکومت میں ''قاہرہ'' تشریف لائے مذہب کے فروعی مسائل کے انتہائی ماہر تھے۔ شیخ الاسلام بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے ''شرح معانی الآثار'' اور'' مصابیح السنۃ'' ان سے پڑھیں۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج ۳ ص ۲۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۲۱: شہاب الدین احمد بن خاص الترکی الحنفی۔

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے زیادہ تر علم فقہ اور علم حدیث ان سے پڑھا ہے۔ اور ان کی انتہا درجہ کی تعظیم وتوقیر کرتے تھے۔

وفات:

۸۰۹ھ میں آپ فوت ہوگئے تھے۔ رحمہ اللہ۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج ا ص ۲۴۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۲۲: احمد بن خلیل بن یوسف بن عبدالرحمٰن عینتابی حنفی مقری:

شیخ الاسلام حافظ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے روایتِ حفص اور دیگر روایات کے ساتھ ان سے کئی بار قرآن مجید از اول تا آخر پڑھا ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قرأت علیه کتاب النونیة وبعض الشاطبیة وذالك فی حدود سنتستة و سبعین و سبعمائة وانا مناهز للبلوغ ومراهق للادراك	۷۷۶ھ کے آغاز حدود میں میں نے ان سے ''کتاب النونیۃ'' اور کچھ ''شاطبیہ'' پڑھی اس وقت میں قریب البلوغ تھا۔

وفات:

۸۰۳ھ میں آپ فوت ہوگئے تھے۔ رحمہ اللہ۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج ا ص ۲۴۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۲۳: بدرالدین محمود بن محمد بن عبداللہ الواعظ رومی:

زاہد، عارف، عالم، فاضل، ماہر، متقی اور پرہیزگار شخص تھے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ ''عقد الجمان فی تاریخ اھل الزمان'' میں لکھتے ہیں:

كان متجنباً عن الناس مشتغلا بالعبادة والا شتغال بالعلوم والوعظ و التذ كير للناس وادرك فى بلاد الروم كبار مشائخنا واخذ العلم عنهم ولم يزل يذ كر الناس ويعظهم الى ان ادركته المنية

(بدرالدین العینی وجهوده فی علوم الحدیث: ص ۵۴ مطبوعہ دارالنوادر بیروت)

لوگوں سے کنارہ کش رہنے والے، عبادت میں مصروف، دینی علوم اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے میں مشغول رہنے والے شخص تھے۔ آپ نے ''روم'' کے علاقوں میں ہمارے بڑے بڑے مشائخ کو پایا اور ان سے استفادہ کیا۔ آپ تا حیات لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے رہے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے ''عینتاب'' میں ان سے ''تصریف العزی''، ''مصابیح السنۃ'' اور ''السراجی'' پڑھی۔

وفات:

۷۹۵ھ میں آپ فوت ہو گئے تھے۔ رحمہ اللہ۔

علامہ سخاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وقال البدر العينى ذكرته فيها تبركا والا فقد مات قبلها بكثير كما تقدم قلت و هذا من البدر عجيب

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۳۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے کہا: ''میں نے ان کا اپنی اس تاریخ کے ان حوادث میں تذکرہ بطور تبرک کے کیا ہے۔ ورنہ وہ ان حوادث سے بہت عرصہ پہلے وفات پا چکے تھے، جیسا کہ گزر چکا ہے میں (امام سخاوی رحمہ اللہ) کہتا ہوں علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کی یہ بات بڑی حیرت انگیز ہے۔

میں (راقم الحروف محمد اللہ بخش عفا اللہ عنہ) کہتا ہوں: اس سے بڑھ کر حیرت امام سخاوی رحمہ اللہ پر ہے کیونکہ انہوں نے کتاب کے آغاز میں یہ شرط لگائی ہے کہ اس تاریخ میں نویں صدی کے علماء رحمہم اللہ کا تذکرہ ہوگا۔ اور یہ علامہ محمود واعظ رومی رحمہ اللہ آٹھویں صدی کے ہیں۔ امام سخاوی رحمہ اللہ نے اپنی شرط پر عملدرآمد گی ترک کر دی۔ فتفکر۔

۲۴: خیرالدین خلیل بن احمد بن محمد المشرقی العینتابی القصیر (چھوٹے قد والے):

انتہائی پاکیزہ، باطہارت اور پاک دامن شخص تھے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے ان سے یہ کتب پڑھیں ہیں:

''کتاب التقدمہ فی علم اللغۃ''، ''تصریف العزی''، ''تصریف الهارونیۃ''، ''کتاب العروض'' ''المصباح فی علم النحو''، ''الجمل فی علم الصرف'' اور ''المتوسط شرح کافیہ''۔

وفات:

پینسٹھ سال کی عمر میں ۷۹۲ھ میں فوت ہو گئے تھے۔ رحمہ اللہ۔

یاد رہے ان کا تذکرہ بھی صرف علامہ عینی رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں کیا ہے۔

(عقد الجمان فی تاریخ اهل الزمان: ج ۲۶ ص ۴۲۱ مخطوط دارالکتب المصریہ)

(بدرالدین العینی واثره فی علم الحدیث: ص ۱۴۱ مطبوعہ دارالبشائر الاسلامیہ بیروت)

۲۵: احمد بن یوسف السرماری الحنفی ذوالنون:

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے ان سے ''المصباح فی علم النحو'' پڑھی ہے۔

وفات:

۷۷۷ھ میں آپ فوت ہو گئے تھے۔ رحمہ اللہ۔

(بدرالدین العینی و اثره فی علم الحدیث: ص ۱۴۱ مطبوعہ دارالبشائر الاسلامیہ بیروت)

۲۶: حیدر بن محمد بن ابراہیم الحلبی الهروی الحنفی الرومی:

شیخ صالح یوسف معتوق لکھتے ہیں:

مجھے کسی کتاب میں ان کا تذکرہ نہیں مل سکا۔ ہاں! بروکلمان نے جہاں ''سراجی'' کی شروحات کا تذکرہ کیا ہے، وہاں لکھا ہے کہ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے ان سے ان کی اپنی ''شرح سراجی'' پڑھی ہے۔

وفات:

۸۳۰ھ میں آپ فوت ہوگئے تھے۔ رحمہ اللہ۔

(تاریخ الادب العربی: ج۶ ص ۳۳۵ مطبوعہ دار المعارف مصر)

(بدرالدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص۱۴۲ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

۲۷: حسام الدین ابوالمحاسن الرہاوی:

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے ان سے ان کی اپنی تصنیف ''البحار الزاخرۃ فی الفقہ علی المذاہب الا ربعۃ'' پڑھی ہے۔ شیخ صالح یوسف معتوق کہتے ہیں: مجھے ان کے حالات نہیں مل سکے۔

(بدرالدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص۱۴۲ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

۲۸: سراج الدین عمر :

ان سے علامہ عینی رحمہ اللہ نے ''الصحاح' للجوھری'' پڑھی ہے۔ شیخ صالح کہتے ہیں: مجھے ان کے حالات نہیں مل سکے۔

(بدرالدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص۱۴۲ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

۲۹: عزالدین محمد بن عبداللطیف بن احمد ابن الکویک:

علامہ عینی رحمہ اللہ نے ان سے بھی استفادہ کیا ہے۔

وفات:

۷۹۰ھ میں آپ فوت ہوگئے تھے۔ رحمہ اللہ۔

(بدر الدین العینی و اثرہ فی علم الحدیث: ص۱۴۲ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

۳۰: شمس الدین محمد الراعی ابن الزاہد:

آپ شارح ہدایہ علامہ اکمل الدین بابرتی رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے ان سے یہ کتب پڑھی ہیں:

''رموز الحکم''، ''شرح شمسیہ (قطبی)''، ''شرح مطالع''، ''مراح الارواح'' اور ''الشافیہ''۔ شیخ صالح کہتے ہیں: مجھے ان کے حالات بھی دستیاب نہیں ہوسکے۔

(بدرالدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص۱۴۳ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

۳۱: علاؤالدین الکختاوی رحمہ اللہ:

۳۲: ولی الدین البہنسی رحمہ اللہ:

۳۳: بدرالدین الکشافی رحمہ اللہ:

ان تینوں کے حالات نہیں مل سکے۔

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص۱۴۳ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

۳۴: شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ:

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ ''شرح معانی الآثار'' کے رجال پر جب کتاب لکھ رہے تھے تو اس دوران ان سے خوب استفادہ فرماتے رہے۔ قالہ السخاوی فی الضوء اللامع۔

میں (راقم) کہتا ہوں: یہ ایسے ہے جیسے شیخ الاسلام حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''المعجم المختص'' میں شیخ الاسلام تقی الدین سبکی رحمہ اللہ کے متعلق لکھا ہے:

قرأت انا علیه وقرأ هو علی — میں نے ان سے پڑھا اور انہوں نے مجھ سے پڑھا۔

اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ بھی علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔ انہوں نے علامہ عینی رحمہ اللہ سے کچھ ''صحیح مسلم'' اور کچھ ''مسند احمد بن حنبل'' پڑھی ہے۔ قالہ السخاوی فی الضوء اللامع۔ واللہ اعلم۔

نوٹ:

آپ کے مزید کچھ حالات آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں:

والحمد لله رب العلمین-جمعة المبارك ٢٤ ستمبر ٢٠١٤ـ ٢٨ ذوالحج ١٤٣٥ھ ـ

چوتھا باب:

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کے اہم تلامذہ:

''قاہرہ'' کے دیگر مدارس میں کئی سال تدریس کے فرائض سرانجام دینے کے علاوہ آپ نے اپنے مدرسہ ''مؤیدیہ'' میں مسلسل بلاناغہ چھتیس (۳۶) سال حدیث مبارک پڑھائی۔اس کے علاوہ تاریخ، نحو، ادب، فقہ اور عروض وغیرہ علوم کی بھی تدریس فرمائی ہے۔جس سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ آپ کے تلامذہ کی تعداد بے شمار ہے اور اس کا حصر نہایت مشکل ہے۔

شیخ صالح یوسف لکھتے ہیں:

وقد تتبعت تراجم الضوء اللامع من اوله الى أخره فما استطعت ان اجمع اكثر من ثلاثة وخمسين تلميذاً صرح السخاوى انهم اخذ واعن البدر العينى ثم زدت اربعة من مصادر اخرى ولا شك ان هذا اجحاف لقدر العينى وفضله وغمط لاثره فى طلاب العلم دفعت اليه العصبية للمذهب والشيخ والبلد

(بدرالدين العينى واثره فى علم الحديث: ص ١٤٥ مطبوعہ دارالبشائرالاسلامیہ بیروت)

میں نے امام سخاوی رحمہ اللہ کی کتاب ''الضوء اللامع'' کی از اول تا آخر تتبع اور مکمل چھان بین کی ہے ۔لیکن میں اس کتاب سے ترپن (۵۳) سے زیادہ آپ کے شاگرد اکٹھے نہیں کر سکا، ان شاگردوں کی علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے تصریح کی ہے کہ انہوں نے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے علم حاصل کیا ہے۔پھر میں نے دوسرے مصادر سے چار اور کا اضافہ کیا ہے (جس کا نتیجہ ہے کہ کل تلامذہ ترپن (۵۳) بنتے ہیں) اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ (امام سخاوی رحمہ اللہ کا) یہ عمل علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کے مقام ومرتبہ میں نقص فاحش اور طالبان علم میں آپ کے اثر ورسوخ کو پست کرنے والا ہے (جو قطعاً درست نہیں ہے) اور اس کا سبب (امام سخاوی رحمہ اللہ کا) مذہب (شافعیہ)، شیخ (حافظ ابن حجر رحمہ اللہ) اور شہر (مصر) کا تعصب ہے۔(نعوذ باللہ من ذلک)

نیز لکھتے ہیں:

وہ علمی جگہیں، جہاں علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ درس وتدریس فرماتے رہے، اگر ہم ان کی تعداد کی طرف نظر دوڑائیں تو آپ کے تلامذہ کی تعداد بھی بکثرت بن جاتی ہے، تو جیسے آپ کے چشمہ علم سے محدثین، فقہاء اور اصولیین سیراب ہوئے اسی طرح آپ کے چشمہ فیض سے مؤرخین اور نحویین بھی سیراب ہوتے رہے۔ اسی طرح جیسے ان تلامذہ میں سے کچھ ''مذہب حنفی'' کے پیروکار تھے، ایسے ہی مذاہب ثلاثہ (شافعی، مالکی، حنبلی) کے پیروکار بھی آپ کے حلقہ تلامذہ میں سرفہرست نظر آتے ہیں۔ جیسے مصری، شامی لوگ آپ کے پاس طلب علم کے لیے آتے رہے، ایسے ہی بلا امتیاز حجازی اور مغربی لوگ بھی آپ کے پاس طلب علم کے لیے حاضر ہوتے رہے۔

(بدرالدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص ۱۴۵ مطبوعہ دارالبشائر الاسلامیہ بیروت)

جن طلباء نے آپ سے علم حاصل کیا، یا آپ کو لازم کیے رکھا، یا جنہوں نے سماع کیا، یا جنہوں نے اجازت حاصل کی اور علامہ عینی رحمہ اللہ نے انہیں اجازت عنایت فرمائی ہے، ان میں سے چند کا ذکر درج ذیل ہے۔

۱: محمد بن عبدالواحد بن عبدالحمید السیواسی کمال الدین ابن ہمام الاسکندری القاہری الحنفی صاحب ''فتح القدیر'' شرح ''ہدایہ'':

آپ کے والد گرامی ''روم'' کے شہر ''سیواس'' میں قاضی تھے۔ پھر وہاں سے ''اسکندریہ'' منتقل ہوئے۔ وہاں کا بھی عہدہ قضاء آپ کے حوالہ کیا گیا اور اسی جگہ علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کی ۷۸۸ھ میں پیدائش ہوئی۔ ابھی دس سال عمر ہوئی تھی کہ آپ کے والد ماجد کی وفات ہوگئی۔ تو آپ اپنی نانی جان کی کفالت میں پروان چڑھے۔ آپ نے جن جن اساتذہ سے کسب فیض کیا ان میں سے چند یہ ہیں: سراج الدین قاری ''ہدایہ''، شمس الدین البساطی، جلال الدین ہندی، یوسف حمیدی، ابوزرعہ العراقی، ابن حجر عسقلانی اور بدرالدین عینی رحمہم اللہ۔

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے تعلق:

علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کا علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے تعلق اس طرح تھا کہ علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ، علامہ

بدرالدین عینی رحمہ اللہ کے مدرسہ کے شیخ الحدیث مقرر تھے اور فارغ اوقات میں آپ سے ''الدواوین السبع فی اشعار العرب'' کا سماع کرتے تھے۔

آپ امام، علامہ، اصول الدیانات، تفسیر، فقہ، اصول فقہ، فرائض، حساب، تصوف، نحو، صرف، معانی، بیان، بدیع، منطق، جدل، ادب، موسیقی اور تمام معقولات ومنقولات کے عارف اور ماہر تھے، شیخ عزالدین ابن جماعہ رحمہ اللہ کو جب پتہ چلتا کہ ''علامہ ابن ہمام'' میرے حلقہ درس میں آرہے ہیں تو وہ فی الفور پڑھانا چھوڑ دیتے۔

جب شیخ بساطی کا علاؤالدین بخاری کے ساتھ مناظرہ طے پایا (یہ دونوں بواسطہ ابن الفارض آپ کے استاذ بھی تھے) تو کہا گیا تمہارے درمیان فیصلہ کون کرے گا؟ تو کہنے لگے ابن ہمام۔

لانہ یصلح ان یکون حکم العلماء — کیونکہ یہ اس قابل ہیں کہ علماء کے درمیان ثالثی کا کردار ادا کریں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آپ ایسے شخص تھے جن میں صلاح، زہد، تحقیق، کامل طریقہ پر موجود تھا۔ نیز آپ تصانیف میں شدید انصاف کرنے والے اور غیر جانبدار تھے۔

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمہ اللہ اپنے ''فتاوی رضویہ شریف'' میں جابجا انہیں ''محقق علی الاطلاق'' کے لقب سے یاد فرماتے ہیں۔ آپ نے ان مدارس میں تدریس فرمائی ہے:

''مدرسۃ المنصوریۃ''، ''مدرسۃ الاشرفیۃ''، ''مدرسۃ قبۃ الصالح'' اور ''الجامعۃ المؤیدیۃ'' وغیرہ۔ آپ ترکی اور فارسی زبان میں گفتگو کرتے تھے۔ آپ حج کرنے کے لیے تشریف لے گئے۔ وہاں زم زم کا پانی اس نیت سے پیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اسلام پر استقامت نصیب فرمائے اور اسلام پر مجھے موت عطا فرمائے۔

آپ کے بے شمار تلامذہ ہیں:

جن میں سے چند یہ ہیں: شیخ تقی الدین شمنی حنفی، علامہ قاسم بن قطلوبغا حنفی، علامہ سیف الدین بن قطلوبغا حنفی، علامہ ابن خضر شافعی، علامہ مناوی شافعی، شیخ عبادہ مالکی، شیخ طاہر مالکی، شیخ المالکیہ علامہ قرافی مالکی اور جمال الدین ابن ہشام حنبلی رحمہم اللہ۔ آپ کی بے شمار تصانیف ہیں۔ جن میں سے سب سے مشہور کتاب ''فتح القدیر شرح ہدایہ'' ہے۔

''كتاب الوكالة'' تک پہنچے تھے کہ وقت اجل آ گیا۔ یہ ایسی عظیم کتاب ہے کہ فقہ حنفی کیا تمام مذاہب میں اس جیسی فقہ کی کتاب کی نظیر نہیں ملتی۔ جیسا کہ یہی بات علامہ عبدالعزیز پرہاڑوی رحمہ اللہ نے ''كوثر النبی فی اصول الحدیث النبوی'' میں لکھی ہے۔

وفات:

۸۶۱ھ کو آپ رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(الفوائد البهیه فی تراجم الحنفیه: ص ۲۹۶ مطبوعہ دار ارقم بیروت)

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج ۸ ص ۱۰۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

نوٹ:

یاد رہے امام شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ نے علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کے حالات میں مکمل ایک ضخیم کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ انظر الضوء اللامع۔

۲: علامہ شمس الدین ابوالخیر محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد السخاوی القاہری الشافعی:

آپ ماہ ربیع الاول ۸۳۱ھ میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا۔ اسی طرح ''عمدة الاحكام'' ''التنبیه''، ''المنهاج''، ''الفیه ابن مالك''، ''الفیه عراقی''، ''شرح نخبة الفكر'' اور ''شاطبیہ'' آپ کو حفظ تھیں۔ جیسے جیسے کتابیں حفظ کرتے ساتھ ساتھ اپنے شیوخ کو زبانی سناتے تھے۔ آپ نے مکہ مکرمہ سفر کیا اور وہاں بیت اللہ شریف کے اندر پڑھایا، حجر اسود کے پاس بھی، غار حرا اور غار حراء کے اوپر مقام جعرانہ، منیٰ، مسجد خیف میں بھی پڑھایا۔ نیز دمیاط، اسکندریہ، سمنود، منوف علیا، فوہ، رشید، محلّہ، بعلبک، حلب، دمشق، خلیل، بیت المقدس اور غزہ وغیرہ علاقوں کا بھی طلب علم کے لیے سفر کیا۔ آپ امام، علامہ، عالم باعمل، حدیث، تفسیر، فقہ، اسماء الرجال، لغت، ادب اور تاریخ کے ماہر تھے حتیٰ کہ علم جرح وتعدیل آپ پر آ کر ختم ہو گیا۔ آپ نے ۸۷۰ھ میں حج کیا وہاں مجاور بن کر رہے۔ اور وہاں کے علماء و مشائخ آپ کی تصانیف سے استفادہ کرتے رہے۔ آپ نے دار الحدیث الکاملیۃ، صرغتمشیہ، برقوقیہ، فاضلیہ، منکوتمریہ

وغیرہ مدارس میں عرصہ دراز تک تدریس فرمائی۔ آپ نے شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کو لازم کر لیا تھا حتیٰ کہ ان سے بہت زیادہ علم کا استفادہ کیا۔ شاید ہی کوئی حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا تدریسی سبق ہو جو امام سخاوی نے نہ پڑھا ہو وگرنہ سارے اسباق میں شریک ہوتے رہے حتیٰ کہ اگر کلاس میں تاخیر کر دیتے تو حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کسی خادم کو ان کے گھر کی طرف انہیں بلانے کے لیے بھیج دیتے۔ شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اور امام سخاوی رحمہ اللہ کے درمیان شدید منافست تھی۔ یہ مختصر کتاب اس اہل نہیں کہ وہ سب کچھ بیان کر سکے۔ آپ نے جن اساتذہ کرام و شیوخ عظام سے استفادہ کیا ہے ان کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہے، ان میں سے مشہور و معروف یہ ہیں۔

شیخ محب بن نصر اللہ بغدادی حنبلی، شیخ جمال الدین عبداللہ زیتولی، شیخ زین الدین رضوان عقبی، شیخ برہان بن خضر، شیخ تقی الدین شمنی، علامہ ابن قطلوبغا، شیخ الاسلام حافظ بدر الدین عینی، شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی۔ رحمہم اللہ۔ علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ نے ان کی بعض تصانیف پر تقریظ بھی رقم فرمائی ہے وہ تقریظ یہ ہے:

انه حوی فوائد كثيرة وزوائد غزيرة وابرز مخدرات المعانی بموضحات البیان حتیٰ جعل ماخفی كالعيان فدل علی ان منشئه ممن یخوض فی بحار العلوم ویستخرج من دررها المنثور والمنظوم وممن له یدطولی فی بدائع التراكیب وتصرفات بلیغة فی صنائع التراتیب زاده الله تعالیٰ فضلاً یفوق به علی انظاره وتسمو به فی سماء قریحته قوة افكاره انه علی ذلك قدیر و بالا جابة جدیر

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج ۸ ص ۲۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

بلاشبہ یہ کتاب بہت زیادہ فوائد اور زبردست زوائد پر مشتمل ہے، اور اس کتاب نے اپنے واضح بیان کے ساتھ پوشیدہ اور ڈھکے ہوئے معانی کو اس طرح ظاہر کر دیا حتیٰ کہ اس نے پوشیدہ چیزوں کو ظاہر کی طرح بنا دیا یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس کا لکھنے والا ایسا شخص ہے جو علوم کے سمندروں میں غوطہ زن ہے اور علوم کے بکھرے ہوئے اور پروئے ہوئے موتیوں کو نکالتا ہے اور یہ ان علماء میں سے ایک ہے جنہیں بے مثل تراکیب میں یدطولی اور بے نظیر تراتیب میں مکمل تصرفات حاصل ہیں اللہ تعالیٰ ان کے فضل و مرتبہ میں اتنا اضافہ فرمائے جس سے یہ اپنے ہم مثلوں پر فائق ہو جائیں اور ان کی فکری قوتیں ان کی بلند ہمت طبیعت میں

سر بلند ہو جائیں۔ بے شک وہ اس پر قادر ہے اور وہی
(دعائیں) قبول کرنے کے لائق اور حقدار ہے۔

آپ کی بہت ساری تصانیف ہیں۔

ان میں سے سرفہرست یہ ہیں:

فتح المغیث فی شرح الفیۃ الحدیث ، الضوء اللامع لا ھل القران التاسع ، الجواھر والدرر فی ترجمۃ شیخ الاسلام ابن حجر ، القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع ۔

وفات:

۹۰۲ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ رحمہ اللہ۔

(الضوء اللامع (ملخصاً): ج۸ص۳ تا ۲۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۳: ابوالفضل احمد بن صدقہ بن احمد بن حسن عسقلانی قاہری شافعی المعروف ابن صیرفی:

سات ذوالحج ۸۲۹ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ محدث، مفسر، فقیہ، اصولی، ادیب، شاعر اور فلکی تھے۔ آپ نے ان اساتذہ سے کسب فیض کیا:

شہاب الدین سکندری ، ابن عطار، ابن یفتح اللہ اور ابن حجر عسقلانی وغیرہ رحمہم اللہ۔

آپ نے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے علم حدیث پڑھا اور آپ کی کتاب ''شرح الشواھد'' بھی پڑھی۔

آپ نے ''طیبرسیہ'' میں بخاری شریف، ''شیخونیہ'' میں فقہ اور ''برقوقیہ'' میں تفسیر پڑھی۔ علامہ مناوی کی جگہ آپ کو عہدہ قضاء بھی سونپا گیا۔ آپ کی بہت ساری تصنیفات ہیں۔ اور آپ کے تلامذہ کی تعداد بے شمار ہے۔

وفات:

۹۰۵ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ رحمہ اللہ

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج۱ص۲۶۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۴: شرف الدین عیسی بن سلیمان بن خلف طنوبی قاہری شافعی:

آپ ۸۰۱ھ میں ''قاہرہ'' میں پیدا ہوئے۔ آپ فاضل، متقن، تکلفات سے دور رہنے والے اور علم وعلماء سے محبت کرنے والے شخص تھے۔ آپ نے ان اساتذہ سے کسب فیض کیا:

عزالدین ابن جماعہ، مجدالدین برماوی، شمس الدین شطنوفی، شمس الدین برماوی، ولی الدین عراقی، جلال الدین بلقینی اور حافظ بدرالدین عینی رحمہم اللہ۔ آپ کے بے شمار تلامذہ ہیں۔ جن میں سرفہرست ''امام سخاوی رحمہ اللہ'' ہیں۔ آپ قاضی بھی رہے ہیں۔ اور ''جامعۃ الازہر'' میں ''بخاری شریف'' بھی پڑھائی ہے۔ ''مدرسہ فیروز'' اور ''جامع حاکم'' میں ''مشیخۃ التصوف'' پر فائز رہے۔ آخر عمر میں آپ اختلاط کا شکار ہوگئے آپ کی کتب آپ کی حیات میں ہی بیچ دی گئیں

وفات:

ماہ صفر ۸۶۳ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج۶ص ۱۳۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۵: ابوالبرکات عزالدین احمد بن ابراہیم بن نصر اللہ کنانی عسقلانی قاہری حنبلی:

آپ چھبیس ذوالقعدہ ۸۰۰ھ میں شہر قاہرہ کے ''مدرسہ صالحیہ'' میں پیدا ہوئے۔ آپ امام، عالم، علامہ، انتہائی عاجزی وانکساری والے، تکلفات سے دور رہنے والے اور مذہب حنبلی کے شاہ سوار لوگوں میں سے تھے۔ آپ نے بیت اللہ کا حج کیا اور ''بیت المقدس'' کی زیارت کی، شہر خلیل گئے۔ اور ''ملک شام'' کے لیے دومرتبہ سفر کیا۔ آپ نے ان مدارس میں تدریس فرمائی:

مدرسہ جمالیہ، مدرسہ حسنیہ، مسجد حاکم، مسجد ام سلطان، جامعہ ابن البابا، مدرسہ اشرفیہ، مدرسہ مئویدیہ (یہ مدرسہ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کا تھا) مدرسہ بربریہ، مدرسہ صالحیہ، جامع ابن طولون اور مدرسہ شیخونیہ۔ شیخ بدرالدین بغدادی رحمہ اللہ کے بعد حنبلی مذہب کا عہدہ قضاء آپ کے حوالے کیا گیا۔ آپ نے ''قاہرہ'' میں مسجد، مدرسہ اور مسافر خانہ تعمیر فرمایا، آپ کا گھر ہر وقت یتیموں اور بیواؤں کا مسکن رہتا تھا۔ آپ نے ان اساتذہ سے کسب فیض کیا:

محب بن نصر، بدر بن دمامینی، عبدالسلام بغدادی، عزالدین بن جماعہ، شہاب الدین بردینی، تقی الدین مقریزی اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہم اللہ اور آپ نے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے تاریخ پڑھی ہے، آپ نے ہر فن میں بطور نظم یا بطور نثر کتب تصنیف فرمائی ہیں۔

وفات:

ماہ جمادی الاولیٰ ۸۷۶ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ رحمہ اللہ۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج ا ص ۱۷۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۶: جمال الدین ابوالمحاسن یوسف بن تغری بردی اتابکی قاہری حنفی:

آپ ماہ شوال ۸۱۳ھ میں مصر کے شہر "قاہرہ" میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں ہی والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا تو آپ کے بہنوئی قاضی القضاۃ ناصر الدین نے، پھر علامہ جلال الدین بلقینی رحمہما اللہ نے آپ کی کفالت اور تربیت فرمائی۔ آپ کو علم تاریخ سے بہت شغف تھا، اس لیے اس علم کے حصول کے لئے آپ نے "علامہ تقی الدین مقریزی" اور "علامہ بدرالدین عینی رحمہما اللہ" کو لازم کرلیا اور اس فن کے حصول کے لیے انتہا درجہ کی جدو جہد کی حتیٰ کہ اس فن میں اپنے ہم عصروں سے فائق ہوگئے۔

اس بارے میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

ولما انتهينا من الصلاة على قاضى القضاة بدرالدين العينى وفرغنا من دفنه بجامع الازهر قال لى البدر البغدادى الحنبلى خلالك البر فبض واصفر فلم ارد عليه وارسلت اليه بعد عودى الى منزلى ورقة بخط العينى هذا يسالنى فيه عن اشياء سئل عنها فى التاريخ من بعض الاعيان ويعتذر هو

عن الا جابة بكبر سنه وتشتت ذهنه ثم بسط القول فى المدح والثناء علىّ فقال وقد صار المعول عليك الآن فى هذا الشان وانت فارس ميدانه واستاذ زمانه فا شكر الله علىٰ ذلك

(النجوم الزاهرة فى اخبار مصر والقاهرة: ج۱۶ ص۱۱، مطبوعہ الهيئة المصرية العامة للكتاب)

جب ہم "جامع ازہر" میں قاضی القضاۃ بدرالدین عینی (رحمہ اللہ) کے نماز جنازہ اور تدفین سے فارغ ہوئے تو بدرالدین بغدادی حنبلی نے مجھے کہا: تیرے لیے میدان خالی ہوگیا اب تو انڈے دے اور زردی کر! میں نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا۔ اپنے گھر واپس لوٹنے کے بعد میں نے ان کی طرف علامہ عینی رحمہ اللہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک ورقہ بھیجا اس ورقہ میں انہوں نے مجھ سے ایسی چیزیں تاریخ کے متعلق پوچھی تھیں جو بعض اعیان سے پوچھی گئیں تھیں۔ وہ بڑھاپے اور ذہن کے منتشر ہونے کی وجہ سے خود جواب دینے سے معذرت کرنے لگے پھر انہوں نے (یعنی علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ یا علامہ بدرالدین بغدادی حنبلی نے) میرے بارے میں تفصیل کے ساتھ کلمات تحسین کہے اور فرمایا: اب اس فن میں تجھ پر اعتماد ہے اور تم ہی اس میدان کے شاہ سوار اور استاذ زمانہ ہو اس پر تم اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاؤ۔

میں کہتا ہوں ان کی تاریخ میں اس قدر مہارت کے باوجود "علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ" نے ان کی کتاب "الصناعات" کے کئی مقامات پر تنقید کی ہے۔ آپ نے ان اساتذہ سے کسب فیض کیا:

شمس الدین رومی، علاؤالدین رومی، ابن ضیاء مکی، تقی الدین شمنی اور تقی الدین مقریزی رحمہم اللہ۔ اور آپ نے علم تاریخ، حدیث اور فقہ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے پڑھی۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ جن میں سے سرفہرست آپ کی کتاب "النجوم الزاهرة فى اخبار مصرو القاهرة" ہے۔

وفات:

پانچ ذوالحجہ ۸۷۴ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ رحمہ اللہ۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج ۱۰ ص ۲۷۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۷: نورالدین علی بن احمد بن علی بن خلیفہ دکماوی منوفی، قاہری، شافعی المعروف "اخی حذیفہ":

آپ مصر کے نواحی علاقہ "دکما" میں ۸۱۴ھ میں پیدا ہوئے۔ پھر قاہرہ منتقل ہوگئے۔ آپ نے ان اساتذہ اور شیوخ سے کسب فیض کیا:

علامہ قایانی، علامہ ونائی، شیخ شرف الدین سبکی، علامہ محلی، امین الدین اقصرائی، شیخ بوتیجی، علامہ تقی الدین شمنی اور شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی وغیرہ رحمہم اللہ۔ آپ نے علامہ عینی رحمہ اللہ کو لازم کرلیا اور ان سے بخاری شریف کی شرح (عمدۃ القاری) اور ''شرح مقامات حریری'' وغیرہ پڑھیں۔ آپ بہت سارے علوم کے ماہر تھے مثلاً معانی، بیان، بدیع، فقہ، حساب ، حدیث، نحو، لغت۔ آپ نے راہ خدا میں جہاد کے لیے غازیوں کے ساتھ ۸۶۴ھ میں ''قبرص'' کی طرف سفر کیا۔ آپ نے ''جامع حاکم'' اور ''مدرسہ بیبرسیہ'' میں تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔

وفات:

چھ صفر ۸۹۰ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ رحمہ اللہ۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج۵ص۱۵۴ مطبوعہ دلدالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۸: نجم الدین محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن دمشقی، زرعی شافعی المعروف ''ابن قاضی عجلون'':

آپ بائیس ربیع الاول ۸۳۱ھ میں دمشق میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ان شیوخ سے اخذ علم کیا:

ابن قاضی شہبہ، شیخ ونائی، علاؤالدین قلقشندی، علامہ بوتیجی، محقق علی الاطلاق علامہ ابن ہمام اور شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی وغیرہ رحمہم اللہ۔ علامہ بدرالدین عینی سے آپ کی کتاب ''شرح شواہد'' پڑھی۔ آپ کے بھی بے شمار تلامذہ ہیں جن میں سرفہرست ''علامہ سخاوی رحمہ اللہ'' ہیں۔ آپ عالم، امام، متقن، حجۃ، مضبوط حافظہ والے، عمدہ سوچ اور فکر والے، کامل العقل اور عمدہ لکھاری تھے۔ آپ نے ان مدارس میں مختلف فنون میں تدریس فرمائی:

دارالعدل ، جامع ابن طولون، مدرسہ باسطیہ، مدرسہ حجازیہ، مدرسہ شامیۃ الجوانیہ، مدرسہ عزیزیہ، مدرسہ تابکیہ، مدرسہ فلکیہ، مدرسہ جامع اموی، مدرسہ دولعیہ اور مدرسہ خاتونیہ۔ آپ کی بے شمار تصانیف ہیں۔

وفات:

دس شوال ۸۷۶ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ رحمہ اللہ۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج۸ص۸۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۹: شمس الدین محمد بن محمد بن احمد قلیوبی قاہری، شافعی المعروف ''حجازی'':

آپ نے ان شیوخ سے استفادہ فرمایا:

علامہ ولی الدین عراقی، نورالدین ادمی، ابن جزری، ابن مجدی اور ابن کویک وغیرہ رحمہم اللہ۔ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے آپ نے ان کی کتاب ''شرح شواہد'' پڑھی اور اپنی تحقیق کے ساتھ بہت ساری اشیاء کی اس میں اصلاح کرائی اور مؤلف کی حیات ہی میں یہ کتاب پڑھاتے رہے۔ آپ امام، عالم، فاضل، فرائض وحساب اور عربیۃ کے ماہر، امر بالمعروف سے لگاؤ رکھنے والے اور طلباء کو علم دین سمجھانے پر ہر وقت حریص رہنے والے شخص تھے۔ آپ بہت ساری کتب کے مصنف ہیں۔

وفات:

ماہ جمادی الاخری ۸۴۹ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ رحمہ اللہ۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج۹ص۴۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۱۰: ابوحامد محمد بن خلیل بن یوسف بن علی بلبیسی، مقدسی، شافعی نزیل قاہرہ:

''رملہ'' میں ماہ رمضان ۸۱۹ھ میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ بچپن میں ہی قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ نے ان اساتذہ وشیوخ سے استفادہ کیا:

زین الدین ماہر، عبدالسلام مقدسی، سراج الدین رومی، ابن المصری، عائشہ حنبلیہ، علاؤالدین کرمانی اور شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی وغیرہ۔ رحمہم اللہ۔ آپ نے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے ان کی کتاب ''شرح شواہد'' پڑھی آپ نے انہیں اجازت بھی دی اور کئی مرتبہ تحریری طور پر ان کے بارے میں کلمات تحسین بھی ثبت فرمائے۔ آپ کئی کتب کے مصنف ہیں۔

وفات:

اکیس صفر ۸۸۸ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ رحمہ اللہ۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج۷ص۲۰۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۱۱: شہاب الدین احمد بن اسد بن عبد الواحد بن احمد امیوطی سکندری قاہری شافعی المعروف ''ابن اسد'':

آپ نے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے ان کی اپنی کئی تصانیف پڑھیں جن میں سے ''شرح شواہد'' بھی ہے امام سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''انہوں نے علامہ عینی رحمہ اللہ کی تاریخ (عقد الجمان فی تاریخ اہل الزمان) پر ذیل لکھنا شروع کیا تھا۔

وفات:

۸۷۲ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ رحمہ اللہ۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج ۱ ص ۱۸۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۱۲: احمد بن نوکار شہابی ناصری:

انہوں نے علامہ عینی رحمہ اللہ سے چند کتب کا سماع کیا۔ آپ نے ۸۵۲ھ میں حج بیت اللہ کیا۔ ان کا ترجمہ اور تذکرہ صرف امام سخاوی رحمہ اللہ نے کیا اور ان کی تاریخ وفات ذکر نہیں کی۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج ۲ ص ۲۱۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۱۳: شہاب الدین احمد بن یوسف بن عمر بن یوسف طوخی قاہری ازہری مالکی:

۸۱۸ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے چند کتب کا سماع کیا۔

وفات:

۸۹۸ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ رحمہ اللہ۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج ۲ ص ۲۲۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۱۴: شہاب الدین احمد بن یونس بن سعید حمیری قسطنطینی مالکی نزیل الحرمین المعروف ''ابن یونس''

۸۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۸۷۸ھ میں وفات پائی۔ آپ نے بھی علامہ عینی رحمہ اللہ سے استفادہ کیا۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج ۲ ص ۲۲۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۱۵: ارغون شاہ بیدموی ظاہری برقوق:

آپ نے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے ''صحیحین'' اور ''مصابیح السنہ'' کا سماع کیا۔ ۸۰۲ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج ۲ ص ۲۳۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۱۶: بدرالدین حسن بن قلقیلہ حسنی حنفی:

آپ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کے مدرسہ کے ''امام'' بھی تھے اور کئی کتابوں کا آپ سے سماع بھی کیا۔ تقریباً ۸۶۰ میں وفات پائی۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج ۳ ص ۱۱۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

۱۷: ابو الوفاء خلیل بن ابراہیم بن عبداللہ صالحی حنفی:

آپ نے بھی علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے کئی کتابوں کا استفادہ کیا۔ ''شیخ نجم الدین غزی'' کہتے ہیں: ''آپ ۹۰۷ھ میں بقید حیات تھے۔

(الکواکب السائرۃ باعیان المائۃ العاشرہ: (ملخصاً) ج ۱ ص ۱۹۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

۱۸: شرف الدین عبدالحق بن محمد بن عبدالحق سنباطی قاہری شافعی:

۸۴۲ھ میں پیدا ہوئے۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں ''مجاورۃ'' کی۔ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے انہیں تدریس کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ۹۳۱ھ میں وفات پائی ''الکواکب السائرۃ'' میں ''شیخ غزی'' نے تفصیلاً ان کے حالات تحریر فرمائے ہیں۔ فانظرہ ھناک!

(الکواکب السائرۃ: (ملخصاً) ج ۱ ص ۲۲۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

19: زین الدین عبدالرحمٰن بن سلیمان بن داؤد بن عیاذ منہلی قاہری شافعی:

آپ نے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے سماع کیا۔ ۸۲۹ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۸۸۵ھ میں وفات پائی۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج۴ص۷۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۲۰: سیف الدین عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن یوسف صیرامی قاہری حنفی:

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے انہیں حدیث پڑھانے کی اجازت عطا فرمائی۔

۸۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۸۸۰ھ میں وفات پائی۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج۴ص۱۴۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۲۱: زین الدین عبدالرحیم بن غلام اللہ بن محمد منشاوی مصری قاہری حنفی:

آپ نے کئی مرتبہ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے سماع کیا۔

۸۲۸ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۸۹۶ھ میں وفات پائی۔

(الضوء اللامع (ملخصاً) ج۴ص۱۶۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۲۲: ابوالفضل عبدالرحیم بن محمد بن محمد قاہری شافعی المعروف ''ابن الاوجاقی'':

آپ نے حج کیا اور کئی مرتبہ حرم پاک کی ''مجاورت'' کی، آپ نے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے کسب فیض کیا، ان کی سن وفات معلوم نہیں ہوسکی۔

(الضوء اللامع (ملخصاً) ج۴ص۶۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۲۳: شرف الدین ابوالقاسم عبدالعزیز بن احمد بن محمد ہاشمی عقیلی نویری مکی شافعی:

مکہ میں ۸۴۸ھ میں پیدا ہوئے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی اور علامہ بدرالدین عینی رحمہما اللہ نے ۸۵۰ھ میں انہیں اجازت حدیث سے نوازا۔ ان کی سن وفات معلوم نہیں ہوسکی۔

(الضوء اللامع (ملخصاً) ج۴ص۱۸۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۲۴: عبدالغنی بن عبداللہ بن ابوبکر بن ظہیرہ قرشی زبیدی مکی شافعی:

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سمیت کئی علماء نے انہیں اجازت حدیث سے نوازا۔

آپ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی ﷺ کے ''وسط'' میں ۸۸۶ھ میں فوت ہوئے۔

(الضوء اللامع (ملخصاً) ج۴ص۲۲۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۲۵: ابوالبرکات عبدالقادر بن عبدالرحمٰن بن عبدالوارث محیوی مصری دمشقی مالکی المعروف ''ابن عبدالوارث'':

آپ نے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے حدیث کا سماع کیا اور علامہ عینی رحمہ اللہ نے انہیں اجازت حدیث عطا فرمائی۔ آپ نے ''مدرسہ صمصامیہ'' کے وسط میں ۸۷۴ھ میں وفات پائی۔

(الضوء اللامع (ملخصاً) ج۴ص۲۳۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۲۶: قاضی حرمین عبدالقادر بن عبداللطیف بن محمد بن احمد حسنی فاسی حنبلی مکی:

۸۴۳ھ میں علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے انہیں اجازت حدیث عطاء فرمائی۔ ۸۴۲ھ میں آپ پیدا ہوئے۔ اور ۸۹۵ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج۴ص۲۴۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۲۷: عبدالقادر بن عبدالوہاب بن عبدالمؤمن محیوی قرشی ماردانی قاہری، شافعی:

آپ ۸۳۶ھ میں پیدا ہوئے، اور علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے حدیث کا سماع کیا۔ ان کی سن وفات معلوم نہیں ہوسکی

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج۴ص۲۴۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۲۸: فخر الدین عثمان بن ابراہیم بن احمد بن یوسف طرابلسی مدنی حنفی:

۸۵۳ھ میں قاہرہ آئے، وہاں علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سمیت علماء کی ایک جماعت سے استفادہ کیا۔

آپ ۸۲۰ھ میں پیدا ہوئے، اور ۸۹۳ھ میں وفات ہوئی۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج۵ ص۱۱۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۲۹: ابوالحسن علاء الدین علی بن ابراہیم الغزی المعروف ''ابن البغیل'':

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے انہیں اجازت حدیث عطاء فرمائی۔

آپ ۸۲۱ھ میں پیدا ہوئے، اور ۸۹۱ھ میں وفات پائی۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج۵ ص۱۴۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۳۰: نورالدین علی بن احمد بن محمد بن احمد منوفی قاہری شافعی المعروف ابن اخی منوفی:

انہوں نے بھی علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے حدیث کا سماع کیا۔ آپ ۸۲۳ھ میں پیدا ہوئے، اور ۸۸۹ھ میں وفات پائی۔ (الضوء اللامع: (ملخصاً) ج۵ ص۱۶۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۳۱: نورالدین علی بن احمد بن محمد قاہری حنفی المعروف ''صوفی'':

آپ ۸۲۹ھ میں ''قاہرہ'' میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے ان کی اپنی کتاب ''شرح شواہد'' سنی بھی ہے اور پڑھی بھی ہے۔ ان کی سن وفات معلوم نہیں ہوسکی۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج۵ ص۱۶۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۳۲: نورالدین علی بن داؤد بن ابراہیم قاہری جوہری حنفی المعروف ''ترمنتی'':

آپ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کے پاس کئی بار حاضر ہوئے اور کسب فیض کیا۔ آپ کی تاریخ پیدائش ۸۱۹ھ ہے اور آپ کی سن وفات معلوم نہیں ہوسکی۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج۵ ص۱۹۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۳۳: نورالدین علی بن محمد بن محمد بن علی عقیلی نویری مکی، مالکی المعروف ''ابن ابوالیمن'':

آپ نے علامہ عینی رحمہ اللہ سے ان کی اپنی کتاب ''شرح شواہد'' اس قدر بحث، تحقیق اور تدقیق کے ساتھ پڑھی حتیٰ کہ اس کتاب کے پڑھنے والوں کے لئے مرجع بن گئے۔

آپ رحمہ اللہ ۸۱۵ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۸۸۲ھ میں وفات پائی۔

(الضوء اللامع: (ملخصا) ج۶ ص۱۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۳۴: عمر بن محمد بن علی بن احمد سراج قرشی عقیلی نویری مکی شافعی المعروف ''ابن ابوالیمن'':

ان کو پیدائش والے سال سے ایک سال بعد علامہ بدرالدین عینی اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہما اللہ سمیت علماء کی ایک جماعت نے اجازت حدیث عطاء فرمائی۔ آپ رحمہ اللہ ۸۱۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۸۸۲ھ میں وفات پائی۔

(الضوء اللامع: (ملخصا) ج۶ ص۱۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۳۵: عمر بن محمد بن محمد بن فہد قرشی مکی:

ان کو علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے اجازت حدیث عطاء فرمائی۔

آپ ۸۱۲ھ میں پیدا ہوئے، اور ۸۸۵ھ میں وفات ہوئی۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج۶ ص۱۱۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۳۶: ابوالخیر محمد بن احمد بن محمد بن احمد انصاری خزرجی خمیمی قاہری حنفی المعروف ''ابن خمیمی'':

انہوں نے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے حدیث پاک کا سماع کیا۔ اور ان سے ان کی کتاب ''شرح مجمع البحرین'' پڑھی۔ آپ ۸۳۷ھ میں پیدا ہوئے۔ اور آپکی سن وفات معلوم نہیں ہوسکی۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج۷ ص۴۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۳۷: شمس الدین محمد بن ابوبکر بن محمد سنہوری قاہری شافعی المعروف ''ضانی'':

آپ نے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے ان کی اپنی کتاب ''شرح شواہد'' پڑھی۔

آپ ۷۹۹ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۸۷۴ھ میں وفات پائی۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج ۷ ص ۱۷۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۳۸: شمس الدین محمد بن طیبغا قاہری:

انہوں نے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے حدیث کا سماع کیا۔ آپ کی وفات ۸۸۴ھ میں ہوئی۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج ۷ ص ۲۴۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۳۹: ابوالفتح محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد بن یحیٰ عراقی قمنی قاہری حنفی شاذلی واعظ:

انہوں نے بھی علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے حدیث کا سماع کیا۔

آپ ۸۴۱ھ میں پیدا ہوئے۔ اور آپ کی تاریخ وفات معلوم نہیں ہو سکی۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج ۸ ص ۳۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۴۰: ابوالخیر محمد بن عبدالرحیم بن محمد بن احمد طرابلسی قاہری حنفی المعروف "ابن طرابلسی":

آپ نے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے علم فقہ پڑھی۔ ۸۱۲ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۸۷۳ھ میں وفات پائی۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج ۸ ص ۴۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۴۱: شمس الدین محمد بن علی بن حسن قاہری حنفی المعروف "ابن السقاء":

آپ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کے داماد بھی ہیں۔ اور آپ نے ان کی کتاب "شرح شواہد" اور "شرح بخاری" پڑھی، اور سرکاری امور میں آپ کے ساتھ ہاتھ بٹاتے تھے۔ ۸۶۷ھ میں آپ نے وفات پائی۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج ۸ ص ۱۵۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۴۲: شمس الدین محمد بن عمر صهیونی کرکی قاہری حنفی:

آپ نے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کو لازم کر لیا تھا اور ان سے خوب مستفید ہوئے۔ ۸۶۰ھ کے بعد وفات پائی۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج ۸ ص ۲۳۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۴۳: بدرالدین محمد بن محمد بن اسماعیل عمری ونائی قاہری شافعی:

آپ ۸۲۹ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے علامہ بدرالدین عینی، حافظ ابن حجر عسقلانی اور علامہ ابن ہمام رحمہم اللہ کے علاوہ کئی جید علماء کرام سے استفادہ فرمایا۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج ۹ ص ۴۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۴۴: کمال الدین محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن بن علی قاہری شافعی:

آپ نے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے "شرح شواہد" کا سماع کیا۔ ۸۶۴ھ میں وفات پائی۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج ۹ ص ۸۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۴۵: زین الدین محمد بن محمد بن علی بن ابوبکر بن عبدالمحسن دجوی قاہری شافعی:

۸۲۹ھ میں پیدا ہوئے، اور ۸۹۱ھ میں وفات پائی۔ آپ نے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کو لازم کیا اور ان سے "تصریف العزی" پڑھی۔

(بدر الدین العینی و اثرہ فی علم الحدیث: ص ۱۶۲ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

۴۶: محمد بن محمد ابوعبداللہ عقیلی نویری مکی مالکی:

۸۴۱ھ میں پیدا ہوئے، اور ۸۷۳ھ میں وفات پائی۔ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہما اللہ نے انہیں اجازت حدیث عطا فرمائی۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج ۹ ص ۲۱۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۴۷: ابوالمکارم محمد بن محمد بن محمد بن حسین بن ظہیرہ قرشی قاہری مکی شافعی:

آپ نے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے کسب فیض کیا۔ "تقریب ختم شرح بخاری (عمدۃ القاری)" کے حاضرین میں یہ موجود تھے۔ اور وہ دن بڑا مشہود دن تھا۔ ۸۲۴ھ میں پیدا ہوئے، اور ۸۹۱ھ میں وفات پائی۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج ۹ ص ۲۴۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۴۸: ابوالمعالی نجم الدین محمد بن نجم الدین بن ظہیرہ:

۸۴۶ھ میں پیدا ہوئے۔ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی اور حافظ بدرالدین عینی رحمہما اللہ نے انہیں اجازت حدیث عنایت فرمائی۔ ان کی سن وفات معلوم نہیں ہوسکی۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج۹ص ۲۴۴ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۴۹: صلاح الدین محمد بن محمد بن یوسف بن سعید طرابلسی قاہری حنفی:

آپ نے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے سماع حدیث کیا۔

ان کی ولادت ۸۳۳ھ میں ہے اور ان کی تاریخ وفات معلوم نہیں ہوسکی۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج۱۰ص ۲۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۵۰: بدرالدین محمود بن عبید اللہ بن عوض بن محمد اردبیلی شروانی قاہری حنفی المعروف ''ابن عبید اللہ'':

انہوں نے بھی علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے کسب فیض کیا۔

۷۹۴ھ میں ان کی ولادت ہے اور ۸۷۵ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج۱۰ص ۱۲۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۵۱: افضل الدین ابوالفضل محمود بن عمر بن منصور قاہری حنفی:

آپ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کے شاگرد ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے استاذ کی اجازت اور تقرری سے ان کے مدرسہ کے ''خطیب'' بھی تھے۔ ۸۶۵ھ میں وفات پائی۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج۷ص ۱۳۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۵۲: زین الدین یوسف بن محمد بن عبد اللہ شار مساحی قاہری کتبی شافعی:

آپ نے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے فرمائے۔ ان کی تاریخ وفات معلوم نہیں ہوسکی۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج۱۰ص ۳۰۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۵۳: شرف الدین یونس بن علی بن خلیل بن منکلی بغا، حنفی:

۸۲۱ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ بھی علامہ مترجم ممدوح رحمہ اللہ کے تلمیذ ہیں۔ ان کی بھی تاریخ وفات معلوم نہیں ہوسکی۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج۱۰ص ۳۱۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۵۴: زین الدین ابوبکر بن اسحاق بن خالد کختاوی حلبی قاہری حنفی المعروف ''باکیر'':

انہوں نے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے ''کختا'' اور ''عین تاب'' میں ''علم صرف'' پڑھا۔ ۷۷۰ھ میں ان کی پیدائش، اور ۸۴۷ھ میں وفات ہے۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج۱۱ص ۲۴ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۵۵: فخر الدین ابوبکر بن علی بن ظہیرہ قرشی مکی شافعی:

علامہ مترجم ممدوح رحمہ اللہ نے انہیں اجازت حدیث عطا فرمائی۔ ۸۳۸ھ میں ان کی ولادت اور ۸۸۹ھ میں وفات ہے

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج۱۱ص ۵۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۵۶: ابوبکر بن محمد بن محمد ہاشمی عقیلی نویری مکی شافعی:

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے علاوہ کئی علماء سے مجاز تھے۔

۸۴۶ھ میں ان کی پیدائش اور ۸۹۳ھ میں وفات ہے۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج۱۰ص ۷۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

''شیخ صالح یوسف معتوق'' لکھتے ہیں:

میں نے ''اسماء الرجال'' کی کتابوں میں جتنا تتبع کیا ہے مجھے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کے تلامذہ اتنے ہی ملے ہیں۔ ہاں! علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ نے ''مقدمہ عمدۃ القاری'' میں کچھ اور لوگوں کا بھی اضافہ کیا ہے، مگر میں تصریحاً ان کے تلمیذ ہونے پر مطلع نہیں ہوسکا، لیکن قوی امکان ہے کہ وہ آپکے تلامذہ ہوں، کیونکہ وہ آپ کے ہم عصر

ہیں۔ میں کہتا ہوں جن لوگوں کو علامہ زاہد کوثری نے علامہ عینی رحمہ اللہ کا تلمیذ قرار دیا ہے، ان میں سے کچھ کا تذکرہ ہمیں ملا ہے اور کچھ کا نہیں مل سکا۔

۵۷: ابراہیم بن خضر المعروف ''برھان الدین'':

ان کا تذکرہ ''الضوء اللامع'' میں موجود ہے۔

(الضوء اللامع: ج۱ ص۳۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۵۸: ابراہیم بن علی بن احمد قرشی:

ان کا تذکرہ ہمیں نہیں مل سکا۔

۵۹: علامہ قاسم بن قطلوبغا حنفی:

بہت بڑے علامہ، فہامہ اور محدث وقت تھے۔ ان کی کتاب ''التصحیح والترجیح للقدوری'' اور ''کتاب الثقات'' مطبوع ہیں۔ آپ ۸۷۹ھ میں فوت ہوئے۔

(الضوء اللامع: ج۶ ص ۱۶۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

نوٹ:

امام سخاوی رحمہ اللہ نے ان کے نہایت طویل حالات تحریر کیے ہیں۔

۶۰: محمد بن اسماعیل بن کسبائی حنفی:

ان کا تذکرہ ہمیں نہیں مل سکا۔

۶۱: کمال الدین محمد بن محمد بن حسن شمنی مالکی:

۸۲۱ھ میں ان کی وفات ہے۔

(الضوء اللامع: ج۹ ص۶۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۶۲: قطب الدین محمد بن محمد بن عبد اللہ خیضری:

المتوفی ۸۹۴ھ بہت بڑے محدث ہیں۔ ان کا تحقیقی رسالہ ''جزء فی عدم صحة ما نقل عن بلال بن رباح من ابداله الشین فی الاذان سینا'' مطبوعہ ہے۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج۹ ص۱۰۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۶۳: بدر الدین محمد بن محمد بن عبد المنعم بغدادی حنبلی:

المتوفی ۸۵۷ھ۔

(الضوء اللامع: (ملخصاً) ج۹ ص۱۱۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۶۴: ابو الفتح محمد بن محمد علی عوفی:

المتوفی ۹۰۶ھ۔

۶۵: محمد بن ابو بکر صالحی المشہور ابن زریق:

المتوفی ۹۰۰ھ۔

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص۱۴۵ تا ۱۶۵ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

''شیخ صالح یوسف معتوق'' لکھتے ہیں:

اس کے بعد علامہ زاہد کوثری نے کہا: کہ شیخ المشائخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ بھی علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ سے اجازۃ عامہ کے ساتھ روایت کرتے ہیں، لیکن ان سے کچھ پڑھا نہیں کیونکہ ابھی بہت چھوٹے تھے۔ لیکن ''شیخ احمد رافع حسینی طہطاوی'' نے شیخ زاہد کوثری کی اس رائے کو مسترد کیا ہے اور کہا ہے کہ ہم نے اپنی ثبت ''ارشاد المستفید'' کے آخر میں بیان کیا ہے کہ: علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اجازۃ عامہ پر اعتبار کرتے ہیں نہ اس طرح روایت کرتے ہیں۔ اور ان کی ثبت ''زاد المسیر'' ہمارے پاس موجود ہے۔ اور یہ کتاب کتب حدیثیہ وغیرہ کی اسناد سے بھری پڑی ہے۔ اس میں انہوں نے علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ سے روایت حدیث، بلکہ کسی

بھی کتاب کی روایت کا تذکرہ تک نہیں کیا۔ ہاں! یہ لکھا ہے کہ شیخ ابن ہشام کی نحو میں کتاب ''مغنی اللبیب'' حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ سے اجازۃ عامہ کے ساتھ روایت کی ہے۔ اور اس کے علاوہ ایک ''حدیث مسلسل بالحفاظ'' روایت کی ہے۔ اور آخر میں فرمایا: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ سے اس حدیث کے علاوہ میں نے کوئی حدیث روایت نہیں کی۔ ''تدریب الراوی'' میں خود انہوں نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے۔

میں کہتا ہوں: ''شیخ صالح'' کہتے ہیں علامہ کوثری رحمہ اللہ کی تائید میں مجھے شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کا اپنا قول مل گیا۔ چنانچہ ''بغیۃ الوعاۃ'' میں کہتے ہیں:

مجھے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے اجازۃ عامہ دی ہے۔

(بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ: ج۲ص۳۹۷ مطبوعہ مطبعہ عیسی البابی حلبی قاہرہ)

(بدرالدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص۱۶۵تا۱۶۶ مطبوعہ دارالبشائرالاسلامیہ بیروت)

آخر میں ہم اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت شیخ الاسلام علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سمیت آپ کے تمام ''اساتذہ'' اور آپ کے تمام ''تلامذہ'' کے درجات بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

پانچواں باب:

علامہ عینی رحمہ اللہ کے متعلق علماء ومشائخ وسلاطین کے کلمات تحسین:

میں کہتا ہوں: جو شخص بھی اس امام کی تصنیفات وتالیفات کی طرف ایک مرتبہ سرسری نظر ڈالتا ہے وہ داد دیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

امام شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وکان اماماً عالماً علامة عارفاً بالتصریف والعربیة وغیرها حافظا للتاریخ واللغة کثیر الاستعمال لها مشارکاً فی الفنون لا یمل من المطالعة والکتابة

(الضوء اللامع فی الاعیان القرن التاسع: ج ۱۰ ص ۱۲۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

آپ امام، عالم، علامہ، علم صرف وعربیة وغیرہ کے عارف، تاریخ ولغة کے حافظ (اپنی تصنیفات و تالیفات میں) لغت کو کثرت سے استعمال کرنے والے، تمام فنون میں برابر شرکت رکھنے والے تھے آپ کتب بینی اور کتابیں لکھنے سے بالکل نہیں تھکتے تھے۔

شیخ ابن ایاس الحنفی لکھتے ہیں:

کان علامة نادرة فی عصره عالماً فاضلا له عدة مصنفات جلیلة وکان حسن المذاکرة جید النظم صحیح النقل فی التواریخ وکان ریساً حشما

(بدائع الزهور ووقائع الدهور: ج ۲ ص ۲۹۲ مطبوعہ الهیئة المصریة العامة قاہرہ)

آپ اپنے زمانے کے بے مثال عالم، فاضل اور علامہ تھے آپ کی بے شمار لاجواب تصانیف ہیں۔ آپ مسائل میں اچھے طریقے سے گفتگو فرمانے والے (اور تصنیفات و تالیفات کو) خوبصورت ترتیب دینے والے تھے۔ تاریخ میں صحیح باتیں (یا حوالہ جات) نقل کرنے والے بارعب اور سردار ان قوم میں سے تھے۔

شیخ ابو المعالی الحسینی لکھتے ہیں:

هو الامام العالم العلامة الحافظ المتقن المنفرد بالرواية و الدراية حجة الله على المعاندين وأية الكبرىٰ على المبتد عين

(غاية الامانی فی الرد علی النبهانی: ج ۲ ص ۱۱۸ طبع بیروت)

آپ (علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ) امام، عالم، علامہ، مضبوط، حافظ (قرآن وحدیث)، علم روایت و درایت میں بے مثال اور دشمنوں کے خلاف اللہ تعالیٰ کی دلیل اور بدعتیوں پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نشانی تھے۔

آگے لکھتے ہیں:

وبالجملة كان رحمه الله من مشاهير عصره علماً وزهداً وورعا وله اليد الطولى فى الفقه والحديث وقد اسف المسلمون على فقده

(غاية الامانی فی الرد علی النبهانی: ج ۲ ص ۱۱۹ مطبوعہ بیروت)

خلاصہ یہ ہے کہ آپ رحمہ اللہ اپنے زمانہ کے ان مشہور علماء میں سے ہیں جو علم وزہد اور تقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے۔ فقہ اور حدیث میں انہیں مکمل مہارت حاصل تھی۔ ان کے دنیا سے رحلت فرمانے پر مسلمانوں کو شدید دھچکا لگا۔

شیخ ابو المحاسن یوسف بن تغری بردی لکھتے ہیں:

كان بارعاً فى عدة علوم عالماً بالفقه والاصول والنحو والتصريف واللغة مشاركاً فى غيرها مشاركة حسنة اعجوبة فى التاريخ حلو المحاضرة محظوظاً عندا لملوك الا الملك الظاهر جقمق كثير الا طلاع واسع الباع فى المنقول والمعقول لايستنقصه الا معرض قل ان يذكر علم الا ويشارك فيه مشاركة حسنة

آپ متعدد علوم میں کامل مہاررت رکھنے والے، فقہ، اُصول، نحو، صرف، لغت کے عالم تھے اور ان علوم کے علاوہ دیگر علوم وفنون میں احسن طریقہ سے شریک رہے تاریخ میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ اور آپ زبردست قسم کے حاضر جواب تھے۔ بادشاہ ظاہر جقمق کے سوا تمام سلاطین کے ہاں مقبول تھے۔ (اس کا سبب ہم آگے چل کر ضرور بیان کریں گے انشاء اللہ)

(المنهل الصافی والمستوفی بالوافی: ج ۸ ص ۳۵۳ مخطوط مكة المكرمة)

(بدر الدين العينی واثره فی علم الحديث، ص ۸۲ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

معقولات ومنقولات میں وسیع دامن رکھنے والے تھے۔ آپ کی عیب جوئی نہیں کریگا مگر تنگ دل، کوئی ایسا علم وفن نہیں ہے مگر یہ اس میں احسن اور عمدہ طریقے سے برابر شریک تھے۔

آپ کے شاگرد رشید علامہ یوسف بن تغری بردی لکھتے ہیں:

العلامة فريد عصره و وحيد دهره عمدة المؤرخين ومقصد الطالبين قاضی القضاة

(شذرات الذهب ج ۹ ص ۴۱۸ مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق)

آپ علامہ، یگانہ روزگار، یکتائے زمانہ، مؤرخین کے ستون، طلباء کے جائے مقصد، قاضی القضاۃ ہیں۔

نیز علامہ ابن تغری ”النجوم الزاهرة فی اخبار مصر والقاهرة“ میں لکھتے ہیں:

كان اماماً فقيهاً اصوليا نحو يا لغويا بار عاً فى علوم كثيرة وافتى و درس سنين وصنف التصانيف المفيدة النافعة و كتب التاريخ وصنف فيه مصنفات كثيرة

(النجوم الزاهرة ج ۱۵ ص ۲۸۷ مطبوعہ الهيئة المصرية العامة للكتاب)

آپ امام، فقیہ، اصولی، نحوی، لغوی اور بہت سارے علوم میں کامل مہارت رکھنے والے تھے، آپ نے کئی سال فتویٰ نویسی اور تدریس فرمائی، مفید اور نفع بخش تصانیف تحریر فرمائیں۔ آپ نے تاریخ میں بھی کئی کتب تصنیف فرمائیں۔

”علامہ ابن خطیب الناصریہ“ نے اپنی تاریخ میں کہا:

هو امام عالم فاضل مشارك فى علوم وعنده حشمة ومروئة

(التبر المسبوک فی ذیل السلوک للسخاوی: ص ۳۷۸ مطبوعہ الامیریہ قاہرہ)

آپ امام، عالم، فاضل اور کئی علوم میں مشارکت تامہ رکھنے والے بارعب اور وجاہت و دبدبہ رکھنے والے سنجیدہ مزاج شخص تھے۔

عمر رضا کحالہ لکھتے ہیں:

فقیه اصولی مفسر محدث مؤرخ لغوی نحوی بیانی ناظم عروضی فصیح باللغتین العربیة والترکیة

(معجم المؤلفین: ج۱۲ ص۱۵۰ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

آپ فقیہ، اصولی، مفسر، محدث، مؤرخ، لغوی ، نحوی، بیانی (علم بیان میں مہارت رکھنے والے) ، نظم گو، علم عروض کے ماہر، عربی اور ترکی دونوں لغتوں پر کامل دسترس رکھنے والے تھے۔

متاخرین علماء میں سے علامہ غلام رسول سعیدی حفظہ اللہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ کی بہ نسبت علامہ عینی رحمہ اللہ کی احادیث پر بہت گہری نظر ہے اور علم میں ان کا مرتبہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ سے کہیں زیادہ ہے۔ (نعمۃ الباری: ج۱ ص۵۳۲ مطبوعہ لاہور)

علامہ زاہد الکوثری ''مقدمہ عمدۃ القاری'' میں لکھتے ہیں:

هو الامام العلامة الكبير الحافظ البارع بلا نكير شيخ حفاظ عصره الفقيه الناقد الورع المعمر عالم البلاد المصريه ومؤرخها الاكبر قاضي القضاة وشيخ الاسلام بدر الدين ابو محمد محمود بن احمدبن موسىٰ بن احمدبن الحسين بن يو سف بن محمود الحلبي الاصل العينتابي المولد والمنشاء ثم القاهري الدار والوفاة المعروف بالبدر العينى امام عصره فى المنقول والمعقول ووحيد دهره فى الفروع والاصول امتازبين اكابر العلماء الذين وفقوا لكثرة التاليف بسعة

العلم وجودة البحث وحسن الترصيف حتىٰ ملأ خزائن العلم فى العالم بمصنفاته الجليلة فى الحديث والفقه والتاريخ والعربية وغيرها تتناقلها العلماء عصراً بعد عصر وتشهد لمؤلفها الجليل بالبراعة والفخر ولا تزال اثاره الكبيرة ومؤلفاته المبسوطة ذخراً خالداً وتراثا فياضاً تتداولها ايدى رواد التحقيق من العلماء يستجلو انوارها عن وجوه ابحاثهم الظلماء

(مقدمہ عمدۃ القاری للکوثری: ج۱ ص۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

بہت بڑے امام، علامہ بلا انکار، کمال مہارت رکھنے والے، حافظ، اپنے زمانہ کے حفاظ کے استاذ، فقیہ، نقاد، پرہیزگار، بزرگ، مصر کے علاقوں کے عالم اور عظیم مؤرخ ، قاضی القضاۃ شیخ الاسلام بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد ابن الحسین بن یوسف بن محمود اصلاً حلبی، عینتاب میں پیدائش، قاہرہ میں گھر تھا اور وہیں وفات ہوئی، المشہور بدرالدین عینی، اپنے زمانہ میں معقولات و منقولات کے امام، فروع واصول میں یکتائے زمانہ ان اکابر علماء کے درمیان درجہ ممتاز رکھتے ہیں جنہیں حسن ترتیب، عمدہ بحث مباحثہ اور وسعت علم کے ساتھ ساتھ کثرۃ تصانیف کی بھی توفیق نصیب ہوئی حتیٰ کہ انہوں نے حدیث، فقہ، تاریخ، عربیہ وغیرہ علوم میں اپنی عمدہ اور جلیل القدر تصنیفات سے جہان کو علم کے خزانوں سے بھر دیا اور بعد میں یکے بعد دیگر آنے والے علماء ان تصانیف اور تالیفات کو ایک دوسرے سے نقل کرتے آئے، اور ان عظیم مؤلفات و مصنفات کے لیے مہارت اور قابل فخر ہونے کی گواہی دیتے رہے۔ اور ان کے آثار کثیرہ اور لمبی لمبی مؤلفات ہمیشہ ذخیرہ اور فیض تقسیم کرنے والی وراثت بن کر رہیں، جنہیں تحقیق کے پیاسے علماء کے ہاتھوں نے انہیں ایک دوسرے سے حاصل کیا تاکہ وہ ان چمکتی دمکتی مؤلفات و مصنفات کے ذریعے اپنی تاریکی ابحاث کے چہروں سے پردہ اٹھا سکیں۔

سرعتِ کتابت:

علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وصنف الكثير بحيث لااعلم بعد شيخنا اكثر تصانيف منه وقلمه اجود من تقريره و كتابته طريقة حسنة مع السرعه حتى استفيض عنه انه كتب

آپ نے بہت ساری کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ اپنے شیخ (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ) کے بعد میں نہیں جانتا کہ کسی نے ان سے زیادہ کتب

القدوری فی لیلة بل سمع ذالك منه العز الحنبلی
وکذا قال المقریزی انه کتب الحاوی فی لیلة اشتهر
اسمه وبعد صیته مع لطف العشرة والتواضع
(الضوء اللامع للسخاوی: ج ۱۰ ص ۱۳۳
مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

تصنیف کی ہوں ان کا قلم ان کی تقریر سے زیادہ اچھا تھا اور ان کی تحریر خوبصورت اور تیز تھی حتیٰ کہ یہ بات تواتر کے ساتھ آپ سے منقول ہے کہ آپ نے ''مختصر القدوری'' ایک رات میں لکھی ہے۔ بلکہ یہ چیز علامہ عزالدین حنبلی نے خود ان سے سنی ہے اسی طرح شیخ تقی الدین مقریزی نے کہا کہ انہوں نے (علامہ عینی رحمہ اللہ) ''الحاوی القدسی'' (دو جلدوں میں فقہ کی کتاب ہے) ایک رات میں لکھی ہے، آپ کا نام مشہور ہے اور آپ کی شہرت دور دراز تک پھیلی ہوئی ہے اس کے ساتھ ساتھ آپ مہربان دوست اور انتہائی عاجزی وانکساری والے تھے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ کے ایک استاذ کے آپ کے متعلق شاندار کلمات تحسین:

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کے استاذ ''شیخ جمال الدین ملطی رحمہ اللہ'' اپنے اس شاگرد کی قابلیت کو دیکھ کر داد دیے بغیر نہ رہ سکے، چنانچہ آنے والی عبارت خود علامہ عینی رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں ذکر کی ہے، اور آپ کے شاگرد ''ابن ایاس'' نے اسے نقل کیا ہے، ہم اس عبارت کا ترجمہ کر کے لکھ دیتے ہیں:

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو بے پناہ انعامات سے نوازنے والا اور بے پایاں احسان فرمانے والا ہے اور درود وسلام نازل ہوں اس عظمت والے رسول پر جنہیں سبع مثانی اور قرآن مجید عطا کیا گیا (آگے چل کر لکھتے ہیں)

میرے پیارے بیٹے ذہین وفطین، علم کے فاضل، کامل، انتہائی باعزت، فقہاء کے سرمایہ افتخار، مدرسین کے فخر، علماء کی زینت، اسلام اور مسلمانوں کے چودھویں کے چاند ''محمود بن شیخ عالم قاضی شہاب الدین احمد حنفی مرحوم'' اللہ تعالیٰ ان سے اور ان کے بیٹے سے اپنی چھپی مہربانی کے ساتھ معاملہ فرمائے۔ علوم شرعیہ اور فنون ادبیہ میں جب یہ

ظاہر ہوئے، حتیٰ کہ اپنے ساتھیوں کے درمیان ایسے ہوئے جیسے ستاروں کے جھرمٹ میں چودھویں کا چاند، اور یہ اپنے ہم زمانہ لوگوں سے علوم کی کئی انواع کے ساتھ مزین ہونے کی وجہ سے ممتاز ہیں، کیونکہ یہ علوم وفضائل کے اسالیب میں اپنی طبیعت کے قوی، اور اپنے ذہن کے صاف ہونے کی وجہ سے فائق ہیں، اور یہ اچھے اخلاق اور وسائل کے ساتھ مزین ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں مکروہ اور گھٹیا کاموں سے محفوظ رکھے۔ خواہشات باطلہ سے دور ہو کر میں نے انہیں فتوی نویسی اور رشد وہدایت ظاہر کرنے کی کھلی اجازت دی ہے۔ جس شخص نے مشکل احکام شرعیہ میں ان کی طرف رجوع کیا اس نے ایسے ہدایت دینے والے کی طرف رجوع کیا جو اس کی حق وصواب کی طرف راہ نمائی کرے گا اور اسے شک کے گڑھوں میں گرنے سے روک دے گا۔

والمامول منه ان لا یتخطی اقوال السلف وان یحمل
التقوی فی سلوکه زاداً والنظر فی فتاویٰ السلف عماداً
(نزہۃ النفوس والابدان: ج ۲ ص ۱۲۱ مطبوعہ
مطبعہ دارالکتب بیروت)

مجھے ان سے امید ہے کہ یہ سلف صالحین کے اقوال پس پشت نہیں ڈالیں گے اور یہ بھی امید ہے کہ یہ اپنے اس راستہ میں تقویٰ کو زادراہ اور سلف صالحین کے فتاوی میں غور وفکر کو اپنا اعتماد بنائیں گے۔

بادشاہ وقت کی گواہی:

بادشاہ اشرف برسبائی مجمع عام میں برملا کہتے تھے:

لولا القاضی العینی ما حسن اسلامنا ولا عرفنا کیف نسیر فی المملكة

اگر قاضی بدرالدین (عینی رحمہ اللہ) نہ ہوتے تو نہ ہم اچھے طریقے سے مسلمان ہوتے اور نہ ہی ہمیں بادشاہت اور حکومت چلانے کا پتہ ہوتا۔

(بدرالدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص ۷۸ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

ایک اور جگہ کہا:

لولا العینتابی ما کنا مسلمین (ایضاً)

اگر عینتابی (علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ) نہ ہوتے تو ہم مسلمان نہ ہوتے۔

سیدی امام الاولیاء علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

وحضره الشيخ جلال الدين البلقيني رضي الله عنه يوماً في الميعاد فسمع تفسير الشيخ رضي الله عنه للقرآن فقال و الله لقد طالعت اربعين تفسيرا للقرآن ما رأيت فيها شيئاً من هذه الفوائد التي ذكرها سيدي الشيخ محمد و كذلك كان يحضره شيخ الاسلام البلقيني وشيخ الاسلام العيني الحنفي وشيخ الاسلام البساطي المالكي وغيرهم

(الطبقات الکبریٰ :ص. ۴۱۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ان (شیخ شمس الدین الحنفی رضی اللہ عنہ) کے پاس شیخ جلال الدین البلقینی ایک مقررہ وعدہ والے دن حاضر ہوئے تو شیخ (شمس الدین الحنفی رحمہ اللہ) کی قرآن مجید کی تفسیر کا سماع کیا اور فرمایا اللہ کی قسم! میں نے قرآن مجید کی چالیس تفسیروں کا مطالعہ کیا ہے میں نے ان میں وہ فوائد نہیں دیکھے جو فوائد سیدی شیخ محمد (شمس الدین الحنفی) نے ذکر کیے ہیں۔ اسی طرح ان (شیخ شمس الدین الحنفی رحمہ اللہ) کی خدمت میں یہ علماء بھی حاضر ہوا کرتے تھے:
شیخ الاسلام بلقینی، شیخ الاسلام علامہ بدرالدین عینی حنفی اور شیخ الاسلام بساطی مالکی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

نیز عارف باللہ سیّدی شعرانی رحمہ اللہ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

وقد ذكر شيخ الاسلام العيني في التاريخ الكبير ـــــ

(الطبقات الکبریٰ ص ۴۱۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

شیخ الاسلام (بدرالدین) عینی نے اپنی ''تاریخ کبیر'' (عقد الجمان فی تاریخ اہل الزمان) میں ذکر کیا ہے کہ-----

ایک اور عالم کی آپ کے حق میں گواہی

''السیرۃ المؤیدیہ'' مصنفہ ''شیخ محمد بن ناھض'' پر تقریظ لکھنے کے لیے شیخ محمد بن ناھض کے شاگرد علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے یوں دست بستہ گویا ہوئے:

یا قاضی بدرالدین یا وجہ الرضا : طابت بك السكان في الا وطان
قرّظ لسيرة شيخنا وامامنا : يا صاحب التاريخ بالسلطان

(اے قاضی بدرالدین! اے رضائے (الٰہی) کے چہرے (والے) تمہاری وجہ سے وطنوں میں باشندے پر سکون ہیں۔ ہمارے شیخ اور امام کی سیرۃ (میں لکھی ہوئی کتاب) پر تقریظ لکھ دیجئے اے بادشاہوں جیسی تاریخ والے (یعنی بادشاہوں کی طرح آفاق میں شہرت رکھنے والے)

(الذیل علی رفع الاصر للسخاوی: ص ۳۳۸ مطبوعہ الدار المصریۃ القاھرہ)

شیخ نواجی شاعر نے کہا:

لقد حزت يا قاضي القضاة مناقبا : يقصر عنها منطقي و بياني
واثنى عليك الناس شرقا وغربا : فلا زلت محموداً بكل لساني

(اے قاضی القضاۃ! تمہارے اندر ایسے مناقب جمع ہیں جن سے میری گفتگو اور بیان قاصر ہیں۔ مشرق و مغرب کے لوگوں نے تمہاری تعریف کی ہے۔ تم ہر ایک کی زبان پر ہمیشہ قابل تعریف رہے (محمود آپ کا نام بھی ہے۔ اس شعر میں جو لطافت ہے وہ مخفی نہیں ہے)

(بدرالدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص ۸۳ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

حلیہ مبارکہ:

حافظ بدرالدین عینی رحمہ اللہ گندم گوں رنگ، چھوٹے قد اور لمبی داڑھی والے شخص تھے۔

(بدرالدین العینی وجھودہ فی علوم الحدیث: ص۸۹ مطبوعہ دارالنوادر بیروت)

(اعلام النبلاء للشیخ محمد راغب: ج۵ص۲۴۶ مطبوعہ دارالقلم العربی حلب)

(مقدمہ عمدۃ القاری للکوثری: ج۱ص۱۴ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

علامہ عینی رحمہ اللہ کی قوت حفظ اور وسعت علمی:

آپ کی قوت حفظ وذکاوت اور وسعت علمی کا چرچہ چارسو پھیلا ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے سلاطین وقت اور حکمران بھی آپ سے استفادہ کے لیے حاضر ہوتے۔

علامہ ابن تغری بردی لکھتے ہیں:

کان الاشرف یسئل العینی کثیراً عن امور دینه وعما یحتاج الیه من العبادات فیجیبه القاضی بدرالدین بعبارة تقرب من فهمه

(النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ: ج١٦ص١٠٩ مطبوعہ دار الہیئۃ المصریۃ العامۃ قاہرہ)

بادشاہ اشرف برسبائی، علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے بہت دفعہ اپنے دینی امور اور ضروری عبادتوں کے متعلق سوال کرتا رہتا، قاضی بدرالدین عینی رحمہ اللہ عام فہم الفاظ میں اسے جواب دیتے اور سمجھاتے تھے۔

میں کہتا ہوں: آپ انتہائی وسیع المطالعہ اور دقت نظر والے شخص تھے، اپنی خداداد صلاحیت سے ایسے ایسے مسائل کا استخراج کیا ہے جس سے متقدمین ومتاخرین علماء کی کتابیں خالی نظر آتی ہیں۔ آپ کی لاجواب اور مشہور زمانہ تالیف ''عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری'' اس پر عادل وشاہد ہے جیسا کہ آگے چل کر ہم (ان شاء اللہ) بمع مثالیں ذکر کریں گے۔

چھٹا باب:۔

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کے ہم عصر لوگوں سے تعلقات۔

دو طرح کے لوگوں سے آپ کے تعلقات تھے:

ا: حکمران وسلاطین سے تعلقات

۲: ہم عصر علماء سے تعلقات

ہم اولاً حکمران وسلاطین سے آپ کے تعلقات کو تفصیلاً ذکر کرتے ہیں۔اس کے بعد ہم عصر علماء سے آپ کے تعلقات کو بیان کریں گے۔ان شاء اللہ۔

ا: حکمران وسلاطین سے تعلقات:

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کے بارے میں تذکرہ لکھنے والے کے لیے لازمی ہے کہ وہ آپ کے سلاطین و حکمرانوں سے تعلقات کو ہرگز نہ بھولے، کیونکہ آپ کا ان کے ساتھ کافی عرصہ واسطہ پڑا رہا، آپ انہیں پڑھاتے بھی رہے، اوران کے مشیران خاص میں بھی تھے۔لیکن آپ نے ان کے حکومتی امور میں قطعاً دخل اندازی نہیں فرمائی۔

نو بادشاہوں سے تعلقات

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کا ''مصر'' میں نو بادشاہوں کے ساتھ تعلق رہا۔ان کے نام درجہ ذیل ہیں:

ا: بادشاہ ظاہر برقوق ان کے ساتھ ۷۸۴ھ سے ۸۰۱ھ تک تعلق رہا۔

۲: بادشاہ ابوالسعادات فرج بن برقوق ۸۰۱ھ سے ۸۰۷ھ تک۔

۳: بادشاہ منصور بن برقوق ۸۰۸ھ سے ۸۱۵ھ تک۔

۴: بادشاہ مؤید شیخ المحمودی ۸۱۵ھ سے ۸۲۳ھ تک۔

۵: بادشاہ ططر ان کے ساتھ صرف ۸۲۳ھ ایک سال تعلق رہا۔

۶: بادشاہ صالح محمد بن ططر ۸۲۳ھ سے ۸۲۴ھ تک۔

٧: بادشاہ اشرف برسبائی ۸۲۵ھ سے ۸۴۱ھ تک۔

۸: عزیز الدین یوسف بن اشرف برسبائی ۸۴۱ھ سے ۸۴۲ھ تک۔

9: بادشاہ ظاہر جقمق اس کے ساتھ ۸۴۲ھ سے لے کر ۸۵۵ھ تک وقت گزرا۔

اور ۸۵۵ھ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کا تاریخ وصال ہے۔

سب سے آخری ''بادشاہ جقمق'' آپ کا انتہائی سخت مخالف تھا۔ تفصیل آگے چل کر ان شاء اللہ بیان کریں گے۔

اس زمانہ کے علماء کی یہ عادت تھی کہ جب بادشاہ مسند بادشاہت پر جلوہ افروز ہوتا تو وہ انہیں تحائف اور ہدیے پیش کرتے، زیادہ تر وہ تحفہ ایسی کتاب تحریر کر کے دیتے جو بادشاہ کی سیرۃ اور مختلف پند ونصائح پر مشتمل ہوتی، اس زمانے کے کئی علماء نے سلاطین کے تذکروں میں مؤلفات تحریر کیں، ہمارے مترجم ممدوح علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے بھی جس طرح ''بادشاہ ططر'' اور ''بادشاہ اشرف برسبائی'' کی سیرۃ میں کتابیں تصنیف فرمائیں، ایسے ہی ''بادشاہ مؤید'' کی سیرۃ میں بھی نظم اور نثر دونوں انداز میں کتاب تصنیف فرمائی۔

بادشاہ ظاہر برقوق کے ساتھ تعلقات

سب سے پہلے جس بادشاہ کے ساتھ آپ کا تعلق اور اتصال استوار ہوا وہ ''بادشاہ ظاہر برقوق'' تھے۔ اس تعلق کا اشارہ علامہ عینی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''العلم الهيب في شرح الكلم الطيب'' میں کیا ہے۔

چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

حتیٰ کہ میرے مصر میں آنے کی اطلاع ''بادشاہ مصر ظاہر برقوق'' کو پہنچی تو پس یہی سبب بن گیا نصیحت اور بے پناہ شفقتوں والے شخص کے ساتھ ملنے کا، حتیٰ کہ میرے اور ان کے درمیان عمدہ اور آسان گفتگو ہوئی، ایک مرتبہ انہوں نے مجھ سے ایک انوکھے مسئلہ کا حل دریافت کیا جسے انہوں نے کچھ فقہاء سے سنا تھا، بحمد اللہ احسن طریقے، آسان عبارت اور عمدہ اشارہ کے ساتھ میں نے انہیں جواب دیا۔

(العلم الهيب في شرح الكلم الطيب: ص ۳۱ مطبوعہ مكتبة الرشد الرياض)

بادشاہ مؤید کے ساتھ تعلقات

پھر اسی طرح ''مؤید بادشاہ'' کے ساتھ عمدہ اور حسین پیرائے میں تعلق استوار رہا، یہاں تک کہ اس نے جب ''مدرسہ مؤیدیہ'' کا افتتاح کیا تو آپ کو مدرسہ مؤیدیہ کا ''صدر مدرس'' اور ''شیخ الحدیث'' کے منصب پر فائز کر دیا، پھر بعد میں ۸۲۳ھ میں اس نے آپ کو ''روم'' کے علاقوں کی طرف اپنا نائب اور قاصد بھی بنا کر بھیجا۔

(نزهة النفوس والا بدان: ج ۲ ص ۴۶۹ مطبوعہ مطبعہ دار الکتب بیروت)

بادشاہ ظاہر ططر کے ساتھ تعلقات

جب ''بادشاہ ظاہر ططر'' سلطنت مصر پر فائز ہوا تو اس نے آپ کی عزت و تکریم کو چار چاند لگا دیے۔ لیکن ان کی مدت حکومت انتہائی کم رہی۔

بادشاہ اشرف کے ساتھ تعلقات

ان کے بعد ''بادشاہ اشرف'' نے جب حکومت سنبھالی تو اس نے آتے ہی آپ کو ''عہدہ قضاء'' پر فائز کر دیا، اور اپنے دیگر وزیروں کے ساتھ ساتھ آپ کو بھی سفر پہ ساتھ لے جاتا۔ ایک مرتبہ ''شہر امد'' آپ کو ساتھ لے گیا پھر وہاں سے ''قلعہ بیرہ'' لے گیا، جب ''قلعہ بیرہ'' پہنچے تو علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ ان سے الگ ہو کر ''شہر حلب'' میں اقامت پذیر ہو گئے، پھر جب بادشاہ ''قلعہ بیرہ'' سے واپس لوٹا تو وہ آپ کو پھر ''مصر'' کی طرف لے آیا ''بادشاہ اشرف'' نے آپ کو ''وزارۃ اوقاف'' کا بھی عہدہ پیش کیا، مگر علامہ نے انکار فرما دیا۔ یاد رہے ''بادشاہ اشرف'' کے ساتھ آپ کا تعلق نصیحت و راہ نمائی اور تعلیم والا تھا۔

آپ کے شاگرد رشید علامہ ابن تغری بردی لکھتے ہیں:

''زینی عبد الباسط'' بادشاہ اشرف کو مال حاصل کرنے کے قبیح طریقے حسین پیرائے میں بیان کرتا اور اس پر اکساتا اور برے افعال کو اس پر آسان گنواتا، حتیٰ کہ بادشاہ اشرف وہ افعال کر گزرتا، اور اس کے آگے کلیۃً جھک جاتا۔ اور اس نے اشرف کے آگے ایسے ایسے قبیح امور حسین بنانے کی کوشش کی کہ اگر اشرف وہ امور کر دیتا تو اس کا تخت

سلطنت الٹ جاتا، اور اشرف بھی ان کی طرف مائل ہو جاتا اگر قاضی القضاۃ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کی صحبت میں نہ آتا، کیونکہ آپ گوشہ نشینی میں اسے تاریخ پڑھاتے تھے، کئی بار وہ آپ سے گذشتہ بادشاہوں کی تاریخ اور ان کے حسین کارنامے جب پڑھتا اور علامہ عینی رحمہ اللہ ان بادشاہوں کی جنگیں، مشقتیں، محنتیں، سفر وغیرہ اس کے سامنے ذکر کرتے اور ترکی زبان میں اس کے لیے تشریح فرماتے، پھر اچھے کام کرنے اور مسلمانوں کی مصالح اور معاملات کی طرف توجہ دینے اور عوام پر ظلم ڈھانے سے رجوع کرنے پر اسے اکساتے، تو کئی مرتبہ "بادشاہ اشرف" کو برملا اور مجمع عام میں یہ کہنا پڑا:

لولا القاضى العينتابى ما حسن اسلامنا ولا عرفنا كيف نسير فى المملكة

(النجوم الزاهرة: ج ۱۵ ص ۱۱۰۔۱۱۱۔ مطبوعہ الھیئۃ المصریۃ العامہ للکتاب قاہرہ)

اگر قاضی عینتابی (علامہ عینی رحمہ اللہ) نہ ہوتے تو ہمارا اسلام درست ہوتا اور نہ ہی ہمیں سلطنت و حکومت چلانے کا پتہ ہوتا۔

بادشاہ اشرف سے ایک اور وجہ سے تعلق

"بادشاہ اشرف" کا علامہ عینی رحمہ اللہ سے تعلق ایک اور وجہ سے بھی تھا، جسے علامہ ابن تغری بردی نے لکھا ہے، آپ لکھتے ہیں:

وذالك لان الاشرف تولى الملك وكان اميا صغير السن ففقهه العينى بقراءة التاريخ وعرفه بامور كان يعجز عن تدبيرها قبل ذالك

(النجوم الزاهرة فى اخبار مصر والقاهرة: ج ۱۵ ص ۱۱۱ مطبوعہ الھیئۃ المصریۃ العامہ للکتاب قاہرہ)

اس کی وجہ یہ ہے کہ بادشاہ اشرف نے جب سلطنت سنبھالی تو اس وقت وہ ان پڑھ تھا اور ابھی چھوٹی عمر کا تھا، علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے تاریخ پڑھا پڑھا کے اسے فقیہ اور سمجھدار بنا دیا اور اسے ایسے امور متعارف کرائے کہ اس سے پہلے وہ ان کی تدبیر سے عاجز تھا۔

بادشاہ کو نصیحت

علامہ ابن تغری بردی رحمہ اللہ کے اس قول کی تقویت اس واقعہ سے بھی ملتی ہے، کہ جب "بادشاہ اشرف" کے دور حکومت میں "غزوہ قبرص" میں گئے ہوئے غازیوں کو شکست ہونے لگی، تو "بادشاہ اشرف" اس سال سے غزوہ سے فوجیوں کو واپس بلانے اور اس غزوہ کو معطل کرنے اور اگلے سال دوبارہ غازیوں کو بھیجنے پر آمادہ ہو چکا تھا۔ یہاں تک کہ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے اسے سمجھایا اور اس کے سامنے کئی ایسے واقعات بیان کیئے جن کا اول مشکل اور آخر آسان تھا۔ جس کی وجہ سے اس نے اس غزوہ سے فوج واپس بلانے کا ارادہ ترک کر دیا اور انہیں فتح حاصل ہو گئی۔

(ایضاً)

اس واقعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ جب درست رہے تو رعایہ درست رہتی ہے۔ اگر بادشاہ میں خرابیاں اور بگاڑ آجائے تو رعایہ بھی بگڑ جاتی ہے۔ اور بادشاہوں کو نصیحت و تعلیم والا علامہ عینی رحمہ اللہ کا یہ اسلوب انتہائی حسین اور قابل عمدہ نتائج والا ہے۔ اور "بادشاہ اشرف" کا یہ ردعمل بھی انتہائی قابل قدر ہے، کیونکہ بادشاہ نصیحتیں قبول کرنے کو عار سمجھتے ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ کے اس حسین انداز اور اسلوب کی وجہ سے "بادشاہ اشرف" کے ہاں آپ کا مرتبہ اور بڑھ گیا۔

بادشاہ اشرف سے ایک اور متین تعلق

اس تعلق کے مزید متین اور قوی ہونے پر یہ واقعہ بھی شاہد اور عادل ہے۔

علامہ ابن تغری بردی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"جارقطلو" کا "بادشاہ اشرف" کے ہاں بڑا اونچا مقام تھا، کئی مرتبہ میں نے "بادشاہ اشرف" کو یہ کہتے سنا کہ اگر "جارقطلو" مجھے کہہ دے یہ کام نہیں کرنا! میں کبھی نہیں کروگا، جب تعلیمی راتوں میں علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ "بادشاہ اشرف" کے پاس بیٹھتے اور تاریخ پڑھانا شروع فرماتے تو "بادشاہ اشرف" کو ایسی عبارتیں اور باتیں سناتے جن کی "جارقطلو" کو خبر تک نہ ہوتی تھی۔ اس دوران اس سبق کو وعظ و نصیحت کی طرف پھیر دیتے اور شراب پینے پر

انتہائی سخت وعیدیں سناتے اور اسے عوام کے حقوق کے متعلق ابھارتے۔ ''بادشاہ اشرف'' ان سب باتوں کو خوف ناک سمجھتا اور استغفار پڑھتا جاتا، جب علامہ عینی رحمہ اللہ اس بحث کو مزید طویل کرتے تو ''جارقطلو'' کہتا: اے قاضی (علامہ عینی رحمہ اللہ)! تم صرف شراب پینے کی مذمت اور لوگوں کے حقوق پر مختلف قسم کے عذاب ذکر کر کے زور دیتے رہتے ہو، تم قاضیوں کے رشوت لینے اور یتیموں کا مال ہڑپ کرنے کا ذکر کیوں نہیں کرتے؟ ''جارقطلو'' یہ باتیں شدید غصہ میں کرتا۔ جب ''بادشاہ اشرف'' ''جارقطلو'' کی ان باتوں کو سنتا تو وہ خود اور اس کے سارے کارندے خوب ہنستے، اور اس کی ان باتوں کی طرف قطعاً توجہ نہ دیتے بلکہ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کی گفتگو کی طرف توجہ دیتے اور اس کو غور سے سنتے۔

(النجوم الزاهرة في اخبار مصر والقاهرة: ج۱۶ ص۱۰۹ مطبوعہ الهيئة المصرية العامة قاہرہ)

بادشاہ محمد بن جقمق کے ساتھ روابط

''بادشاہ اشرف'' کے بعد جب ''بادشاہ محمد بن جقمق'' نے عہدہ مملکت سنبھالا تو علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ اور اس کے درمیان شدید بے رخیاں واقع ہوگئیں، اور اس نے ''عہدہ قضاء شافعیہ'' حافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اور ''عہدہ قضاء حنفیہ'' سعدالدین دیری رحمہ اللہ کے حوالہ کر دیا، اب یہ دونوں ہفتہ میں دو یا تین مرتبہ بادشاہ کے پاس حاضری کے لیے جاتے، علامہ عینی رحمہ اللہ اپنی ''تاریخ'' میں ان کے بارے میں نہایت شدید الفاظ لکھے ہیں۔ (ہم وہ الفاظ نقل نہیں کرنا چاہتے)

امام سخاوی رحمہ اللہ ان کی یہ عبارت ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں: گویا علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کو یہ عبارت لکھتے وقت شاید یہ یاد نہیں رہا جب وہ خود ''بادشاہ اشرف'' کو تاریخ وغیرہ پڑھانے کے لیے ان کے پاس لگا تار آتے جاتے رہے، بلکہ اگر اس کے زمانہ میں ''قاضی'' ہوتے تو ان سے پہلے وہاں پہنچے ہوتے۔ اور میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں امید کرتا ہوں کہ ان سب (علامہ بدرالدین عینی، حافظ ابن حجر عسقلانی اور علامہ سعدالدین دیری رحمھم اللہ) کا مقصد اچھا تھا، غلط مقصد نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر رحم فرمائے اور ہم پر بھی رحم فرمائے۔

(الضوء اللامع لاهل القرن التاسع: ج۷ ص۱۸۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

(مقدمہ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری للکوثری: ص۱۱ دارالکتب العلمیہ بیروت)

۲: ہم عصر علماء سے تعلقات:

نویں صدی ہجری اس بات پر شاہد و عادل ہے کہ اس صدی میں موجود اکابر علماء کے درمیان شدید منافست تھی اور اس منافست کا سلسلہ طعن و تشنیع اور لمز و غمز تک جا پہنچا۔ جس کی زندہ مثال علامہ بدرالدین عینی اور علامہ تقی الدین مقریزی، اسی طرح علامہ بدرالدین عینی اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمھم اللہ ہیں۔ اور اس سے بھی زیادہ حدت امام شمس الدین سخاوی اور شیخ الشائخ جلال الدین سیوطی، اسی طرح علامہ بقاعی اور شیخ ابن تغری بردی رحمھم اللہ تعالیٰ اجمعین کے درمیان پائی جاتی تھی۔ جو شخص شیخ الاسلام علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ کی کتاب ''الضوء اللامع لاهل القرن التاسع'' کا مطالعہ کریگا تو وہ سینکڑوں ان علماء کے اسماء گرامی پر مطلع ہو جائے گا جن کے ایک دوسرے سے شدید اختلافات تھے۔

چونکہ سر دست موضوع ''علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ اور آپ کے ہم عصر علماء سے تعلقات و اختلافات'' کا ہے، اس لیے ہم اپنے موضوع ہی کے دائرہ میں رہ کر گفتگو کا آغاز کرتے ہیں۔

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ اور آپ کے ہم عصر علماء کے درمیان منافسۃ اور اختلاف دو طرح کا ہے۔

۱: منافسۃ علمیہ

۲: منافسۃ وظیفیہ

ہم ان میں سے اول سے آغاز کرتے ہیں:

۱: منافسۃ علمیہ:

علامہ عینی اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمھما اللہ کے درمیان منافست

یہ منافسۃ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ اور شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے درمیان تھی، اس سلسلہ گفتگو کو آگے بڑھانے سے پہلے انتہائی اختصار کے ساتھ ہم حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا تعارف ضروری سمجھتے ہیں

''شیخ الاسلام حافظ العصر نقاد العصر احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی قاہری'' آپ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کی

ولادت سے گیارہ سال بعد ۷۷۳ھ میں پیدا ہوئے، اور آپ کے ساتھ کئی شیوخ سے درس میں برابر شریک رہے۔

علامہ زین الدین عراقی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد آپ "حافظ العصر" کے منصب پر فائز رہے۔ کئی مرتبہ "عہدہ قضاء" پر فائز رہے۔ آپ کی "صحیح بخاری شریف" کی شرح "فتح الباری شرح صحیح البخاری" اس قدر مشہور و معروف ہے کہ محتاج تعارف نہیں۔ آپ مذہباً شافعی تھے۔ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کی وفات سے تین سال پہلے ۸۵۲ھ میں وفات پائی۔ آپ کی مکمل سوانح حیات آپ کے شاگرد رشید "شیخ الاسلام حافظ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ" نے دو جلدوں میں تحریر فرمائی ہے۔ جس کا نام ہے "الیواقیت والدرر فی ترجمة شیخ الاسلام الحافظ ابن حجر" یہ کتاب مطبوع ہے۔

اس تعارف کے بعد ہم اس نتیجہ تک پہنچ چکے ہیں، کہ ان دونوں شخصیات کے درمیان اسباب اختلافات اور وہ وجوہ جن کی وجہ سے ان میں سے ہر ایک نے دوسرے پر جرح کی ہے، تلاش کر سکیں۔ چنانچہ حافظ بدرالدین عینی رحمہ اللہ حنفی ہیں، اور شیخ الاسلام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ شافعی ہیں۔ احناف اور شوافع کے درمیان اختلاف قدیم ہے۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ یہ دونوں شخصیات بہت سارے مشائخ سے درس میں برابر شریک رہے جیسا کہ گزشتہ صفحہ میں گزرا۔ اور طلباء کے درمیان منافسہ تو ایسی کج روی ہے جو تاحیات باقی رہتی ہے۔ جیسا کہ مشاہدہ ہے۔ نیز دونوں حضرات الگ الگ مدرسہ میں تدریس فرماتے تھے اور یہ اختلاف مدرسہ، اصل اختلاف کی وجہ بن سکتا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی علامہ عینی رحمہ اللہ پر تعریض:

علامہ عینی رحمہ اللہ "جامع مؤیدی" میں برج شمالی پر بیٹھ کر درس دیا کرتے تھے۔ اس مسجد کا ایک منارہ بوسیدہ ہو چکا تھا، اس کو تعمیر نو کے لیے گرادیا گیا، اس موقع پر حافظ ابن حجر عسقلانی نے یہ شعر کہے:

لجامع مولانا المؤيد رونق : منارته تزهو بالحسن وبالزين

تقول وقد مالت عليهم امهلوا : فليس على حسني اضر من العين

جامع مؤید بڑی بارونق ہے، اس کا مینارہ بہت حسین و جمیل تھا، وہ جھکتے وقت زبان حال سے کہہ رہا تھا کہ مجھے چھوڑ دو، کیونکہ میرے حسن و جمال کے لیے اصل نقصان دہ چیز نظر بد ہے (علامہ عینی رحمہ اللہ ہیں)۔

اس شعر میں لفظ "عین" سے علامہ عینی رحمہ اللہ کا توریہ کیا گیا ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ کی حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ پر تعریض:

علامہ عینی رحمہ اللہ کو جب ان اشعار کا علم ہوا تو انہوں نے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی طرف یہ اشعار لکھوا کر بھیجے۔

منارة كعروس الحسن قد حليت : وهدمها بقضاء الله والقدر

قالو ا اصيبت بعين قلت ذا غلط : ما أفة الحجر الا الخسة الحجر

وہ منارہ دلہن کی طرح حسین اور خوبصورت تھا، جس کا گرنا حقیقت میں قضاء و قدر کے سبب سے تھا، لوگوں نے کہا: اس کو نظر لگ گئی، میں کہتا ہوں: وہ غلط ہیں۔ لیکن اس کو گرانے کا سبب حجر (پتھر یا حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ) کی خستہ حالی تھی۔

ان اشعار میں علامہ عینی رحمہ اللہ نے جواباً "حجر" کے لفظ سے ابن حجر عسقلانی کا کنایہ کیا ہے۔

نوٹ:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے کہا یہ دونوں "بیت" علامہ عینی رحمہ اللہ کے اپنے نہیں ہیں، بلکہ انہوں نے "النواجی" شاعر سے لکھوائے ہیں اور اپنی طرف منسوب کر لیے ہیں۔ "ادب" سے تھوڑا سا ذوق رکھنے والا پہچان لے گا کہ یہ "بیت" ان کے اپنے نہیں ہیں، کیونکہ ان کی "نظم" اس درجہ کی نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں: اللہ تعالیٰ رحم فرمائے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ پر ان کا یہ قول محض سینہ زوری ہے، ورنہ شیخ جلال الدین سیوطی، شیخ ابن تغری بردی اور شیخ ابن ایاس حنفی رحمھم اللہ نے کہا ہے کہ یہ بیت علامہ عینی رحمہ اللہ کے اپنے ہیں، بلکہ اس چیز کا اقرار حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ سے بڑھ کر علامہ عینی رحمہ اللہ کے مخالف شیخ تقی الدین مقریزی رحمہ اللہ نے بھی کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی علامہ عینی رحمہ اللہ پر مزید چڑھائی:

اور یہ اختلاف اس وقت زیادہ عروج کو پہنچا جب علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے "بادشاہ مؤید" کی سیرت

میں بطور نظم کتاب لکھی۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس کتاب میں موجود کچھ اشعار پر تنقید کی، ابیات رکیکہ اور وہ اشعار جو بلاوزن تھے ان کا اخراج کیا، جن کی تعداد تقریباً چار سو تھی۔ اور انہیں الگ ایک کتاب میں درج فرمایا۔ جس کا نام ہے ''قذی العین عن نظم غراب البین''۔

شیخ صالح یوسف معتوق لکھتے ہیں:

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کے ساتھ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے اس فعل کو میں عجیب نہیں سمجھتا، کیونکہ علماء ایک دوسرے پر تعقبات اور ایک دوسرے کی غلطیاں بیان کرتے چلے آئے ہیں۔ لیکن مجھے تعجب حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے اس فعل پر ہے کہ جس منظوم کتاب میں غلطیاں نہیں تھیں اس کی تصحیح کے پیچھے پڑ گئے۔ ہم مانتے ہیں یہ شاعر ہیں، ادیب ہیں۔ لیکن ابن قرقماس کی کتاب ''زهر الربيع في البديع'' پر جب انہوں نے تقریظ قلم بند فرمائی اس پر چڑھائی کیوں نہ فرمائی، حالانکہ یہ کتاب بہت ساری نظمی اور نثری اور صرفی اعتبار سے غلطیوں پر مشتمل تھی، جیسا کہ اس چیز کا اقرار خود ان کے شاگرد رشید علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ نے بھی کیا ہے۔

(الضوء اللامع: ج ۸ ص ۲۵۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

میں کہتا ہوں: صرف یہی نہیں بلکہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اپنی مایہ ناز کتاب ''انباء الغمر بابناء العمر'' میں بہت سارے ایسے مقامات بے نشان کرتے چلے گئے جہاں علامہ عینی رحمہ اللہ کی مدح تھی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے یہ سارے انتقادات اور اعتراضات اس ''عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری'' جو مزید ان دونوں کے درمیان حدت اختلافات کا باعث بنی، کے معرض وجود میں آنے سے پہلے کے ہیں۔ اس پر مزید گفتگو آگے چل کر کریں گے۔ ان دونوں محدثین کے درمیان پائے جانے والے شدید اختلافات کے باوجود یہ ضرور ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے دوسرے سے استفادہ کیا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ سے کچھ فوائد لکھے، اور صحیح مسلم اور مسند احمد بن حنبل کی چند مسندات کا سماع بھی کیا، اور اپنے شیوخ میں ان کا تذکرہ کیا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی اپنی کتابیں:

"المجمع المؤسس في المعجم المفهرس"، "رفع الاصر عن قضاة مصر"۔

اسی طرح علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ بھی حافظ ابن حجر رحمہ اللہ سے استفادہ کرتے رہے خصوصاً رجال طحاوی (''مغاني الاخيار في اسامي رجال شرح معاني الآثار'') کی تصنیف کے وقت خوب مستفید ہوئے۔

علامہ سخاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

میں نے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کو دیکھا کہ آپ ہمارے شیخ (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ) کے مرض الموت کے وقت عیادت کے لیے تشریف لائے، اور ان سے علامہ زین الدین عراقی رحمہ اللہ کی مسموعات کے بارے میں دریافت کر رہے تھے، ہمارے شیخ نے انہیں جواباً کہا: وہ کسی الگ کتاب میں نہیں ہیں، لیکن میں نے اپنی ''معجم'' میں ان کے تذکرہ میں جو کچھ ان سے حاصل کیا تھا لکھ دیا ہے، اور وہ کوئی معمولی نہیں ہے، اس کو دیکھ لو جب اسے حاصل کر لو گے تو باقی بعد میں دیکھیں گے۔

(التبر المسبوك في ذيل السلوك: ص ۳۷۷ مطبوعہ مکتبۃ الکلیات الازہریہ قاہرہ)

حافظ العصر ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے علامہ عینی رحمہ اللہ کے اعتراضات کے جوابات میں دو کتابیں تحریر کیں:

۱: ''الاجوبة الابنية عن الاسئلة العينية''،

شیخ صالح یوسف معتوق نے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔ لیکن یہ کتاب ہماری نظر سے نہیں گزری۔

۲: ''انتقاض الاعتراض''

یہ کتاب دو جلدوں میں مطبوع ہے۔

۲: منافسۃ وظیفیہ:

علامہ عینی رحمہ اللہ کی شیخ تقی الدین مقریزی رحمہ اللہ پر تنقید:

یہ منافسۃ علامہ بدرالدین عینی اور شیخ الاسلام تقی الدین مقریزی رحمہما اللہ کے درمیان تھی۔ شیخ تقی الدین مقریزی رحمہ اللہ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کی وفات سے دس سال پہلے ۸۴۵ھ میں فوت ہو گئے تھے۔ اس لیے علامہ عینی رحمہ اللہ نے اپنی ''تاریخ'' میں بھی ان کا تذکرہ قلم بند فرمایا ہے۔ اور علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ نے وہاں سے نقل کر کے اپنی کتاب ''الضوء اللامع'' میں وہ تذکرہ وتعارف تحریر فرمایا ہے۔ موقع ومحل کی مناسبت سے کچھ عبارت حاضر خدمت ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

کان مشتغلاً بکتابۃ التواریخ وبضرب الرمل تولی الحسبۃ بالقاھرۃ فی آخر ایام الظاھر برقوق ثم عزل بمسطرہ ثم تولی مرۃ اخری فی ایام الدوادار سودون عوضاً عن مسطرہ بحکم ان مسطرہ عزل نفسہ بسبب ظلم سودون المذکور

(الضوء اللامع: ج۲ص۲۳مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

یہ علم تاریخ اور ضرب رمل (ایک علم ہے جس میں ریت پر لکیریں کھینچ کر آئندہ کے احوال کو معلوم کیا جاتا ہے) کی کتابت میں مشغول رہتے تھے بادشاہ ظاہر برقوق کے آخری ایام میں قاہرہ میں حسبہ (یہ ایک عہدہ ہے جس کی تفصیل آئندہ صفحات میں آرہی ہے) کے سربراہ بنائے گئے پھر انہیں معزول کر کے راقم الحروف (یعنی علامہ عینی رحمہ اللہ) کو مقرر کیا گیا، دوادار سودون کے ایام میں دوبارہ راقم الحروف کی جگہ انہیں یہ عہدہ سونپا گیا اس حکم کے ساتھ کہ راقم الحروف نے سودون مذکور کے ظلم کی وجہ سے خود کو معزول کر لیا۔

اس عبارت میں جوسخت الفاظ ہیں وہ یہ ہیں: کہ ''شیخ تقی الدین مقریزی علم ضرب رمل کا عمل کرتے تھے'' اور کسی عالم دین کے بارے میں یہ کلمات کہنا انتہائی سخت ردعمل ہے۔

شیخ تقی الدین مقریزی رحمہ اللہ کی علامہ عینی رحمہ اللہ پر تنقید:

اور جہاں تک شیخ تقی الدین مقریزی رحمہ اللہ کا تعلق ہے تو جب ۸۰۱ھ میں ان کی جگہ ''حسبہ'' کے لیے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کو مقرر کیا گیا تو علامہ مقریزی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''درر العقود الفریدۃ'' میں ان کا تذکرہ لکھا اور کہا:

انہ اخرج من البرقوقیۃ خروجاً شنیعاً لامور رمی بھا واللہ اعلم بحقیقتھا وشفع فیہ البلقینی حتیٰ اعفی من النفی

(الضوء اللامع: ج۱۰ص۱۲۵مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

انہیں ''برقوقیہ'' سے انتہائی برے طریقے سے نکالا گیا چند ایسے امور کی وجہ سے جو ان پر بطور تہمت لگائے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی حقیقت کو بہتر جانتا ہے، شیخ سراج الدین بلقینی رحمہ اللہ نے ان کی سفارش کی جس کی وجہ سے انہیں ملک بدر کرنے سے معاف کر دیا گیا۔

اعتذار

لیکن آگے چل کر ہم ان شاء اللہ ثابت کریں گے کہ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کو ''برقوقیہ'' سے نکالنے کی وجہ وہاں کے چند حاسدوں کی وجہ سے ہوا، کیونکہ علامہ عینی رحمہ اللہ نے اپنے شیخ علاؤالدین سیرامی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ان کی مسند تدریس پر بیٹھ کر ڈٹ کر تدریس کی جو حاسدین کو ہرگز گوارہ نہ تھی، اور طرح طرح کی شکایتیں لگانے لگ گئے۔ میں کہتا ہوں زیادہ تعجب تو مجھے علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ پر ہے کہ انہوں نے جب علامہ تقی الدین مقریزی رحمہ اللہ کی اس عبارت کو نقل کیا اور پھر اس کو برقرار رکھا رد کیوں نہ فرمایا؟ حالانکہ یہ اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کا دامن ہر قسم کی تہمتوں سے پاک وصاف ہے، اور انہوں نے اپنی کتاب ''الضوء اللامع'' میں

تاریخ کی نقول کے لیے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کی کتاب ''عقد الجمان'' کو مصدر و مرجع بنایا، اس میں ان تہمتوں کا ذکر تک نہیں ہے۔ صرف علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ نے ''الضوء اللامع'' میں علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کی کتاب ''عقد الجمان'' پر اعتماد نہیں کیا بلکہ شیخ الاسلام حافظ العصر علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے بھی اپنی کتاب ''انباء الغمر بابناء العمر'' میں اسی کتاب پر اعتماد کیا اور اسی کو مصدر بنایا ہے۔ جیسا کہ خود انہوں نے ''انباء الغمر بابناء العمر'' کے مقدمہ میں اس چیز کا اقرار کیا ہے۔

(انباء الغمر بابناء العمر: ج ا ص ۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان)

اس کی مزید تفصیل آگے ''تذکرہ مصنفات'' میں آرہی ہے۔ فانتظروا انی معکم من المنتظرین۔

اس کے علاوہ دیگر بھی واقعات ہیں جن سے صاف پتہ چلتا ہے۔ کہ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ اور علامہ تقی الدین مقریزی رحمہ اللہ کے درمیان شدید منافست تھی۔ جن کا ذکر ہم بخوف طوالت لازمی اور ضروری نہیں سمجھتے۔

اللہ تعالیٰ ان سب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ وارفع مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

ساتواں باب:

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ کو دیئے گئے مناصب اور عہدے:

شیخ الاسلام حافظ بدرالدین عینی رحمہ اللہ تین عہدے اور منصبوں پر فائز رہے۔ جن کی تفصیل سے پہلے بطور تمہید ان عہدوں کی تشریح لازمی ہے۔

۱: نظر الاحباس (وزارۃ اوقاف):

یہ ایک عمدہ اور عظیم الشان عہدہ ہے۔ اس عہدہ والا شخص حاکم وقت کی طرف سے جوامع، مساجد، مسافر خانے، خانقاہیں اور مدارس دینیہ وغیرہ کے ملازمین کو تنخواہیں اور وظیفے دینے کے ساتھ ساتھ ان پر کڑی نظر کے ساتھ نگرانی کرتا ہے۔ اس عہدہ کو آج کل ''وزارۃ اوقاف'' کہا جاتا ہے۔

۲: قضاء:

یہ منصب، مناصب دینیہ میں سے سب سے اجل وارفع منصب ہے۔ اس عہدہ والا شخص حاکم وقت کی طرف سے لوگوں پر شرعی فیصلے اور حدود و تعزیرات کا نفاذ کرتا ہے، اس عہدہ والے شخص کو ''قاضی'' کہا جاتا ہے۔

۳: حسبہ:

یہ بھی ایک اجل عہدہ ہے اس عہدہ والے شخص کو ''محتسب البلد'' کہا جاتا ہے اور محتسب البلد وہ شخص ہوتا ہے جو شہر میں حاکم وقت کی طرف سے اوزان وغیرہ کی دیکھ بھال کے لیے مقرر کیا جاتا ہے۔

بعد از تمہید!

عرض یہ ہے کہ شیخ الاسلام حافظ بدرالدین عینی رحمہ اللہ ان تینوں عہدوں پر فائز رہے۔

علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لم يجتمع القضاء والحسبة ونظر الاحباس فی أن واحد لاحد قبله فيما اظن

(الضوء اللامع ج۱۰ ص۱۲۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

میرے خیال کے مطابق یہ (مناصب ثلثہ) قضاء، حسبہ اور نظر الاحباس ایک ہی وقت میں آپ سے پہلے کسی کے پاس جمع نہیں ہوئے۔

میں کہتا ہوں! اس کے علاوہ آپ ''عہدہ تدریس'' پر بھی عرصہ دراز تک فائز رہے۔ جس کی تفصیل ہم اس بحث کے بعد مفصلاً کریں گے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ کو علمی قابلیت اور زہد و تقویٰ کی بناء پر عہدے دیئے گئے:

یہ عہدے اور مناصب آپ کو کب ملے؟ اور آپ کب ان سے مستعفی ہوئے؟ اس تفصیل میں جانے سے پہلے ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ عہدوں اور مناصب کے حصول کے لیے لوگ مختلف ہتھکنڈے استعمال کرتے رہے اور کرتے ہیں مثلاً کچھ لوگ رشوت دے کر ان عہدوں کو حاصل کر لیتے ہیں اور کچھ لوگ جھوٹ بول کر یا جھوٹے وعدے کر کے یہ عہدے حاصل کر لیتے ہیں۔ موجودہ دور میں تو اس کی مثال دینے کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ اب تو جب تک لاکھوں روپے بطور رشوت نہ دیئے جائیں تو کوئی عہدہ مل ہی نہیں سکتا۔ الا ماشاء اللہ۔ بلکہ علی الاعلان کہا جاتا ہے یہ عہدہ اتنے پر بک رہا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ ہم دور سابق کے چند اس طرح کے واقعات علی سبیل الاختصار بیان کرتے ہیں۔

مثلاً ''محمد شاذلی'' کو کئی مرتبہ ''قاہرہ'' میں ''حسبہ'' پر رشوت لے کر فائز کیا گیا حالانکہ یہ علم سے بالکل نا آشنا شخص تھا۔

(الضوء اللامع: ج۱۰ ص۱۱۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

اسی طرح ''عمر بن موسیٰ بن حسن سراج قرشی'' کو چار ہزار دینار کے بدلے ''دمشق'' کا قاضی مقرر کیا گیا۔

(الضوء اللامع: ج۶ ص۱۲۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

''جلال الدین بن بدرالدین مزہر'' اسے ایک لاکھ دینار کے بدلے اس کے والد کے عوض ''مصر'' کا جاسوس مقرر کیا گیا، حالانکہ یہ ابھی بچہ تھا اور عمر بھی پندرہ سال تھی۔

(قضاۃ دمشق: ص۲۱۱ مطبوعہ المجمع العلمی العربی دمشق)

اس کے علاوہ سینکڑوں لوگ ہیں جن کے حوالہ جات سے کتب تواریخ مشحون ہیں۔ مگر شیخ الاسلام حافظ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کے بارے میں ہرگز ہرگز کسی ادنیٰ تاریخ کی کتاب میں یہ نہیں ملتا کہ معاذ اللہ آپ نے کوئی اس طرح کے فعل شنیع کا سوچا ہو آپ کے مخالفین نے بھی اس چیز کا واضح اقرار کیا ہے۔ جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

عہدہ حسبہ:

"عہدہ حسبہ" سے متعلق آپ کے بارے میں کتاب "نزھۃ النفوس والابدان" کی واضح صریح نص پیش خدمت ہے:

واما الحسبة فانها لما شغرت عنه سعى الساعون بالرشا والمواعيد الباطلة فقال السلطان صاحب الوظيفة عن قريب يحضر واراد به القاضي بدر الدين العينتابي فلما سمع ابن البارزي ذالك صعب عليه جداً فاشار الى من عنده ان ينظروا له ساعياً مجداً في هذه الوظيفة حتىٰ يوليه فاخبر بذالك بعض الناس لابراهيم بن الحسام الجندي وقال له اسع في الحسبة فقام وسعى من عند ابن البارزي وقدم له مائتي دينار وكتب خطه للسلطان بتكملة الالف دينار فاجتهد ابن البارزي عند السلطان بسببه فقال له السلطان انا عينت هذه الوظيفة للقاضي بدر الدين العيني فقال يا خوند هذا يحتاج استراحة طويلة من التعب والمشقة فاذا استراح واقام اياماً فذالك توليه فسكت السلطان فولى المذكور

(نزھۃ النفوس والابدان حوادث ۸۲۳ھ ج ۲ ص ۴۷۳ مطبوعہ مطبعہ دارالکتب)

لیکن حسبہ جب یہ عہدہ بلا نگران ومحافظ ہوا (یعنی خالی ہوا) تو رشوت اور باطل وعدوں کے ذریعے کئی کوشش کرنے والوں نے کوشش کی بادشاہ نے کہا اس عہدہ کا حقدار جلد آنے والا ہے اس سے بادشاہ کی مراد علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ تھے۔ جب محمد بن عثمان بارزی نے یہ سنا تو اس پر سخت گراں گزرا پھر اس نے اپنے پاس موجود لوگوں کی طرف اس عہدے کے انتہائی سخت طلبگار کو ڈھونڈنے کا اشارہ کیا تا کہ اسے یہ عہدہ سونپا جائے کسی شخص نے ابراہیم بن حسام جندی کو بتایا اور کہا تم اس عہدہ (حسبہ) کے لیے بھر پور طریقے سے کوشش کرو وہ گیا اور ابن بارزی کے پاس بیٹھنے والے کے آگے اس عہدہ کے حصول کی بھر پور کوشش کی اور اس کو دو سو دینار بھی دیئے اس نے آگے بادشاہ کے حوالہ سے اسے پورا ایک ہزار دینار دینے کے لیے اپنا خط لکھا پھر اس کی خاطر ابن بارزی نے بادشاہ کے پاس بھر پور کوشش کی بادشاہ نے ابن بارزی سے کہا میں نے یہ عہدہ تو قاضی بدرالدین عینی رحمہ اللہ کے لیے رکھا ہے اس نے آگے سے کہا اے میرے سردار وہ شخص تو ابھی مشقت اور تکلیف کی وجہ سے طویل عرصہ آرام اور سکون کا محتاج ہے

(یہ اس نے اس لیے کہا ہے کیونکہ علامہ عینی رحمہ اللہ کو بادشاہ نے بلاد قرمان کی طرف سفیر بنا کر بھیجا ہوا تھا اور یہ علاقہ مصر سے سینکڑوں میل دور تھا اور علامہ عینی رحمہ اللہ ابھی تک وہاں سے واپس نہیں لوٹے تھے) سو جب وہ مکمل طور پر آرام اور سکون حاصل کر لیں گے تو یہ عہدہ ہم ان کے سپرد کر دیں گے۔ یہ سن کر بادشاہ خاموش ہو گیا اور اس نے شخص مذکور (ابراہیم بن حسام جندی) کو یہ عہدہ سونپ دیا۔

علامہ عینی رحمہ اللہ نے کوئی بھی منصب رشوت کے ذریعے حاصل نہیں کیا:

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے کوئی بھی منصب رشوت کے ذریعے حاصل نہیں کیا بلکہ آپ کا دامن اس سے طیب و طاہر ہے۔ حالانکہ کئی مرتبہ آپ عہدہ قضاء، حسبہ اور نظر الاحباس پر مقرر کیے گئے اور کئی مرتبہ معزول کیے گئے۔ اور کیسے وہ چیز رشوت کے ذریعے حاصل کرتے جس چیز کو آپ کا دین اور اخلاق اچھا نہ سمجھے کیونکہ آپ نے دین دار علم وصلاح والے گھرانے میں پرورش پائی۔ اور کیسے آپ یہ منصب بطور رشوت حاصل کرتے حالانکہ آپ خود ہی رشوت کے بارے میں فرماتے ہیں:

وهذه ثلمة في الاسلام وما ذاك الا من اشراط الساعة وقد لعن صاحب الشرع الرشاة في الامور الدينية۔

(نزھۃ النفوس والابدان ج ۳ ص ۱۲۱ مطبوعہ مطبعہ دار الکتب)

یہ (رشوت) اسلام میں رخنہ اور شگاف ہے اور یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور صاحب شریعت (ﷺ) نے دینی امور میں رشوت خوروں پر لعنت فرمائی ہے۔

میں کہتا ہوں!

اگر آپ نے خدانخواستہ ایسا عمل کیا ہوتا تو آپ کے ہم عصر منافسین مثلاً شیخ تقی الدین مقریزی اور بالخصوص

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہما اللہ کبھی خاموش نہ رہتے اور وہ اس چیز کے ذریعے آپ پر طعن اور قلت مرتبہ پر ضرور استدلال کرتے۔

سب سے پہلے آپ کو "عہدہ حسبہ" ۸۰۱ھ میں علامہ تقی الدین مقریزی رحمہ اللہ کی جگہ سپرد کیا گیا، پھر ایک ماہ بعد آپ کو معزول کر دیا گیا۔ سب سے آخر میں یہ عہدہ ۸۴۶ھ میں دیا گیا اور ماہ صفر ۸۴۷ھ میں آپ کو معزول کر دیا گیا۔

عہدوں کی تفصیل

سب سے پہلی مرتبہ "وزارۃ اوقاف" ۸۰۴ھ میں آپ کے حوالہ کی گئی، اسی سال معزول کر دیئے گئے۔ پھر ۸۱۹ھ میں دوبارہ اس عہدہ پر آپ کو فائز کیا گیا، پھر ۸۵۳ھ تک (یعنی وفات مبارک سے دو سال قبل تک) یہ عہدہ آپ کے پاس رہا۔ "عہدہ قضاء" پر آپ کو دو مرتبہ فائز کیا گیا، پہلی مرتبہ ۸۲۹ھ تا ۸۳۳ھ اور دوسری مرتبہ ۸۳۷ھ تا ۸۴۲ھ۔ ان عہدوں میں سب سے زیادہ تکرار "عہدہ حسبہ" میں ہوا جس کا جدول حاضر خدمت ہے:

سن ہجری	مہینہ	عہدوں کی تفصیل
۸۰۱ھ	یکم ذوالحج	علامہ مقریزی رحمہ اللہ کی جگہ "قاہرہ" کا "عہدہ حسبہ" آپ کے حوالہ کیا گیا۔
۸۰۲ھ	دو محرم	آپ کو معزول کر کے جلال الدین طبندی کو مقرر کیا گیا۔
۸۰۲ھ	چودہ ربیع الثانی	دوبارہ طبندی کی جگہ آپ کو مقرر کیا گیا۔
۸۰۲ھ	سولہ جمادی الثانی	خود استعفیٰ دیا اور آپ کی جگہ علامہ تقی الدین مقریزی رحمہ اللہ کو مقرر کیا گیا۔
۸۰۳ھ	چودہ ربیع الاول	ابن بجانسی کی جگہ دوبارہ آپ کو مقرر کیا گیا۔
۸۰۳ھ	سات جمادی الثانی	آپ کو معزول کر کے ابن بجانسی کو مقرر کیا گیا۔
۸۱۹ھ	پانچ محرم	دوبارہ آپ کو مقرر کیا گیا۔
۸۱۹ھ	چودہ ربیع الثانی	آپ کو معزول کر کے محمد بن شعبان کو مقرر کیا گیا۔
۸۲۵ھ	اکیس شعبان	صدر الدین ابن العجمی کی جگہ آپ کو مقرر کیا گیا۔
۸۲۹ھ	گیارہ محرم	اینال شمشانی کو آپ کی جگہ مقرر کیا گیا اور آپ کو معزول کر دیا گیا۔
۸۳۳ھ	چودہ ربیع الثانی	اینال شمشانی کو معزول کر کے آپ کو مقرر کیا گیا۔
۸۳۵ھ	یکم رجب	خود استعفیٰ دیا اور آپ کی جگہ بدر الدین ابن نصر اللہ کو مقرر کیا گیا۔
۸۴۴ھ	سات ربیع الثانی	دوبارہ آپ کو مقرر کیا گیا۔
۸۴۵ھ	تین ربیع الثانی	آپ کو معزول کر کے علی یار خراسانی کو مقرر کیا گیا۔
۸۴۶ھ	انتیس شوال	علی یار خراسانی کو معزول کر کے آپ کو مقرر کیا گیا۔
۸۴۷ھ	بارہ صفر	آپ کو معزول کر کے علی یار خراسانی کو مقرر کیا گیا۔

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص ۷۰ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

اس جدول سے ظاہر ہوتا ہے کہ ''حسبہ'' میں آپ کوئی طویل مدت تک فائز نہیں رہے۔ اس دوران سب سے پہلے زیادہ مدت ۸۲۵ھ تا ۸۲۹ھ کی بنتی ہے۔

جہاں تک ''نظر الاحباس'' (وزارۃ اوقاف) کا تعلق ہے تو بغیر انقطاع کے چونتیس سال تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ اور ''قاضی القضاۃ'' کے منصب پر دو مرتبہ فائز رہے ایک مرتبہ تقریباً چار سال اور دوسری مرتبہ تقریباً سات سال۔

دوران منصب ''حسبہ'' پیش آنے والے چند حوادث

''عہدہ حسبہ'' کے دوران کچھ ایسے حوادثات پیش آئے جن کا ذکر ضروری ہے، کیونکہ اس سے ہمیں علامہ عینی رحمہ اللہ کی اس عمل کی سیرت پر آگاہی ہوگی۔

پہلا حادثہ:

پہلا حادثہ اس وقت پیش آیا جب ۸۰۲ھ میں آپ کو معزول کر کے علامہ تقی الدین مقریزی رحمہ اللہ کو اس عہدہ کے لیے منتخب کیا گیا۔ اور ان دونوں شخصیات کے درمیان باہم منافست شدید تھی، اور بالخصوص اس وقت یہ مزید شدت اختیار کر گئی، جب ۸۰۱ھ میں علامہ تقی الدین مقریزی رحمہ اللہ کی جگہ علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ کو مقرر کیا گیا۔ اس حادثہ کی طرف علامہ تقی الدین مقریزی اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہما اللہ نے مبہم اشارہ کیا ہے۔ دیکھیے!

(السلوک لمعرفۃ دول الملوک: ج۳ ص۹۹۹ مطبوعہ مطبعہ دار الکتب)

(انباء الغمر بابناء العمر)

لیکن خود علامہ عینی رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں اسے مفصل بیان کیا ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

وانی عزلت نفسی وذالك لان سودون الدوادار لما استقرفی الدوادارية احتاط علی جمیع موجودات ایتمش ومن جملة ما وجد له فی شونتة ستة الاف اردب قمح والف اردب حمص والف اردب فول وکان سعر اردب القمح اذذاك یساوی خمساوٗ ثلثین درهما قال فطلبنی المذکور وقال بع هذا القمح کل اردب بسبعین درهما فقلت له العادةفی ذلك ان یباع بقطع السعر من ارباب الخبرة من الطحانین والسماسرة فلما سمع ذالك اختبط وغلبت علیه طبیعة الطمع والجور فلما رأیته لا یرجع الی الله ورسوله اجبت له وفق ما قال طلباً للخلاص من ظلمه وبعداً عن رؤیة وجهه فخرجت من عنده وجئت الی الامیر جکم العوضی من اعز اصحابی واکبر ملاذی فحکیت له ما جری واشهدته علی نفسی بانی ترکت الوظیفة حتیٰ لا ابا شر لاجل السوء ودون الامور السخیفة ولما بلغ المذکور ذالك اخذه الخنق وزاد به الغضب ولکنه لم یظفر بی اذ کنت فی حمایة من جکم بعیداً عن الوقوع فیما حکم ثم شرع یطلب من یولیه فی الوظیفة لاجل انفاذ مراده السخیف فلم یجد احداً لا من مبرطل ولا من عفیف غیران احداً

میں نے اس عہدے سے خود استعفیٰ دیا، وجہ یہ ہے کہ سودون الدوادار جب دوادار یہ (یہ ایک عہدہ ہے جس کا موضوع ہے بادشاہ کے پیغامات اور ان کے خطوط کو دوسرے سربراہان مملکتوں کی طرف پہنچانا، نیز اسے مشورہ دینا وغیرہ) میں مستقر ہوا تو اس نے ایتمش (یہ ایک دوادار یہ کا عہدہ دار تھا) کی تمام موجودات کو اپنی تحویل میں لے لیا اور دیگر چیزوں کے علاوہ جو اسے مخزن غلہ میں ملیں وہ چھ ہزار گندم کے اردب (یہ ایک ضخیم ''مصری'' قدیم پیمانہ ہے۔ جس کی موجودہ مقدار ''۱۵۶۴۲۰'' گرام ہے) اور ایک ہزار چنے کے اردب اور ایک ہزار لوبیا کے اردب تھے۔ گندم کے ایک اردب کا اس وقت ریٹ پینتس درہم کے برابر تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھے اس شخص مذکور (سودون دوادار) نے بلایا اور کہا اس گندم کو بیچو ہر اردب ستر درہم کے بدلے میں، (یعنی دوگنی قیمت پر) میں نے اسے کہا اس بارے میں لوگوں کی عادت یہ ہے کہ گندم پینے والے اور دلالی کرنے والے تجربہ کار لوگوں سے اس کا نرخ طے کر کے بیچا جاتا ہے جب اس نے یہ سنا تو مخبوط الحواس ہو گیا اور اس پر مغروری اور ظلم والی طبیعت غالب آگئی

من نواب الحسبة ممن له عادة بقطع الطريق اغرى تقی الدین المقریزی الذی اخذت منه الوظیفة اولاً

فا وقعه فی تولی هذه الا مور فتولاها۔

(عقد الجمان : ج ۲۷ ص ۱۳۶ تا ۱۳۷ مخطوط مصر)

(بدر الدین العینی واثره فی علم الحدیث: ص ۷۲۔۷۳ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

سو جب میں نے دیکھا کہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی طرف واپس پلٹنے والا نہیں تو میں نے اس کے ظلم سے نجات حاصل کرنے اور اس کے چہرے کو دیکھنے سے دوری اختیار کرنے کے لیے اس کی بات اس کی مرضی کے مطابق مان لی۔ سو میں اس کے پاس سے چلا آیا اور اپنے ایک قابل قدر اور پشت پناہ دوست امیر جکم عوضی کے پاس آ گیا انہیں میں نے یہ سارا ماجرا سنایا اور میں نے انہیں اس بات پر اپنا گواہ بنایا کہ میں نے یہ عہدہ ترک کر دیا اور میں آئندہ یہ عہدہ نہیں لوں گا (ان در پیش آنے والے) گھٹیا اور برے امور کی وجہ سے، جب یہ بات مذکور شخص (سودون دوادار) تک پہنچی تو اسے سخت غصہ آ گیا اور اس کی وجہ سے وہ مزید غضبناک ہو گیا، لیکن مجھ پر کامیاب نہ ہو سکا کیونکہ میں امیر جکم کی حفاظت میں تھا اور اس کے نافذ ہونے والے حکم سے دور تھا پھر وہ اپنی اسی غلیظ مراد کو پورا کرنے کے لیے اس عہدہ پر مقرر کرنے کے لیے کسی شخص کی تلاش میں شروع ہو گیا لیکن اسے اس عہدہ کے لیے کوئی نہ ملا نہ کوئی رشوت دینے والا اور نہ ہی کوئی پاکدامن شخص۔ ہاں ''حسبہ'' کے نائبین میں سے وہ لوگ جن کو چوری ڈکیتی کی عادت تھی انہوں نے تقی الدین مقریزی (رحمہ اللہ) کو دھوکہ میں ڈالا۔

اور تقی الدین مقریزی (رحمہ اللہ) نے پہلی مرتبہ یہ عہدہ سنبھالا اور اس (سودون مذکور) نے ان امور کو سرانجام دینے میں انہیں گھسا دیا سو انہوں نے اس عہدہ کو سنبھال لیا۔

یہ ہے علامہ عینی رحمہ اللہ کا ''منصب حسبہ'' پر فائز ہونے اور پھر مستعفی ہونے کے بارے میں شاندار موقف، کہ آپ نے اپنے اوپر لازم کر لیا تھا کہ نہ کسی پر ظلم کروں گا اور نہ ہی اشیاء کی قیمتیں دوگنی کر کے عوام الناس کو مصیبت میں مبتلا کروں گا بصورت دیگر استعفی دے دوں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت کاملہ کا نزول فرمائے۔ آمین۔

دوسرا حادثہ:

اس وقت پیش آیا جب ۸۱۹ھ میں آپ کو ''حسبہ'' کے عہدہ پر فائز کیا گیا حالانکہ آپ کو اس عہدہ میں کوئی رغبت نہیں تھی۔ چنانچہ ''عقد الجمان'' میں علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

بادشاہ نے مجھے ''حسبہ'' کا منصب دینے کے لیے طلب کیا میں نے اسے کہا:

یا خوند هذاالوقت عجیب والحسبة فی هذه الا یام صعبة فان اهل هذه المدینة خصوصاً عوامها وسوقها لا ینسبون امور البضائع واسعارها الا الی المحتسب خصوصاً الخبز فقال لی لا تحمل الهم وانا ظهرك ثم شرع الحاضرون یقولون لی اجب کلام مولانا السلطان فانه لولا انه اختارك لما سألك فانفض المجلس علی هذه الحالةو فی خاطر مسطره ان لا یتولی لصعوبة الوقت

اے سردار! یہ وقت نازک ہے اور ان ایام میں ''حسبہ'' کا عہدہ انتہائی مشکل ہے کیونکہ اس شہر والے بالخصوص عوام اور رعایا اپنی جمع پونجی اور اس کے ریٹس صرف ''محتسب'' کے حوالے کرتے ہیں خصوصاً نانبائی حضرات، یہ سن کر بادشاہ نے مجھے کہا: تمہیں کوئی مشقت نہیں اٹھانی پڑے گی میں تمہارا پشت پناہ ہوں پھر وہاں بیٹھے حاضرین بھی مجھے کہنا شروع ہو گئے بادشاہ کی بات مان لو کیونکہ اگر تمہیں نہ چنا ہوتا تو تم سے یہ درخواست ہرگز نہ کرتا اسی حالت پر مجلس

فان الناس يتقاتلون لاجل رغيف واحد على الا فران.

برخواست ہوگئی لیکن راقم الحروف (علامہ عینی رحمہ اللہ) کے دل میں اب بھی کھٹک رہا تھا کہ وقت کے مشکل ہونے کی وجہ سے میں یہ عہدہ نہ سنبھالوں کیونکہ اس وقت لوگ گول مول موٹی روٹی تو دور کی بات ہے چپاتی روٹی پر ایک دوسرے سے جھگڑے کررہے تھے۔

(عقد الجمان ج ۲۸ ص ۳۲ مخطوط مصر)

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص ۷۳ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

علامہ عینی رحمہ اللہ کی آمد کی نیک فالی

بادشاہ کے شدید اصرار کے بعد علامہ عینی رحمہ اللہ نے یہ عہدہ سنبھال لیا، اس کے بعد کئی قافلے آئے جن میں گندم اور اس کے علاوہ دیگر راشن پانی کافی موجود تھا لوگ یہ دیکھ کر انتہائی خوش ہوئے اور انہوں نے علامہ عینی رحمہ اللہ کی آمد کو نیک فالی کے طور پر سمجھا اور پھر مہنگائی کی جڑیں اکھڑنا شروع ہوگئیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ بھی لوگوں کی خدمت کے لیے انتہائی حریص تھے بس ابھی مزید لوگوں کی آسیں پوری نہ ہوئی تھیں کہ ادھر علامہ عینی رحمہ اللہ کو تقریباً دو ماہ بعد اس عہدہ سے معزول کردیا گیا آپ کو اس سے سخت رنجیدگی ہوئی۔ اسی رنجیدگی کی متعلق آپ فرماتے ہیں:

فحصل لي الم عظيم وقهر شديد والله لا من جهة العزل ولكن من جهة انه قاسيت مدة اقامتي في الوظيفة تعباً شديداً ونصباً كثيراً وكنت انام في المراكب في البحر ولم اكن اقطع الركوب ليلاً ونهاراً فعند ما طاب الوقت وحسنت الحال تولى مثل هذا الجاهل الراشي والمرتشي عوضاً عني فذالك الذي المني واقهرني والا فالو ظيفة عندي وعدمها سواء

مجھے سخت رنجیدگی، تکلیف اور سخت غصہ لاحق ہوا، اللہ کی قسم اس وجہ سے نہیں کہ مجھے معزول کردیا گیا بلکہ اس وجہ سے کہ میں نے اپنے اس عہدہ کی اقامتی مدت میں سخت، تکلیفیں اور بہت ساری مشقتیں برداشت کیں، میں سمندری سواریوں میں ہی شب وروز سونے لگا اور رات دن میں مسلسل سفر پر رہنے لگا سو جب حالات اور وقت سازگار ہوگئے تو اس جاہل، رشوت خور کو میری جگہ اس عہدہ پر مقرر کردیا گیا

(اس سے مراد محمد بن شعبان مصری ہے) اس چیز نے مجھے دکھ پہنچایا اور غصہ دلایا ورنہ عہدہ کا ملنا نہ ملنا میرے نزدیک برابر ہے۔

(عقد الجمان فی تاریخ اہل الزمان: ج ۲۸ ص ۳۵ مخطوط مصر)

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص ۷۴ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

تیسرا حادثہ:

اس واقعہ کو علامہ عینی رحمہ اللہ نے خود ذکر نہیں کیا، یہ حادثہ ستائیس ذوالحج ۸۲۸ھ میں پیش آیا، جب روٹی قلیل ہوئی اور بازاروں میں اس کا وجود نایاب ہوگیا اور اگر تھی تو مہنگی ملتی تھی، باوجود یکہ گندم سستی اور کثیر تھی۔ انہیں حالات کے دوران ایک مرتبہ علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ اپنے گھر سے نکلے اور قلعہ کی طرف جارہے تھے آپ پر عوام ٹوٹ پڑے اور انہوں آپ پر کنکر پھینکنا شروع کردیے حالات مزید بگڑتے گئے قریب تھا کہ خوفناک تصادم ہوجاتا، بادشاہ چپ چاپ "محتسب" (علامہ عینی رحمہ اللہ) کے ساتھ ہوگیا اور کئی لوگوں کو قبضہ میں لے کر ان کی سخت پٹائی کی گئی، اس کے بعد حالات سازگار ہوگئے اور روٹی کا ملنا عام ہوگیا۔

(السلوك لمعرفة دول الملوك للمقريزي: ج ۴ ص ۶۹۸ مطبوعہ مطبعہ دار الکتب)

(النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة: ج ۱۴ ص ۲۸۱ مطبوعہ الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب)

علامہ عینی رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں اس واقعہ کا تذکرہ نہیں کیا دیگر اصحاب تواریخ مثلاً علامہ تقی الدین مقریزی، علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ ابن الیاس، علامہ ابن تغری بردی وغیرہ علماء رحمھم اللہ نے کیا ہے۔

شیخ صالح لکھتے ہیں:

علامہ عینی رحمہ اللہ کے اس واقعہ کو ذکر نہ کرنے سے اس واقعہ کی حقیقت کے قوی ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

اعتذار:

میں کہتا ہوں! اس کا جواب یہ ہے کہ اس زمانہ میں روٹی وغیرہ کے عدم دستیابی کی علت یہ تھی کہ علامہ عینی رحمہ

اللہ اس عہدہ کے دوران تعزیر بالمال کرتے رہے۔ مثلاً اگر کوئی قانون کی خلاف ورزی کرتا تو اس کی جمع پونجی لے کر اسے فقراء میں تقسیم کر دیتے اور اس مجرم کو قید میں ڈال دیتے جس کی وجہ سے تاجروں کو شدید مشکلات لاحق ہوئیں اور روٹی کا ملنا دشوار ہو گیا۔ ھذا ھو المشھور عنہ واللہ اعلم بالصواب۔

اس چیز کی تصدیق علامہ سخاوی اور علامہ ابن ایاس رحمہما اللہ نے بھی کی ہے۔ دیکھئے:

(الضوء اللامع: ج۱۰ص۱۲۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

(بدائع الزھور ووقائع الدھور: ج۲ص ۲۵ تا ۲۶ مطبوعہ طبعۃ جمیعۃ المستشرقین الالمانیہ)

عہدہ قضاء:

جہاں تک ''عہدہ قضاء'' کا تعلق ہے تو آپ کے شاگرد رشید علامہ ابن تغری بردی رحمہ اللہ کا بیان ہے:

انہ باشرھا بحرمۃ وافرۃ وعظمۃ زائدۃ لقربہ من الملك وخصوصیتہ بہ — بادشاہ کے ساتھ قرب وخصوصیت کی وجہ سے آپ نے وافر عزت اور انتہائی شان وشوکت کے ساتھ اس عہدہ کو سنبھالا۔

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص۷۵ مطبوعہ دارالبشائر، الاسلامیہ بیروت)

علامہ عینی رحمہ اللہ کے پہلی مرتبہ ''عہدہ قضاء'' کو سنبھالنے کا واقعہ علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے، آپ لکھتے ہیں:

جب علامہ سراج الدین ''قاری الھدایہ'' کی وفات کی وجہ سے ''خانقاہ شیخونیہ'' خالی ہوئی تو قاضی زین الدین تفھنی ''عہدہ قضاء'' کے ساتھ ساتھ اس عہدہ (تدریس شیخونیہ) کو حاصل کرنے کے لیے بھرپور کوشش کرنے لگے، تو ان کے ساتھی ان کے ساتھ تعصب کرنے لگے، بادشاہ نے انہیں ''خانقاہ شیخونیہ'' کی تدریس کے حامی بھر دی، رات کے وقت یہ شاہی قلعہ میں رہے کیونکہ صبح انہیں اس عہدہ سے نوازا جانا تھا۔ بادشاہ نے اپنے دل میں یہ بات چھپائے رکھی کہ انہیں ''خانقاہ شیخونیہ'' کی تدریس دے کر ان سے ''عہدہ قضاء'' واپس لے کر علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کے حوالہ کر دونگا، ادھر بادشاہ نے اسی رات علامہ عینی رحمہ اللہ کو کہلا بھیجا۔

کبر غداً عمامتك واحضر بكرة — بڑی دستار و عمامہ پہن کر صبح صبح میرے دربار پہنچ جانا۔

لیکن انہیں ''عہدہ قضاء'' دینے کے حوالہ سے ابھی کچھ نہیں بتایا، جب صبح ہوئی تو علامہ زین الدین کو ''شیخونیہ'' کی تدریس اور علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کو ان کی جگہ ''عہدہ قضاء'' پر فائز کر دیا گیا، اس کے بعد علامہ زین الدین تفھنی ''خانقاہ شیخونیہ'' کی تدریس پر اور علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ ''عہدہ قضاء'' پر فائز ہو گئے۔

(التبر المسبوك فی ذیل السلوك: ص۳۷۷ مطبوعہ مکتبۃ الکلیات الازھریہ قاہرہ)

اعتذار

میں کہتا ہوں! یہاں کسی کو یہ اعتراض کرنے کی گنجائش نہیں کہ علامہ تفھنی سے عہدہ قضاء واپس لے کر علامہ عینی رحمہ اللہ کے حوالہ کیوں کیا گیا؟

لانا نقول:

کیونکہ ''خانقاہ شیخونیہ'' کے واقف نے یہ شرط لگائی تھی کہ یہاں کی ''مشیخت'' اسے ملے گی جو ''قاضی'' نہ ہو، اس لیے بادشاہ نے انہیں ایک عہدہ دے کر جس کے وہ خود خواہش مند تھے، دوسرا عہدہ واپس لے کر علامہ عینی رحمہ اللہ کے حوالہ کر دیا۔

یہ جواب شیخ صالح یوسف نے بھی دیا ہے۔

(بدرالدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص۷۵ مطبوعہ دارالبشائر الاسلامیہ بیروت)

آٹھواں باب:

علامہ عینی رحمہ اللہ کا مدرسہ:

شیخ الاسلام حافظ بدر الدین عینی رحمہ اللہ نے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے لیے جہاں وارثت میں اپنی ''مؤلفات ومصنفات'' چھوڑیں وہاں ایک عظیم الشان ''مدرسہ'' بھی اس امت کے حوالہ کر گئے، جسے آپ نے ''جامعۃ الازہر'' کے قریب تعمیر کروایا تھا، آپ اسی مدرسہ میں رہائش پذیر رہے اور وہاں ہی خطبہ دیا کرتے تھے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ ''جامعۃ الازہر'' میں نماز پڑھنا مکروہ سمجھتے تھے:

آپ ''جامعۃ الازہر'' میں نماز پڑھنے کو علی الاعلان مکروہ قرار دیتے تھے، کیونکہ ''جامعۃ الازہر'' کو وقف کرنے والا رافضی، تبرائی تھا۔

(الضوء اللامع: ج ۱۰ص ۱۲۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

یہ مدرسہ عرصہ دراز تک طلباء دین کی جائے پناہ رہا اور اس مدرسہ میں آج بھی علماء ازہر تدریس کے فرائض سر انجام دیتے ہیں، لیکن اب یہ مسجد کی صورت میں تبدیل ہو چکا ہے۔

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص ۸۱ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

علامہ عینی رحمہ اللہ نے ۸۱۴ھ ماہ رمضان کے مقدس مہینہ کے آغاز میں اس مدرسہ کا سنگ بنیاد رکھا تھا اور اپنی تمام تر ذاتی کتب طلباء دین کے لیے وقف کر دی تھیں۔ اس مدرسہ میں نماز کی امامت کے سرانجام شیخ حسن بن قلقیہ حنفی التوفی ۸۶۰ھ سرانجام دیتے تھے۔

(الضوء اللامع: ج ۳ص ۱۱۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

اور اس مدرسہ کی خطابت کے فرائض شیخ محمود بن عمر قرمی التوفی ۸۶۵ھ سرانجام دیتے تھے۔

(الضوء اللامع: ج ۱۰ص ۱۳۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

وفات:

۸۵۵ھ میں علامہ عینی رحمہ اللہ کا وصال مبارک ہوا، آپ کی آخر عمر مبارک میں ذرا معیشت اور دنیاوی اعتبار سے تنگدستی ہوگئی تو آپ وقف شدہ کتب کے علاوہ دوسری کتب اور اپنی دوسری املاک بیچ بیچ کر گذارا کرتے رہے، پھر آپ کی وفات کے بعد موقوفہ کتب دار المصریہ منتقل کردی گئیں۔ رحمه الله رحمة واسعةً وادخله الله الجنة ۔ آمین۔

(مقدمہ عمدۃ القاری للکوثری: ص۱۴ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

(الضوء اللامع: ج۱۰ ص۱۳۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

نواں باب:

علامہ عینی رحمہ اللہ کی تصنیفات وتالیفات:

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ شیخ الاسلام حافظ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کو تدریسی، تبلیغی اور عوامی خدمات کی بے پناہ مصروفیات کے علاوہ تصنیفی سرگرمیوں میں بھی خاصی دلچسپی تھی اور آپ کی ''تصنیفات وتالیفات'' مختلف علوم و فنون پر مشتمل ہیں مثلاً علم صرف، علم نحو، علم عروض، علم فقہ، علم اصول فقہ، علم تفسیر، علم حدیث، علم اصول حدیث اور علم تاریخ اسی طرح کچھ کتب نظم میں اور کچھ کتب نثر میں ہیں جن سب کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

امام شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

صنف الكثير بحيث لا اعلم بعد شيخنا اكثر تصانيف منه

آپ نے بہت ساری کتب تصنیف فرمائی ہیں اپنے شیخ (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ) کے بعد میں نہیں جانتا کہ کسی نے ان سے زیادہ کتب تصنیف کی ہوں۔

نیز آپ کی کتب کی تعداد شمار کرنے کے بعد علامہ سخاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وما لا انهض لحصره

اور اس کے علاوہ بے شمار کتب ہیں جن کا حصر مجھ سے مشکل ہے۔

(الضوء اللامع ج ۱۰ ص ۱۳۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

اس لیے آج بھی باحث پر اس باکمال عالم کی ''مؤلفات ومصنفات'' کا حصر انتہائی دشوار ہے۔

شیخ صالح لکھتے ہیں:

وقد حاولت جاهداً ان اجمع اكبر عدد من تصانيفه من خلال كتب التراجم والتاريخ وفهارس المخطوطات وما ذكره هو في كشف القناع المرني

(بدر الدين العيني واثره في علم الحديث: ص ۸۵ مطبوعہ دار البشائر، الاسلامیہ بیروت)

میری بھرپور کوشش ہے کہ میں آپ کی تصانیف کو کتب تراجم ، کتب تواریخ ، فهارس ،مخطوطات اور جن کا علامہ عینی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''کشف القناع المرنی'' میں تذکرہ کیا ہے زیادہ سے زیادہ اکٹھا کرسکوں۔

ہم بھی شیخ مذکور کی تحقیق پر اعتماد کریں گے۔ یاد رہے علامہ عینی رحمہ اللہ کی تحریر خوبصورت اور آپ کا اشہب قلم نہایت تیز رفتار تھا، حتیٰ کہ منقول ہے کہ آپ نے ''مختصر القدوری'' ایک رات میں لکھی، اور ''الحاوی القدسی'' جو دو جلدوں میں فقہ کی کتاب ہے اسے بھی صرف ایک رات میں لکھا (نقل و نسخ کیا) ہے۔

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۲۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

علامہ عینی رحمہ اللہ کے اشعار کی حیثیت:

آپ نے نثر اور نظم دونوں انداز میں کتب تصنیف فرمائی ہیں، آپ کی نظم کی وہ حیثیت نہیں تھی جو نثر کی تھی، اس لیے آپ کی منظومہ کتب پر عیب جوئی کی گئی۔ بادشاہ مؤید کی سیرت میں آپ نے بطور نظم کتاب لکھی ہے، اس کے اکثر ابیات پر حافظ العصر ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے شدید تنقید کی، جیسا کہ گزشتہ صفحات میں مفصلا گزرا۔

علامہ ابن تغری بردی نے کہا:

آپ کے شعر اور نظم آپ کی علمی جلالت کی مقدار میں نہیں ہیں۔

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص ۸۶ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

علامہ سخاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

آپ کی نظم مقبول اور غیر مقبول دونوں طرح کی ہے۔

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۲۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

شیخ المشائخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

واما نظمه فمنحط الى الغاية وربما ياتى به بلا وزن

جہاں تک آپ کی نظم کا تعلق ہے تو وہ انتہائی کم درجہ تک گری ہوئی ہے، بعض اوقات بلا وزن نظم لاتے ہیں۔

(بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ: ج ۲ ص ۲۷۵ مطبوعہ مطبعۃ عیسیٰ البابی حلبی قاہرہ)

شیخ صالح لکھتے ہیں:

والحقيقة ان بعض نظمه كما قال السيوطي والبعض الاخر مقبول كما قال السخاوي

حقیقت یہ ہے کہ آپ کی نظم کچھ تو اس طرح ہے جس طرح علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا (یعنی غیر مقبول ہے) اور کچھ مقبول ہے جیسا کہ علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے فرمایا۔

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص ۸۶ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

میں کہتا ہوں جو کچھ شیخ صالح نے کہا حقیقت اس کے برعکس ہے، بلکہ حقیقت اس طرح ہے جس طرح علامہ زاہد الکوثری نے کہا ہے، آپ لکھتے ہیں:

بل شعره من قبيل شعر الفقهاء فيه ما يقبل وفيه ما لا يقبل فكان الله عزوجل صان وجهه ان يتزلف الى الامراء بقصائد طنانة يا باها وقار العلم وشرفه فلو كان فى موضع الاجادة من الشعر لربما وقع فيما وقع فيه صاحبه وكفى بالبدر فخراً ما يتقنه من العلوم بحيث لا يجارى بل قال ابن اياس فى تاريخه وله شعر جيد

(مقدمہ عمدۃ القاری: ص ۱۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

بلکہ آپ کے شعر از قبیل شعر فقہاء ہیں جو کچھ مقبول اور کچھ غیر مقبول ہیں گویا اللہ عزوجل نے آپ کی ذات کو امراء وسلاطین کے چمکیلے اور رنگا رنگ کے ایسے قصائد جو علم شریعت کی شان وشوکت کے خلاف ہوں، کے ذریعے تقرب حاصل کرنے سے محفوظ رکھا اگر آپ کے اشعار جید ہوتے تو (خدانخواستہ) آپ بھی اس (مصیبت) میں مبتلا ہوجاتے جس میں ایسے ہی لوگ مبتلا ہوگئے، آپ کو فخر وناز کے لیے دینی علوم میں وہ پختگی ہی کافی ہے جسکا مقابلہ کوئی نہ کرسکا، بلکہ ابن ایاس نے اپنی تاریخ میں یہ بھی کہہ دیا ہے کہ آپ کے اشعار نہایت عمدہ ہیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

آپ پر ایک یہ بھی دھبہ لگایا جاتا ہے کہ آپ اپنی ''تصنیفات'' میں انتہائی مشکل الفاظ کا استعمال کرتے ہیں حتیٰ کہ پڑھنے والے کو بمشکل سمجھ آتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: کسی حد تک یہ بات درست ہے مگر نادر وشاذ ہے کیونکہ آپ نے متقدمین کی طرح اپنی کچھ کتابوں کے مقدمات اور دیباچوں میں ایسے غیر مانوس الفاظ استعمال کئے ہیں۔ جیسا کہ ''الرد الوافر'' کتاب کی تقریظ میں لکھتے ہیں:

''ولیس لھم سجیة نقادة ولا رویة وقادة وما ھم الا صلقع بلقع سلقع والمکفر منھم صلمعة بن قلمعة وھیان بن بیان وھی بن بی وضل بن ضل ۔۔۔۔۔الخ''

(غایة الامانی فی الرد علی البنھانی :ج۲ص۱۲۰مطبوعہ بیروت) ۱

سی طرح آپ اپنی کتاب ''فرائد القلائد'' کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

''حمداً ناصعاً ضافیاً شرجعا شعلعاً وشکراً ھامیاً سامیاً مکمیاً شبدعاً لمن اما می رباع المجدین رفعة وترفعاً بکل کایع لیس ضعضعاً ولا فعفعاًیھج ندیھم لسریھم ذی معمع ولا وعوعاً ولا شوکعاً وصلاة علی من علا براقا وخافا وآب حائراً فنعا وعلی اله وصحبه الذین تلوه ولا اتلوه فظیعاً ولاقذعاً واقتدوا بھداہ وھدیه مراغمین عکنکعاً کعنکعا ما قاط سلعاً شعشان المعمعان اشھراً واجمعا''

(مقدمہ فرائد القلائد فی مختصر شرح الشواہد للعینی :ص۲ مطبوعہ المطبعۃ الکاستیلیہ الزاہرہ قاہرہ)''

ایک شیعہ مذہب رکھنے والے شخص کی تنقید:

اور یہی عبارت صاحب ''روضات الجنان'' خوانساری شیعہ ذکر کرنے کے بعد تعقب کرتے ہوئے لکھتا ہے:

وھو کما تری یشبه کلام المجانین والسفھاء وارباب الھزل والھجاء دون اصحاب المعرفة باللغات والمعدودین فی زمرة البلغاء	یہ کلام جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو (اے مخاطب) مجنوں، بے وقوفوں اور بے ہودہ لوگوں کے کلام کے مشابہ ہے، یہ کلام لغت کی پہچان رکھنے والے اور وہ لوگ جن کا شمار فصیح وبلیغ لوگوں میں ہوتا ہے ان کا نہیں ہے۔

(روضات الجنان فی احوال العلماء والسادات: ج ۸ ص۱۳۱مطبوعہ مکتبہ اسماعیلیان قم ایران)

جواب:

میں کہتا ہوں! یہ خوانساری مذکور شیعہ مذہب رکھنے والا شخص تھا، اس نے علامہ عینی رحمہ اللہ سے انتقام لینے کے ارادہ سے اس طرح کے قبیح الفاظ استعمال کئے ہیں۔ کیونکہ علامہ عینی رحمہ اللہ ''جامعۃ الازھر'' میں نماز پڑھنے کو مکروہ قرار دیتے تھے کیونکہ اس کو وقف کرنے والا رافضی، تبرائی شیعہ تھا۔ اس وجہ سے جب خوانساری نے یہاں میدان کھلا دیکھا تو یہ زہر اگل دیا۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

حقیقت یہ ہے کہ علامہ عینی رحمہ اللہ کا سابق کلام بلاغت کے رنگوں میں سے ایک رنگ میں رنگا ہوا ہے یہ کلام ھجاء اور ھزل پر مشتمل نہیں ہے، بلکہ علامہ عینی رحمہ اللہ نے اس خطبہ کی اہمیت کے پیش نظر خود مستقل کتاب میں شرح لکھی ہے۔ جس میں ان الفاظ کی وضاحت ہے۔ جیسا کہ آئندہ ہم آپ کی ''تالیفات'' میں اس کا تذکرہ کریں گے۔ ان شاءاللہ۔

علامہ سخاوی رحمہ اللہ کی تنقید:

علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ نے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ پر یہ تنقید کی ہے کہ آپ سرعت قلم کی وجہ سے کچھ اسماء کو حذف کر جاتے ہیں۔

(مقدمہ عمدۃ القاری للکوثری: ص۱۰مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

علامہ تقی الدین تمیمی کی طرف سے جواب:

علامہ تقی الدین تمیمی رحمہ اللہ نے علامہ سخاوی رحمہ اللہ کی اس تنقید کا انتہائی خوبصورت انداز میں جواب دیا ہے، آپ لکھتے ہیں:

ليس هذا في شان العيني مما يعاب بالنظر الى كثرة مؤلفاته التي لو كتبها السخاوي من الاصول الصحيحة المقابلة المضبوطة لوقع في خطه مالم يحصر من هذا القبيل وكتابه الضوء اللامع الذي عليه خطه وقع فيه مالا يحصى من هذا النوع فان الانسان محل النسيان والقلم ليس بمعصوم من الطغيان فكيف بمن جمعها من اماكنها المتفرقة وضم شواردها المتحرفة وليس كل كتاب ينقل منه المصنف ويروى عنه مبرأ من السقم سالماً من العيب محفوظاً له عن ظهر الغيب حتى يلام على خطئه ويؤخذ على تقصيره وقد وقفت على كتاب للبدر الزركشي وما ادراك ما البدر الزركشي بخطه سماه عقود الجمان لم تخل منه صفحة عن تصحيف ولا حروف ورقة منه عن تحريف وكان هو ايضاً كالبدر في سرعة الكتابة ولو روجع كل منهما فيما وقع له من ذالك لعلم صوابه من خطئه وصحته من سقمه بادنى لمحة منه ولكنه حمله على ذالك

یہ چیز (تیز رفتار کتابت) ان چیزوں میں سے نہیں ہے جن سے علامہ عینی رحمہ اللہ پر عیب اور طعن کیا جائے نظر ڈالتے ہوئے علامہ عینی رحمہ اللہ کی ان کثیر مؤلفات کی طرف کہ اگر وہ مؤلفات علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ اصول صحیحہ، مقابلہ، مضبوطہ سے لکھتے تب بھی ان کی تحریر میں اس قسم کی بے شمار غلطیاں واقع ہوتیں اور آپ کی کتاب "الضوء اللامع" جس پر آپ کا اپنا خط (اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر) ہے اس میں اس قسم کی بے شمار غلطیاں ہیں کیونکہ انسان محل نسیان (بھول) ہے اور قلم بھٹکنے سے معصوم نہیں تو اس شخص کا کیا حال ہوگا جو متفرق جگہوں سے ان (مؤلفات) کو جمع کرے اور مختلف نوادر کلمات کو ملائے، ہر وہ کتاب جس سے مصنف نقل کرتا ہے اور اس سے روایت کرتا ہے وہ سقم سے بری، عیب سے سالم اور پس پشت محفوظ نہیں ہوتی یہاں تک کہ اس کی غلطی پر اسے ملامت کی جائے اور اس کی کوتاہی پر مؤاخذہ کیا جائے، علامہ بدر الدین زرکشی رحمہ اللہ (تمہیں کیا معلوم بدر الدین زرکشی کون ہیں؟) کی ان کے اپنے خط سے لکھی ہوئی کتاب مجھے ملی جس کا نام "عقود الجمان" ہے اس کا ایک صفحہ بھی تصحیف سے خالی نہیں ہے اور نہ ہی ایک ورقہ کے چند حروف تحریف سے خالی ہیں یہ بھی سرعۃ کتابۃ میں علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ کی طرح تھے۔ جو کچھ سرعۃ کتابت کے نتیجہ میں ان سے واقع ہوا اگر ان دونوں (علامہ بدر الدین زرکشی، علامہ بدر الدین عینی رحمہما اللہ) میں سے ہر ایک سے

التعصب الذي تلقاه عن شيخه الحافظ ابن حجر العسقلاني في حق البدر العيني-

مراجعت کی جائے تو چند لمحوں میں فوری طور پر ان کی غلطی سے درستگی اور ان کے سقم سے صحت معلوم ہو جائے گی لیکن علامہ سخاوی رحمہ اللہ کو اس چیز پر اس تعصب نے مجبور کیا جو ان کو علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ کے بارے میں اپنے استاذ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ سے ملا۔

(الطبقات السنية في تراجم الحنفية: ج ۳ ص ۸۲۰ مطبوعہ منشورات المجلس الاعلیٰ قاہرہ)

(بدر الدين العيني واثره في علم الحديث: ص ۸۷ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

علامہ زاہد الکوثری نے مقدمہ "عمدۃ القاری" میں علامہ تمیمی رحمہ اللہ کی گفتگو ذکر کی اور ساتھ یہ بھی اضافہ فرمایا:

ولو وقف على كتاب الزركشي المذكور لاتى عنه باجوبة شتىٰ واعذار مختلفة ورحم الله الجميع فانهم كانوا اجمعين لشمل العلم

اگر علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ علامہ زرکشی کی کتاب مذکور پر مطلع ہوتے تو (بے شمار لفظی غلطیوں کے باوجود) ان کی طرف سے مختلف جوابات اور طرح طرح کے عذر پیش کرتے اللہ تعالیٰ ان سب پر رحم فرمائے، یہ سب لوگ علم شریعت مطہرہ کے مختلف اور متفرق امور کو اکٹھا کرنے والے تھے۔

(مقدمہ عمدۃ القاری للکوثری: ص ۱۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

اقول:

حقیقت یہ ہے کہ تعصب مذہبی ایسی چیز ہے جس نے بہت سارے علماء کو تاریخ و تراجم کی تالیف و تصنیف کے دوران مذہبی مخالفت کی وجہ سے کچھ لوگوں کی مذمت اور دوسروں کے دفاع میں ڈال دیا اور اگر یہ چیز ابنائے مذہب سے واقع ہوتی تو اسے عیب ہرگز شمار نہ کیا جاتا اور اگر عیب شمار کیا جاتا تو ان کے کئی جوابات اور مختلف تاویلیں کی جاتیں۔ ہمارے سامنے اس وقت جتنی کتب تراجم موجود ہیں ان میں کوئی بھی شخص کسی قسم کے طعن و تشنیع سے خالی نہیں ہے، الا ما

شاء اللہ، یہ چیز بحث مباحثہ کرنے والے پر لازم کرتی ہے کہ وہ جب تک اس شخص کے بارے میں دیگر علماء کی آراء پر مطلع نہ ہو تب تک کسی کے بارے میں طعن قبول نہ کرے یا پھر خوب تحقیق کرے اور وہ اسباب ولوازمات تلاش کرے جن سے ان کی مدح یا ذم ثابت ہو۔ واللہ اعلم۔

علامہ عینی رحمہ اللہ کی کتب کے مقدمات کی کیفیات:

علامہ عینی رحمہ اللہ کی کتب کے مقدمات تقریباً ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں کچھ میں اہل زمانہ کے شکوے اور شکایات ہیں، کچھ میں آزمائش اور امتحانات کا ذکر ہے جو آپ کو لاحق ہوئیں، کچھ میں حاسدین کے حسد سے پناہ کا ذکر ہے اور کچھ کتب میں وجہ تالیف، مثلاً کسی شاگرد یا کسی خاص دوست نے کسی فن میں کتاب لکھنے یا کسی مشکل متن کی شرح کرنے یا کسی طویل کتاب کو مختصر کرنے کی درخواست کی ہو اس کا ذکر ہے۔ اکثر کتب کے مقدمات میں ہمیں یہ چیز ضرور ملتی ہے کہ علامہ عینی رحمہ اللہ کتاب پڑھنے والے سے درخواست کرتے ہیں کہ اس کتاب کو وہ بنظر انصاف پڑھے اگر اس میں کہیں خرابی یا خلل نظر آئے تو اس کی اصلاح کردے۔

سچ کہا کسی کہنے والے نے:

فان للجواد کبوۃ : وللعالم زلۃ

کیونکہ تیز رفتار گھوڑا ہی ٹھوکر کھاتا ہے اور پھسلن علم والے کو ہی ہوتی ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ کا حق وصواب کی طرف رجوع:

علامہ عینی رحمہ اللہ غیروں کی رائے کو بھی قبول فرمالیتے تھے اگر ظاہر ہو جاتا کہ حق وصواب اس جانب ہے۔ یہ چیز آپ کے شرح صدر اور حق کی طرف رجوع اور حق کے ساتھ تمسک پر واضح دلیل ہے۔ بلکہ اس موضوع سے متعلق ایک واضح اور صریح واقعہ علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ نے ''الضوء اللامع'' میں محمد بن زین بن محمد طخندائی المتوفی ۸۴۵ھ کے تذکرہ میں کیا ہے۔ فانظرہ ھناک۔

میں کہتا ہوں! یہ عالم دین کا زیور اور یہی اس کا حسن کردار ہے کہ وہ تعصب مذہبی سے بالاتر ہو کر حق بجانب ہو۔ اسی تعصب مذہبی کو رد کرتے ہوئے ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ آج سے کئی صدیوں پہلے فرما گئے تھے:

اذا اصح الحدیث فھو مذھبی وما جاء عن رسول اللہ ﷺ فھو علی راسی وعینی

یعنی حدیث صحیح میرا مذہب ہے اور جو کچھ رسول کریم ﷺ سے منقول احادیث آئیں وہ میری سر، آنکھوں پر۔

بلکہ یہ قول دیگر ائمہ ثلثہ (امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم) سے بھی منقول ہے۔ کما ذکرہ العارف الشعرانی فی اول المیزان۔

ثم اقول:

اتنی وضاحت کے بعد ہم علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ کے علامہ عینی رحمہ اللہ کے بارے میں اس قول سے ضرور اختلاف کر سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ اتنے عظیم الشان، حافظ، محدث، فقیہ، حق گو اور تعصب سے بالاتر شخصیت کے بارے میں علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ جیسے سمجھدار اور عظیم انسان کا یہ کہنا ناانصافی بلکہ تعصب بازی ہے کہ

ولولا فیہ رائحۃ التعصب المذھبی لکان اجود واجود

اگر ان میں (علامہ عینی رحمہ اللہ میں) مذہبی تعصب نہ ہوتا تو یہ عمدہ پر عمدہ تھے۔

(الفوائد البھیۃ فی تراجم الحنفیۃ: ص ۳۴۰ مطبوعہ دار ارقم بیروت)

مجھے علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ پر صد افسوس ہے۔ واللہ یسامحہ۔

علامہ عینی رحمہ اللہ کی شروح کا دیگر شروح سے امتیاز:

علامہ عینی رحمہ اللہ کی شروح چاہے وہ کتب حدیث کی ہوں یا فقہ، یا ان کے علاوہ دیگر علوم کی وہ دیگر شارحین کی کتب سے کئی اعتبار سے ممتاز ہیں۔ مثلاً حسن ترتیب، حسن تنسیق حتیٰ کہ ان کا پڑھنے والا ضرور یہ محسوس کرتا ہے کہ اب اسے دیگر شروح کی حاجت نہیں ہے۔ کیونکہ علامہ عینی رحمہ اللہ اپنی ہر شرح کے آغاز میں یہ لکھ دیتے ہیں کہ میں نے کن سے یہ کتاب پڑھی اور اس کی اجازت مجھے کس نے دی وغیرہ۔ اس پر ہم مزید تبصرہ ہم آگے چل کر آپ کی ہر ہر تصنیف کے تذکرہ میں بتوفیق اللہ حتیٰ الامکان ضرور کریں گے۔

میں کہتا ہوں! بالخصوص علامہ عینی رحمہ اللہ کی شخصیت کا مقام اس وقت مکمل طور پر سامنے آتا ہے جب احادیث احکام پر بحث کرتے ہیں۔ پھر ان میں راجح کا بیان کر کے مذہب حنفی کو دلائل قاہرہ اور براہین ساطعہ کے ساتھ ترجیح دیتے ہیں اس کا تذکرہ ہم ''عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری'' کے تعارف میں تفصیلاً کرینگے۔ انشاء اللہ۔

یاد رہے علامہ عینی رحمہ اللہ کی مطبوعہ مؤلفات بنسبت غیر مطبوعہ مؤلفات کے نہایت کم ہیں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ کی مصنفات و مؤلفات:

۱: مقاصد النحویۃ فی شرح شواہد شروح الالفیۃ۔

یہ کتاب امام بغدادی کی کتاب ''خزانۃ الادب'' کے ہامش پر طبع ہوئی۔ مکتبۃ المطبعۃ الامیریہ بولاق، قاہرہ نے ۱۲۹۹ھ میں اسے شائع کیا۔ یہ کتاب ''شروح الفیہ'' مثلاً شرح ابن ناظم المتوفی ۶۸۶ھ، شرح ابن القاسم المتوفی ۷۴۹ھ، شرح ابن ہشام المتوفی ۷۶۱ھ اور شرح ابن عقیل المتوفی ۷۶۹ھ ان سب شروح میں پائے جانے والے شواہد شعریہ کی شرح ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے ان کتب میں موجود شواہد کا استخراج کر کے ان کی لغات، معانی، بیان اور اعراب کو واضح کیا اور ان کے اندر موجود ان مبہمات کا ازالہ کیا جو طلباء پر مشکل تھے، اس کے ساتھ ساتھ ہر بیت کا وزن اور حسب امکان قائل کی وضاحت بھی فرمائی اور ہر بیت کے آگے رموز استعمال فرمائے جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس شعر کو کس شاعر نے ذکر کیا ہے۔

آپ اس کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

ثم انی بینت نسبة کل بیت الی من ذکرہ فی تالیفه برمز حرف من اشهر حروفه فان اتفقت الاربعة علی ذکر بیت منها رمزت علیه هکذا (ظقهع) فالظاء لابن الناظم والقاف من ابن ام قاسم والهاء من ابن هشام والعین من ابن عقیل الامام وان کانت الثلاثة اولا ثنان منهم مطلقاً ذکرته ورمزت علیه هکذا (ظقه وظقع وظعن وظن وظع وقه وقع وهع) وان انفراد واحد منهم رمز رمزہ المعین لیعلم کل منهم ویتبین

پھر میں نے ہر بیت کی نسبت اس کی طرف واضح کی جس نے اسے اپنی تالیف میں ذکر کیا ایسے کلمہ کے رمز کے ساتھ جو اس کے حروف میں سے سب سے زیادہ مشہور ہے چنانچہ اگر وہ چاروں شارحین کسی بیت کے ذکر پر متفق ہو جائیں تو میں نے ان کے لیے یہ رمز اور اشارہ استعمال کیا ہے (ظقھع) ظاء سے مراد ابن ناظم، قاف سے مراد ابن ام قاسم، ھاء سے مراد ابن ہشام اور عین سے مراد امام ابن عقیل ہیں، اور اگر مطلقاً ان میں سے تین یا دو متفق ہو جائیں تو میں نے یوں رمز کا استعمال کیا ہے (ظقہ، ظقع، ظعن، ظن، ظع، قہ، قع، ھع) اور اگر ان میں سے کوئی کسی شعر کے ذکر میں منفرد ہو تو اس کے لیے معین رمز کا استعمال کیا جائے گا تا کہ ان میں سے ہر ایک کا خوب علم ہو جائے اور وہ خوب واضح ہو جائے۔

(مقاصد النحویۃفی شرح شواهد شروح الالفیة: ج۱ص۳ مطبوعہ قاہرہ)

''مقاصد النحویہ'' میں اسلوب بیان:

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ نے اس شرح میں انتھک کوشش کے ساتھ زبردست انداز میں وضاحت فرمائی ہے

کیونکہ آپ اولاً: شعر کا بیت ذکر کرتے ہیں۔

ثانیاً: جس شعر سے استشہاد کیا گیا اس کے لیے رمز کا استعمال کرتے ہیں۔

ثالثاً: اس شعر والے قصیدہ کے سیاق وسباق کا ذکر کرتے ہیں۔

رابعاً: اس شعر کے قائل کا ذکر کرتے ہیں۔

خامساً: اس قصیدہ کے ساتھ نفس مسئلہ کی مناسبت کا ذکر کرتے ہیں۔

سادساً: اس شاعر کا تذکرہ اور اس کا نسب ذکر کرتے ہیں۔

سابعاً: اس بیت کی نسبت میں واقع ہونے والے اختلاف کا تذکرہ بھی ہرگز نہیں بھولتے۔

ثامناً: بیت کا وزن مثلاً کس ''بحر'' سے ہے اور اس کے اندر ''زحاف'' اور ''علل'' کی کون سی انواع داخل ہیں ان سب چیزوں کا تذکرہ تفصیلاً کرتے ہیں۔

تاسعاً: بیت کے الفاظ میں اختلاف اور اس کی صحیح توجیہ بمع اس بارے میں اقوال ائمہ سے استشھاد کا تذکرہ کرتے ہیں۔

عاشراً: اس بیت میں موضع استشھاد کا بھی شرح وبسط کے ساتھ تفصیلی تذکرہ کرتے ہیں۔

یہ سب کچھ طوالت گفتگو سے پرہیز کرتے ہوئے اور ملال میں ڈالے بغیر انتہائی خوش اسلوبی اور ایسی کامل مہارت کے ساتھ ذکر کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شارح نحو، عروض، اشتقاقات اور صرف وغیرہ علوم کا بحر بیکراں ہے۔

یاد رہے یہ کتاب تعقیدات لفظیہ، الفاظ غریبہ وحشیہ نادرہ سے بالکل اسی طرح سالم ہے جس طرح یہ کتاب مکمل طور پر بمع مقدمہ سجع سے خالی ہے۔ اور یہ کتاب بعد میں آنے والے علماء دین کے لیے عمدہ اور مصدر کی حیثیت رکھتی ہے۔

خود علامہ بغدادی نے ''خزانۃ الادب'' میں اسی کتاب پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اس کتاب پر نکت لکھے ہیں جس کا نام ہے ''النکت علی شرح الشواھد''

(حسن المحاضرہ: ج۱ ص۳۴۳ مطبوعہ دار احیاء الکتب العربیۃ قاہرہ)

یاد رہے اس کتاب میں موجود جن ابیات سے استشھاد کیا گیا ہے ان کی کل تعداد بارہ سو چورانوے (۱۲۹۴) ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے اس تالیف کو ۸۰۶ھ میں مکمل فرمایا۔

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص۹۳ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

۲: فرائد القلائد فی مختصر شرح الشواھد، المعروف شواہد صغریٰ:

یہ کتاب کتاب سابق کا اختصار ہے اور یہ کتاب ایک جلد میں مطبوع ہے۔ ۱۲۹۷ھ میں قاہرہ سے ''المطبعۃ الکاستیلیۃ الزاہرہ'' نے اسے شائع کیا۔ اس کتاب کے خطبہ کی علامہ عینی رحمہ اللہ نے الگ شرح لکھی ہے ہم نے اس شرح کو ''کتاب نمبر ۲۷'' کے عنوان سے آگے چل کر ذکر کیا ہے۔

۳: رمز الحقائق شرح کنز الدقائق:

کنز الدقائق، فقہ حنفی کا معرکۃ الاراء متن ہے۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی المتوفی ۷۱۰ھ کی تصنیف مبارک ہے۔ تعریف وثناء سے مستغنی ہے۔ یہ شرح بمع متن دو جلدوں میں مطبوع ہے، یہ نسخہ ''کراچی'' اور ''قاہرہ'' کا ہے، جبکہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر سے ایک ضخیم جلد میں مطبوع ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے یہ شرح بعض دوستوں کی خواہش پر متن کے مغلق اور پیچیدہ ہونے کی وجہ سے تحریر فرمائی۔ آپ پندرہ ربیع الاول ۸۱۶ھ میں اس کی تبییض وتسوید سے فارغ ہوئے۔

شیخ صالح لکھتے ہیں:

اس شرح کے مغلق ہونے کی وجہ سے مزید اس شرح کی شرح علامہ عبد المنعم بن محمد بن قلعی مکی حنفی المتوفی ۱۱۷۴ھ نے بنام ''رفع العوائق عن فھم رمز الحقائق'' لکھی ہے۔

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص۹۴ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

یاد رہے ''کنز الدقائق'' کی بے شمار شروحات لکھی گئی ہیں جن میں سے سب سے اجل یہ دو شرحیں ہیں۔

۱: تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، شارح علامہ فخر الدین زیلعی المتوفی ۷۴۳ھ

۲: البحر الرائق شرح کنز الدقائق، شارح علامہ زین الدین ابن نجیم المصری مفتی جامعۃ الازھر۔

۴: البنایہ فی شرح الھدایۃ:

یہ شرح معروف اور متداول ہے، فقہ حنفی سے ادنی شغف رکھنے والے پر ذرہ برابر بھی اس کی اہمیت وحیثیت مخفی

نہیں ہے، یہ کتاب اولاً ''لکھنؤ'' سے چھپی بعدازاں ''فیصل آباد'' سے بعدازاں ''دارالفکر بیروت'' سے بعدازاں محققا مخرجا مصححاً ''دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان'' سے شائع ہوئی ہے۔ میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی ذات اس بات پر گواہ ہے کہ علامہ عینی رحمہ اللہ کی اس کتاب نے مجھے شدید متاثر کیا حتیٰ کہ میں ان کی ذات کا دیوانہ بن گیا، جب سے میں نے ہدایہ شریف اپنے محترم اساتذہ کرام سے پڑھنا شروع کی تقریباً کوئی دن نہیں چھوڑا جس دن اس کتاب کا مطالعہ کیے بغیر کلاس چلا گیا ہوں۔ راقم الحروف نے ہدایہ اول اور رابع قبلہ استاذ گرامی، علامہ، فاضل، جامع المعقول والمنقول ''دل محمد چشتی'' مدظلہ العالی سے اور ہدایہ ثالث استاذی، شیخ الحدیث، ادیب اہل سنت، جامع المعقول والمنقول، شیخ المشائخ ''ڈاکٹر محمد فضل حنان سعیدی'' ادام اللہ ظلہ علینا سے اور ہدایہ ثانی فاضل جلیل عالم نبیل استاذی المکرم ''محمد فاروق شریف'' زید مجدہ سے پڑھی۔ اللہ رب العزت کا بے پایاں فضل واحسان ہے کہ رب ذوالجلال نے مجھے تینوں اساتذہ قابل اور بے پناہ شفقتوں والے عطا فرمائے، میں سب اساتذہ کے لیے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں درازگی عمر اور دنیا وآخرت میں کامیابی کے لیے دعا گو ہوں۔ آمین۔ یاد رہے میں نے ان سب سے دوران درس، ہدایہ کی شرح، بنایہ کا بحمد للہ خوب مذاکرہ کیا، مگر میں نے کسی کو تیوری چڑھاتے نہیں دیکھا، خوش دلی اور شرح صدر کے ساتھ سب میری بات کو بغور سنتے تھے، بالخصوص استاذی محترم ''ڈاکٹر فضل حنان سعیدی'' صاحب زید شرفہ، آپ اس قدر شفقت فرماتے اور اس قدر محنت کرواتے کہ جی کرتا ہر سبق ان سے ہی پڑھا جائے، اسی طرح تفسیر بیضاوی شریف ، دیوان حماسہ، دیوان متنبی، مناظرہ رشیدیہ اور مکمل جامع ترمذی یہ سب کتب میں نے قبلہ ڈاکٹر صاحب سے نہ صرف پڑھی ہیں بلکہ خوب مذاکرہ کے ساتھ ان کے سامنے بیان کرنے کی سعادت بھی حاصل کی ہے۔ فجزاه الله خيراً۔

بل فجزاهم الله كلهم خيراً۔

ویسے تو ''ہدایہ شریف'' کی بے شمار شروحات ہیں۔ لاتعداد صاحب ''کشف الظنون'' حاجی خلیفہ رحمہ اللہ نے ذکر کی ہیں، مثلاً علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کی ''شرح فتح القدیر'' علامہ جلال الدین خوارزمی رحمہ اللہ کی ''الکفایہ'' علامہ اکمل الدین بابرتی رحمہ اللہ کی ''العنایہ'' علامہ قوام الدین اتقانی رحمہ اللہ کی ''غایۃ البیان ونادرۃ الاقران فی کل زمان'' علامہ قوام الدین کاکی رحمہ اللہ کی ''معراج الدرایہ'' علامہ سغناقی رحمہ اللہ کی ''النہایہ'' اور اس کے علاوہ بے شمار

شروح ہدایہ ہیں۔ مگر جو ''البنایہ فی شرح الھدایہ'' میں جامعیت ہے وہ دوسری شروحات میں نہیں ہے۔ اسی طرح ''البنایہ'' میں حل لغات، تخریج حدیث، توضیح مسئلہ، اختلاف ائمہ بلکہ اختلاف ائمہ اربعہ بلکہ اختلاف ائمہ اسلام، تراکیب نحویہ، صرفیہ، استقاقیہ وغیرہ کا ایسا مفصل بیان ہے کہ ''ہدایہ'' کو سمجھنے والا، پڑھنے والا اگر اس شرح کو اپنے پاس رکھے اور اس سے استفادہ کرے تو میرے خیال کے مطابق وہ دیگر شروح کی محتاجی تو کجا اسے فقہ حنفی کی دوسری کتاب کی بھی محتاجی نہیں ہوگی، بلکہ اگر میں کہوں اسے دوسرے مذاہب کے ائمہ کی کتب فقہ کی حاجت نہیں ہوگی تو یہ بھی بے جانہ ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ اس شرح کی ایک اور خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ شرح ایک تجربہ کار عالم وشارح کی شرح ہے کیونکہ علامہ عینی رحمہ اللہ نے اس شرح کو اپنی زندگی کے آخری لمحات میں سپرد قرطاس فرمایا ہے جیسا کہ ''البنایہ'' کے سب سے آخری صفحہ میں ہے، اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا تو ہم وہ پورا صفحہ بمع ترجمہ یہاں نقل کر دیتے۔ یاد رہے یہ شرح آپ کی زندگی کے مطالعہ کا نچوڑ ہے، ''بخاری شریف'' کی معرکۃ الاراء شرح بنام ''عمدۃ القاری'' شریف بھی اس سے پہلے معرض وجود میں آئی ہے۔

شارحین ومخرجین ''ہدایہ'' پر رد:

اس شرح میں علامہ عینی رحمہ اللہ نے متقدمین ومعاصرین شارحین ومخرجین ''ہدایہ'' پر شدید رد کیا ہے جو آپ کی وسعت علمی پر دلالت کرتا ہے۔

ہم چند مثالیں دینا ضروری سمجھتے ہیں:

مخرج احادیث "ہدایہ" حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ پر رد:

لفظ "کعب" کی تحقیق میں ایک مقام پر لکھتے ہیں:

وقال ابن حجر فی شرح البخاری قال ابو حنیفه الکعب هو العظم الشاخص فی ظهر القدم قال واهل اللغة لا یعرفون ما قال قلت هذا جهل منه لمذهب ابی حنیفة فان ما ذکر لیس قولاً له ولا نقله عنه احد من اصحابه فکیف یقول قال ابو حنیفة کذا و کذا وهذا جراءة علی الائمة منه

علامہ ابن حجر نے بخاری کی شرح میں کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے کہا: کہ "کعب" وہ ہڈی ہے جو قدم کی پشت میں ابھری ہوئی ہوتی ہے اور اس پر اعتراض کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے جو کہا ہے اس کو اہل لغت نہیں پہنچانتے میں کہتا ہوں یہ ابن حجر کی امام ابوحنیفہ کی مذہب سے جہالت ہے کیونکہ ابن حجر نے جو نقل کیا ہے وہ امام ابو حنیفہ کا قول نہیں ہے اور نہ امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں سے کسی نے اس قول کو نقل کیا ہے سوانہوں نے یہ کیسے کہہ دیا کہ امام ابوحنیفہ نے ایسے ایسے کہا ہے اور یہ ان کی ائمہ کے خلاف بہت بڑی جرأت ہے۔

(البنایه فی شرح الهدایه: ج۱ص۱۷ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان)

مخرج احادیث "ہدایہ" علامہ زیلعی پر رد:

صاحب "ہدایہ" رحمہ اللہ کہتے ہیں:

وعند فقده یعالج بالاصبع لانه علیه السلام فعل کذلك

مسواک نہ ہونے کے وقت انگلی سے اچھی طرح دانتوں کی صفائی ستھرائی کرے کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا کیا ہے۔

اس کے بعد علامہ زیلعی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قلت هذا حدیث غریب

میں کہتا ہوں یہ حدیث غریب ہے۔

اس کے بعد علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اراد انه لم یثبت من جهة فعله علیه السلام وانما رویت احادیث فی هذا الباب من جهة قوله علیه السلام

علامہ زیلعی رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ یہ حدیث حضور ﷺ کے عمل اور فعل کے اعتبار سے ثابت نہیں ہے بلکہ اس بارے میں آپ ﷺ کا قول مروی ہے۔

آگے لکھتے ہیں:

قلت لو نظر الزیلعی فی سنن احمد بالا معان لا طلع علی حدیث علی رضی الله عنه فانه یؤذن بانه علیه الصلوة والسلام فعله وهو ان علیا رضی الله عنه دعی بکوز من ماء فغسل وجهه وکفیه ثلاثاً وتمضمض ثلاثاً فادخل بعض اصابعه فی فیه۔ الحدیث۔ وفی اخره وهو وضوء رسول الله ﷺ

میں کہتا ہوں اگر زیلعی "سنن احمد" میں بغور نظر کرتے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث پر مطلع ہو جاتے کیونکہ اس میں یہ بات موجود ہے کہ حضور علیہ السلام نے یہ عمل اور فعل کیا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے پانی کا جگ منگوایا پھر اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کو تین تین بار دھویا اور تین بار کلی کی اور ایک انگلی کو اپنے منہ میں داخل کیا (دانتوں کو ملنے کے لیے) پھر اس حدیث کے آخر میں حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام بھی ایسے ہی وضو کرتے تھے۔

(البنایہ فی شرح الہدایہ: ج۱ص۱۰۰-۱۰۱ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان)

محدث وقت علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ پر رد:

صاحب "ہدایہ" منی کی نجاست پر دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

لقوله علیه السلام لعائشة رضی الله عنها فاغسلیه ان کان رطباً وافرکیه ان کان یابساً

کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: اگر منی تر ہو تو اسے دھولو اور اگر خشک ہو تو اسے کھرچ دو۔

اس کے بعد علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قال ابن الجوزی فی التحقیق والحنفیة یحتجون علی نجاسة المنی بحدیث رووه عن النبی ﷺ قال لعائشة رضی الله عنها اغسلیه ان کان رطباً وافرکیه ان کان یابساً قال وهذا حدیث لا یعرف وانما روی نحوه من حدیث عائشة رضی الله عنها قلت عدم المعرفة منه اومن غیره لا یستلزم نفی معرفة غیره مع ان اصل الحدیث فی الصحاح وقد روی مسلم والاربعة ــــ الخ (البنایه فی شرح الهدایه: ج ا ص ۵۱۴ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان)

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''التحقیق'' میں کہا کہ احناف منی کی نجاست پر اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جسے انہوں نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اگر منی تر ہو تو اسے دھولیا کرو اور اگر خشک ہو تو اسے کھرچ لیا کرو، علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہا یہ حدیث نہیں پہچانی جا سکی لیکن اس کے ہم معنیٰ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے (ان کا اپنا قول) مروی ہے۔ میں کہتا ہوں (علامہ عینی رحمہ اللہ) علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ یا ان کے علاوہ کسی اور محدث کا کسی حدیث کو نہ پہنچاننا یہ دوسرے محدثین کے نہ پہچاننے کو مستلزم نہیں ہے حالانکہ اس حدیث کی اصل صحاح (ستہ) میں ہے چنانچہ امام مسلم اور اصحاب سنن اربعہ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ رحمھم اللہ) روایت کرتے ہیں۔ الخ

اور بھی بہت سارے اردو موجود ہیں مگر قلت وقت اور بوجہ طوالت ہم ترک کر رہے ہیں۔ من شاء فلیراجعہ۔

۵: الروض الزاہر فی سیرۃ الملک الظاہر ططر:

علامہ عینی رحمہ اللہ نے یہ کتاب بادشاہ ظاہر ططر المتوفی ۸۲۴ھ کے حالات میں ان کو بطور ہدیہ دینے کے لیے تالیف فرمائی۔

گذشتہ صفحات میں ہم بادشاہ مذکور کے ساتھ علامہ عینی رحمہ اللہ کے تعلقات کو تفصیلاً قلم بند کر چکے ہیں۔ یہ کتاب ''قاہرہ'' کے ''مکتبہ دارالانوار'' نے ۱۳۷۰ھ میں چھیالیس صفحات میں علامہ زاہد الکوثری کی تقدیم جمیل کے ساتھ شائع کی تھی۔

کتاب ہذا کا اسلوب:

علامہ عینی رحمہ اللہ نے اس کتاب کو دس فصول میں تقسیم کیا ہے۔

فصل اول

بادشاہ ظاہر کے نسب کے بیان میں۔

فصل دوم:

بادشاہ کے نام اور اس کے نام پر دلالت کرنے والے حروف کے بیان میں۔

فصل سوم:

بادشاہ کی کنیت اور وجہ کنیت کے بیان میں۔

فصل رابع:

بادشاہ ظاہر کے لقب اور اس لقب کے ساتھ ملقب دوسرے بادشاہوں کے بیان میں۔

فصل خامس:

بادشاہ ظاہر کے ترک بادشاہوں کے ساتھ اور دیگر ملکوں کے بادشاہوں کے ساتھ تعلقات کے بیان میں۔

فصل سادس:

بادشاہ ظاہر کے سلطنت اسلامیہ کے استحقاق کے بیان میں۔

فصل سابع:

بادشاہ ظاہر کے اچھے اوصاف اور اچھے اخلاق کے بیان میں۔

فصل ثامن:

اس بات کے بیان میں کہ کون سی چیزوں کا کرنا اس بادشاہ کے لیے مناسب اور کون سی چیزوں کا نہ کرنا اس کے لیے ضروری ہے۔

فصل تاسع:

اس بادشاہ کے وزیروں اور مشیروں کے بیان میں۔

فصل عاشر:

اس کی بادشاہت کی تاریخ اور وجہ تاریخ کے بیان میں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ اس کتاب کے آخر میں لکھتے ہیں:

وكانت توليته في ساعة اجتمع عليها اهل الحساب انها تدل على طول ايام مولانا السلطان

(الروض الزاهر في سيرة الملك الظاهر: ص ۴۶ مطبوعہ مطبعہ دار الانوار قاہرہ)

یعنی ان کے بادشاہت کی سربراہی ایسی گھڑی میں ہوئی کہ سب اہل حساب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ یہ گھڑی ہمارے بادشاہ کے طویل عرصہ تک اس عہدہ پر برقرار رہنے پر دلالت کرتی ہے۔

شیخ علامہ زاہد کوثری اسی عبارت پر تعلیقاً رقمطراز ہیں:

خابت الظنون ولم تزد مدة سلطنته على ثلاثة اشهر الا اياماً قلائل

آسیں اور امیدیں پوری نہ ہوئیں ان کی مدت سلطنت صرف تین ماہ سے چند دن بڑھی۔

(ایضاً ---------- تعلیقاً)

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص ۹ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

۶: السیف المھند فی سیر الملک المؤید:

یہ کتاب من وعن کتاب سابق کی طرح ہے مگر حجم میں ذرا پہلی سے بڑی ہے۔ اس کتاب کی ایک اہم بات یہ ہے کہ یہ کتاب بادشاہوں اور بادشاہوں کے وزیروں، مشیروں کی نصیحت و وصیت پر مشتمل ہے۔

ہم وہ چند وصیتیں ذکر دیتے ہیں شاید کسی کے کام آجائیں، مثلاً آپ نے ''قیصر روم'' کے قاصد کا وہ قول نقل کیا جو اس نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اس وقت کہا جب اس نے آپ کو ایک درخت کے نیچے سوئے ہوئے دیکھا۔

عدلت فامنت فنمت وملكنا يجور لاجرم انه لا يزال ساهراً

آپ نے (اے عمر) عدل وانصاف کیا اس لیے بے فکر ہو کر سوئے ہوئے ہو جبکہ ہمارا بادشاہ ظلم وستم کرتا ہے اس لیے بالیقین وہ ہمیشہ جاگتا رہتا ہے (لوگوں کے خوف کی وجہ سے)

نیز کہتے ہیں:

بادشاہ اپنے آپ کو شہوات نفسانیہ میں مبتلا نہ کرے، قناعت پر راضی رہے، شرع شریف کی مخالفت کر کے لوگوں کی رضا تلاش مت کرے، اپنے عملہ، خادمین ووزیروں کو مہذب بنا کر رکھے، اپنے دن کے اوقات کو چار حصوں میں تقسیم کرے۔ ایک حصہ عبادت واطاعت الٰہی کے لیے، دوسرا حصہ حکومتی امور اور مظلوموں کی دادرسی کے لیے، تیسرا حصہ کھانے پینے اور سونے کے لیے، چوتھا حصہ شکار کے لیے رکھے۔ واللہ اعلم۔

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص ۹۶ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

یہ کتاب قاہرہ کے مکتبہ ''دار الکتاب العربی'' سے ۱۹۶۷ء میں ڈاکٹر مصطفیٰ کی تقدیم کے ساتھ ایک جلد، تین سو چھیالیس صفحات میں چھپ چکی ہے۔

٧: کشف القناع المرنی عن مہمات الاسامی والکنی:

شیخ صالح یوسف لکھتے ہیں:

ہمارے بھائی ''شیخ احمد خطیب'' نے اس کتاب کی تحقیق اور تخریج کر کے جدہ یونیورسٹی ''جامعۃ الملک عبدالعزیز'' سے درجہ ڈاکٹریٹ حاصل کیا ہے۔ اور مذکورہ یونیورسٹی نے اسے اپنے اہتمام سے شائع کیا ہے۔ اس کتاب کا موضوع علوم شرعیہ میں تصنیف کتابوں کے مصنفین کے نام، تراجم اور تاریخ ہے اور بالخصوص یہ کتاب صحابہ کرام وتابعین عظام اور علماء ومشائخ علیہم الرضوان کی کنیتوں کے بیان میں ہے۔

یہ کتاب بارہ فصول اور چند فوائد پر مشتمل ہے۔

فصل اول:

بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان کی کنیتوں کے بیان میں۔

فصل دوم:

بعض صحابیات عورتوں کی کنیتوں کے بیان میں۔

فصل سوم:

بعض تابعین کی کنیتوں کی بیان میں۔

فصل چہارم:

امام ابوحنیفہ رضی اللہ کے مقلدین کی ایک جماعت کی کنیتوں کے بیان میں۔

فصل پنجم:

ائمہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے مقلدین کی ایک جماعت کی کنیتوں کے بیان میں۔

فصل ششم:

متاخرین علماء ومشائخ کی کنیتوں کے بیان میں۔

فصل ہفتم:

ان علماء کے بیان میں جو ''نسب'' میں مشہور ہیں۔

فصل ہشتم:

ان علماء کے بیان میں جو ''امام'' کے لقب سے مشہور ہیں۔

فصل نہم:

ان علماء کے بیان میں جو ''شیخ'' کے لقب سے مشہور ہیں۔

فصل دہم:

ان علماء کے بیان میں جو ''قاضی'' کے لقب سے مشہور ہیں۔

فصل یازدہم:

ان علماء کے بیان میں جو ''حافظ'' کے لقب سے مشہور ہیں۔

فصل دوازدہم:

ان علماء کے بیان میں جو ''ابن فلان'' کے لقب سے مشہور ہیں۔

اس کے بعد علامہ عینی رحمہ اللہ نے علوم شرعیہ میں تصنیف کرنے والے علماء کے ناموں کے متعلق زبردست فائدہ ذکر کیا۔ اور سب سے آخر میں ان الفاظ کے بیان میں فائدہ ذکر کیا جنہیں اہل علاقہ یہ جانے بغیر کہ یہ کلام عرب منقول سے بھی ہے یا نہیں استعمال کرتے ہیں اور یہ بھی جانے بغیر کہ یہ مشتق بھی ہے یا نہیں بصورت اشتقاق کون سی قسم سے تعلق رکھتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص ۹۷ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

۸: تحفۃ الملوک فی المواعظ والرقائق:

اس کتاب کا موضوع اپنے عنوان سے ظاہر وباہر ہے۔

شیخ صالح لکھتے ہیں:

اس کتاب کا ایک نسخہ برلین میں موجود ہے جس کا نمبر یہ ہے ۴۵۲۰۔۴۱۔اور ''مکتبہ الجزائر'' میں بھی موجود ہے اس کا نمبر یہ ہے ۹۹۲۔

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص۱۰۰ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

ان علماء نے بھی علامہ عینی رحمہ اللہ کے تذکرہ میں اس کتاب کا تذکرہ کیا ہے۔امام شمس الدین سخاوی، ابن العماد حنبلی، علامہ تمیمی رحمھم اللہ کے علاوہ قاضی شوکانی نے بھی کیا ہے۔

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص۱۰۰ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

۹: مجموع یشتمل علی حکایات وغیرھا:

اس کا ذکر صرف ڈاکٹر صالح معتوق نے کیا ہے۔

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص۱۰۳ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

۱۰: زین المجالس:

اس کتاب کے نام میں شدید اضطراب ہے۔

علامہ سخاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وله تحفة الملوك فى المواعظ والرقائق كتاب فى ثمان مجلدات سماه شارح الصدور ورأيت بخطه انه سماه زين المجالس

(الضوء اللامع: ج۱۰ ص۱۳۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ان کی ایک کتاب ''تحفۃ الملوک فی المواعظ والرقائق'' آٹھ جلدوں میں ہے جس کا نام ''شارح الصدور'' ہے لیکن میں نے علامہ عینی رحمہ اللہ کے اپنے ہاتھ کی تحریر دیکھی ہے اس میں انہوں نے اس کا نام ''زین المجالس'' رکھا ہے۔

حاجی خلیفہ ''کشف الظنون'' میں لکھتے ہیں:

زين المجالس وقيل اسمه شارح الصدور

(کشف الظنون: ج ۲ ص۹۲۲ مطبوعہ مکتبۃ المثنی بغداد)

زین المجالس کے بارے میں کچھ اہل علم نے کہا اس کا نام شارح الصدور ہے۔

شیخ شوکانی لکھتے ہیں:

وله تحفه الملوك وكتاب آخر فى المواعظ والرقائق فى ثمان مجلدات

(البدر الطالع: ج ۲ ص ۲۹۵ مطبوعہ مطبعۃ السعادۃ قاہرہ)

ان کی کتاب ''تحفۃ الملوک'' ہے اور آٹھ جلدوں میں مواعظ اور رقائق پر مشتمل ایک اور کتاب بھی ہے۔

اتنی گفتگو کے بعد ہم یہ عرض کردیتے ہیں کہ ''تحفۃ الملوک فی المواعظ والرقائق'' یہ کتاب تو بالاتفاق ایک مستقل کتاب ہے لیکن کیا ''زین المجالس'' اور ''شارح الصدور'' ایک ہے یا دو الگ مستقل کتابیں ہیں؟

اس اشکال کا حل کرتے ہوئے ڈاکٹر صالح یوسف لکھتے ہیں:

علامہ عینی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''کشف القناع المرنی'' کے آخر میں اپنی کتابوں پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے ''وزين المجالس فى ثمان مجلدات'' یعنی میری ایک کتاب ''زین المجالس'' بھی ہے جو آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ پھر چند دیگر اپنی کتب کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں ''وكتاب شارح الصدور'' یعنی ایک اور میری کتاب ''شارح الصدور'' بھی ہے۔ واللہ اعلم۔

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص۱۱۳ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

۱۱: شارح الصدور:

گزشتہ کتاب میں اس کا تفصیلاً تذکرہ ہو چکا ہے۔ فلا نعید۔

۱۲: سیر الانبیاء:

اس کتاب کا ذکر امام سخاوی اور امام تمیمی رحمہما اللہ نے کیا ہے۔

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۲۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

(الطبقات السنیۃ: ج ۳ ص ۸۱۹ مطبوعہ منشورات المجلس الاعلی قاہرہ)

یہ کتاب غیر مطبوع ہے۔

۱۳: سیرۃ الاشرف برسبائی:

امام سخاوی، امام تمیمی اور حاجی خلیفہ علیہم الرحمہ نے اس کتاب کا ذکر کیا ہے

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۲۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

(الطبقات السنیۃ: ج ۳ ص ۸۲۰ مطبوعہ منشورات المجلس الاعلی قاہرہ)

(کشف الظنون: ج ۲ ص ۱۰۱۵ مطبوعہ مکتبۃ المثنی بغداد)

یہ کتاب بھی ابھی تک غیر مطبوع ہے۔

۱۴: طبقات الحنفیہ:

اس کتاب کا ذکر ان ائمہ نے کیا ہے۔

امام سخاوی رحمہ اللہ:

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۲۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ:

(حسن المحاضرۃ: ج ۱ ص ۴۷۴ مطبوعہ دار احیاء الکتب العربیہ قاہرہ)

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ:

(کشف الظنون ج ۲ ص ۱۰۹۸ مطبوعہ مکتبۃ المثنی بغداد)

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ:

(الفوائد البهية فی تراجم الحنفية: ص ۲۰۷ مکتبۃ الخانجی قاہرہ)

یہ کتاب بھی غیر مطبوع ہے۔

۱۵: طبقات الشعراء:

یہ کتاب بھی غیر مطبوع ہے۔ اس کتلب کا ذکر ان ائمہ نے کیا ہے۔

علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ:

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۲۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

علامہ تمیمی رحمہ اللہ:

(الطبقات السنیۃ: ج ۳ ص ۸۱۲ مطبوعہ منشورات المجلس الاعلیٰ قاہرہ)

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ:

(کشف الظنون: ج ۲ ص ۱۱۰۲ مطبوعہ مکتبۃ المثنیٰ بغداد)

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ:

(الفوائد البهية فی تراجم الحنفية: ص ۲۰۷ مکتبۃ الخانجی قاہرہ)

۱۶: مختصر تاریخ دمشق:

اصل میں یہ کتاب محدث ابن عساکر رحمہ اللہ کی ہے۔ اور یہ اسی جلدوں میں مطبوع ہے، کئی علماء نے اس کا اختصار اور کچھ نے اس کو مہذب کیا ہے، جن میں سے سرفہرست "تہذیب تاریخ دمشق"، علامہ ابن منظور افریقی صاحب "لسان العرب" کی ہے۔ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے بھی اس کا اختصار کیا ہے جیسا کہ اس کے نام سے واضح ہے۔ یہ کتاب بھی غیر مطبوع ہے۔ ان ائمہ نے علامہ عینی رحمہ اللہ کے تذکرہ میں آپ کی اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔

علامہ تمیمی رحمہ اللہ:

(الطبقات السنیۃ: ج ۳ ص ۸۱۳ مطبوعہ منشورات المجلس الاعلی قاہرہ)

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ:

(کشف الظنون: ج ۱ ص ۲۸۴ مطبوعہ مکتبہ المثنی بغداد)

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ:

(الفوائد البھیۃ فی تراجم الحنفیۃ: ص ۲۰۵ مطبوعہ مکتبہ الخانجی قاہرہ)

ان کے علاوہ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے "بغیۃ الوعاۃ" میں، طاش کبری زادہ نے "مفتاح السعادۃ" میں، ابن ریاضی زادہ نے "اسماء الکتب المتمم لکشف الظنون" میں بھی اس کتاب کا علامہ عینی رحمہ اللہ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔ یاد رہے یہ کتاب بھی غیر مطبوع ہے۔

۱۷: معجم الشیوخ:

یہ کتاب ایک جلد میں ہے اور اس میں آپ نے اپنے اساتذہ و مشائخ کا تذکرہ لکھا ہے۔ یہ کتاب غیر مطبوع ہے۔ اس کتاب کو امام سخاوی رحمہ اللہ نے بھی ذکر کیا ہے۔

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۲۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

علامہ تمیمی، علامہ ابن العماد حنبلی، علامہ ابن تغری بردی رحمہم اللہ کے علاوہ قاضی شوکانی، علامہ کتانی نے بھی علامہ عینی رحمہ اللہ کے تذکرہ میں آپ کی اس کتاب کو آپ کی تصنیف قرار دیا ہے۔ یاد رہے علماء کرام کی یہ عادت چلی آرہی ہے کہ وہ جن علماء سے علم حدیث حاصل کرتے تھے ان کا تذکرہ الگ الگ تصنیف میں کرتے۔ شیخ الاسلام تاج الدین سبکی، حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ جلال الدین سیوطی رحمہم اللہ وغیرہ علماء نے بھی "معجم الشیوخ" لکھی ہیں۔

۱۸: مختصر وفیات الاعیان:

"وفیات الاعیان" تراجم اور تاریخ میں علامہ قاضی ابن خلکان المتوفی ۶۸۱ ھ کی تصنیف ہے، علامہ عینی رحمہ اللہ

نے اس کا اختصار کیا ہے۔ امام سخاوی رحمہ اللہ نے علامہ علامہ عینی رحمہ اللہ کے تذکرہ میں اس کتاب کو آپ کی تالیف قرار دیا ہے۔

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۲۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

اس کے علاوہ خود علامہ عینی رحمہ اللہ نے "کشف القناع المرنی" میں علامہ ابن تغری بردی، علامہ تمیمی، علامہ ابن العماد حنبلی رحمہم اللہ نے بھی اس کتاب کو آپ کی مصنفات میں ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب غیر مطبوع ہے۔

۱۹: عقد الجمان فی تاریخ اہل الزمان:

تاریخ میں سب سے بڑی تصنیف آپ کی یہی ہے۔ اسے "التاریخ الکبیر" بھی کہا جاتا ہے۔ جن لوگوں نے علامہ عینی رحمہ اللہ کا تذکرہ لکھا ہے انہوں نے آپ کے تذکرہ میں آپ کی اس تصنیف کو بڑے اہتمام کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب تاریخ و تراجم میں آپ کی مشہور ترین اور اہم ترین کتاب ہے، بالخصوص آپ کے اپنے زمانہ کے بارے میں مفصل تاریخ ہے، اس تاریخ میں آپ نے حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی تاریخ "البدایہ والنھایہ" پر اعتماد کیا ہے، جیسا کہ آپ نے اسی کتاب میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کے حالات میں لکھا ہے۔ اس کتاب کے مقدمہ میں آپ نے عربی، رومی، قبطی، فرانسی ستاروں کے ناموں اور ستاروں کے ذریعے علم حاصل کرنے پر تفصیلی گفتگو فرمائی ہے۔ اور اس کے بعد اول الخلق کے بارے میں تفصیلی گفتگو کی ہے، پھر آسمانوں، زمینوں، ستاروں، علاقوں کے صوبوں اور ان کی حدود پر سیر حاصل بحث کی، حتیٰ کہ ہر ہر چیز کے ناموں کو ضبط بھی کیا، یہ سب کچھ آپ نے حروف معجم کے مطابق مرتب فرمایا، اس کے ساتھ ان مصادر و مراجع کا بھی ذکر کیا جن سے آپ نے استفادہ فرمایا ہے، یہ کتاب اس اعتبار سے بھی اہم ہے کہ اس کتاب میں ایسے ایسے مشائخ و سلاطین کے تذکرے ہیں جن سے شیخ تقی الدین مقریزی، حافظ العصر ابن حجر عسقلانی، ابن تغری بردی، شمس الدین سخاوی وغیرہم مؤرخین رحمہم اللہ کی تاریخ والی کتب بالکل خالی نظر آتی ہیں۔ نیز یہ کتاب اس اعتبار سے بھی اہم ہے کہ بعد میں آنے والے علماء نے اسی کتاب پر اعتماد کیا ہے، بالخصوص جن لوگوں نے ۷۰۰ ھ یا ۸۰۰ ھ کے حوادثات پر تاریخی مواد لکھا ہے انہوں نے اسی تاریخ پر ہی اعتماد کیا ہے، جن میں [illegible] سے سرفہرست یہ لوگ ہیں، مثلاً صیرفی نے "نزھۃ النفوس والابدان" میں، ابن تغری بردی نے "النجوم الزاہرۃ فی اخبار مصر و

القاہرہ'' میں، امام سخاوی نے ''الضوء اللامع'' میں، ابن ایاس حنفی نے ''بدائع الزھور و وقائع الدھور'' میں اسی کتاب پر اعتماد کیا ہے۔ اسی کتاب کی وجہ سے مؤرخ کبیر ابن تغری بردی کی شہادت کے ساتھ علامہ عینی رحمہ اللہ تاریخ میں تمام مؤرخین سے مرتبہ اولی پر نظر آتے ہیں۔

علامہ ابن تغری بردی لکھتے ہیں:

واعظم من رأيناه فى هذا الشان الشيخ تقى الدين المقريزى وقاضى القضاة بدر الدين العينى ولم ارد بذالك الحط على احد وانما الحق يقال على اى وجه كان وها هى مصنفات الجميع باقية فمن لم يرض بحكمى فليتأملها

(النجوم الزاہرۃ ج ۱۴ اص ۱۵۰ مطبوعہ الحفیۃ المصریۃ العامۃ للکتاب قاہرہ)

تاریخ اور تراجم کے فن میں ہم نے شیخ تقی الدین مقریزی اور قاضی القضاۃ بدر الدین عینی رحمہما اللہ کو سب مؤرخین سے برتر پایا، میری اس سے مراد کسی کے مرتبہ کو گھٹانا نہیں لیکن وہی کہا جائے جو حق ہو خواہ کسی طرح بھی ہو خبردار! ان سب (مؤرخین) کی تصنیفات تا وقت باقی ہیں جو میرے فیصلہ پر راضی نہ ہو وہ ان کتب میں غور و فکر کرلے

یاد رہے شیخ الاسلام حافظ العصر ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''انباء الغمر بابناء العمر'' میں اسی کتاب پر اعتماد کیا ہے۔ جیسا کہ وہ اپنی اسی کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

وقد طالعت عليه تاريخ القاضى بدر الدين محمود العينى وذكر ان ابن كثير عمدته فى تاريخه وهو كما قال لكن منذ انقطع ابن كثير صارت عمدته على تاريخ ابن دقماق حتىٰ يكاد يكتب منه الورقة الكاملة متوالية وربما قلده فيما يهم حتىٰ فى اللحن الظاهر مثل اخلع على فلان واعجب منه ان ابن دقماق يذكر فى بعض الحادثات ما يدل على انه شاهدها فيكتب البدر كلامه بعينه بما تضمنه وتكون تلك الحادثات وقعت بمصر وهو بعيد فى عينتاب ولم اتشاغل بتتبع عثراته بل كتبت منه ما ليس عندى مما اظن انه اطلع عليه من الامور التى كنا نغيب عنها ويحضرها

(انباء الغمر بابناء العمر ج ا ص ۳۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ۔ بیروت)

میں نے اپنی اس تاریخ کے سلسلہ میں قاضی بدر الدین محمود عینی کی تاریخ کا مطالعہ کیا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے ذکر کیا، کہ انہوں نے اپنی اس تاریخ میں ابن کثیر پر اعتماد کیا۔ انہوں نے بالکل ٹھیک کہا، لیکن جب سے ابن کثیر سے تعلق ٹوٹا ہے (یعنی ابن کثیر کی وفات ہوگئی اور اس کے بعد والی تاریخ رہ گئی) تو اس وقت سے ان کا اعتماد ''ابن دقماق'' کی تاریخ پر ہوگیا، حتیٰ کہ مسلسل لگا تار پورا پورا ورقہ اس سے نقل کر کے لکھ دیتے ہیں اور بسا اوقات تو ان کی تقلید ایسے مقامات پر بھی کر جاتے ہیں جہاں انہیں وہم ہوا، حتیٰ کہ فحش غلطی میں مثلاً ''اخلع علی فلان'' (حالانکہ خلع علی فلان ہونا چاہیے تھا)۔ اس سے بھی زیادہ حیرت اس بات کی ہے کہ ابن دقماق کبھی کوئی ایسا واقعہ ذکر کرتے ہیں جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ انہوں نے بالمشاہدہ اس کو دیکھا ہے لیکن بدر الدین عینی (رحمہ اللہ) بعینہ اس گفتگو کو لکھ دیتے ہیں اور یہ واقعہ مصر میں ہوا ہوتا ہے، جبکہ اس وقت بدر الدین عینی مصر سے دور ''عینتاب'' میں تھے۔ میں ان کی لغزشوں کی پکڑ اور گرفت میں مشغول نہیں ہوا بلکہ میں نے اس سے وہ کچھ لکھا ہے جو میرے پاس نہیں تھا۔ اس گمان سے کہ یہ (علامہ عینی رحمہ اللہ) ان امور پر مطلع ہوئے جن سے ہم غائب اور یہ حاضر تھے۔

راقم الحروف اس پر کچھ تبصرہ نہیں کرنا چاہتا، کیونکہ ان دونوں بزرگوں کی چپقلش قدیم اور معروف و مشہور ہے

۔صرف اتنا ضرور عرض کروں گا کہ: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے ہاں اگر اس تاریخ کی کوئی وقعت نہ ہوتی تو وہ ہرگز یہ نہ کہتے "جو کچھ میرے پاس نہیں تھا وہ میں نے اس کتاب سے دیکھ کر لکھا ہے" آخر علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کو علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کی ضرورت پڑ ہی گئی۔ یاد رہے اس سے یہ صاف اور واضح معلوم ہو رہا ہے کہ علامہ عینی رحمہ اللہ کی یہ تاریخ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی تاریخ سے پہلے تصنیف ہوئی ہے، اس سے دور ہو گیا مخالفین کا وہ اعتراض جو کرتے ہیں کہ علامہ عینی رحمہ اللہ نے تمام کتب حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی کُتب سے نقل کر کے تحریر کی ہیں۔ اس پر مزید تبصرہ ہم "عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری" کے تعارف میں کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

اس کتاب کا اختصار

علامہ عینی رحمہ اللہ نے اس تاریخ کبیر کا دو مرتبہ اختصار کیا ہے پہلے اختصار کا نام "التاریخ البدری" ہے، یہ آٹھ جلدوں میں ہے، دوسرے اختصار کا نام "مختصر مختصر عقد الجمان" ہے یہ تین جلدوں میں ہے، جبکہ "التاریخ الکبیر" اٹھائیس جلدوں سے بھی زیادہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ امام شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ، احمد بن اسد امیوطی المتوفی ۸۷۲ھ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ میں نے علامہ عینی رحمہ اللہ کی تاریخ پر ذیل لکھنا شروع کر دیا ہے۔

(الضوء اللامع: ج ۱ص ۱۹۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ڈاکٹر صالح لکھتے ہیں:

علامہ عینی رحمہ اللہ کی "التاریخ الکبیر" کے چند نسخے "دار الکتب المصریہ" میں موجود ہیں، ان میں سے ایک نسخہ اٹھائیس جلدوں میں ہے، اس کا وہاں نمبر یہ ہے ۸۲۰۳ جبکہ "مسجد بایزید" ترکی کے "خزانہ ولی الدین" میں موجود اس کا نمبر یہ ہے ۲۳۷۴۔۲۳۹۶

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص ۹۸ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

۲۰: التاریخ البدری فی اوصاف اہل العصر:

یہ کتاب سابق کتاب کا اختصار ہے۔ جیسا کہ ابھی گذرا، اور یہ کتاب آٹھ جلدوں میں ہے، اس کتاب کا ان

ائمہ نے علامہ عینی رحمہ اللہ کے تذکرے میں ذکر کیا ہے،

امام سخاوی رحمہ اللہ:

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۳۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

خود علامہ عینی رحمہ اللہ نے "کشف القناع المرنی" میں، ابن تغری بردی، تقی الدین تمیمی، حاجی خلیفہ اور ابن العماد حنبلی رحمھم اللہ کے علاوہ قاضی شوکانی اور بروکلمان نے بھی اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔ مکتبہ احمدیہ "تونس" میں اس کی دو جزء یں موجود ہیں، جبکہ "معہد جامعۃ الدول العربیہ" میں بھی اس کی فوٹو اسٹیٹ موجود ہے۔

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص ۱۰۰ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

۲۱: مختصر مختصر عقد الجمان فی تاریخ اہل الزمان:

یہ کتاب تین جلدوں میں ہے، اس کا تذکرہ گذشتہ صفحہ میں ہو چکا ہے "فلا نعید" اس کتاب کا ان ائمہ نے علامہ عینی رحمہ اللہ کے حالات میں ذکر کیا ہے

امام سخاوی رحمہ اللہ:

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۳۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ابن تغری بردی، تقی الدین تمیمی، ابن العماد حنبلی رحمھم اللہ کے علاوہ قاضی شوکانی نے بھی ذکر کی ہے۔

یاد رہے یہ تینوں کتابیں تا حال غیر مطبوع ہیں، صرف "تاریخ کبیر" کے چند جزء مصر سے شائع ہوئے ہیں۔

۲۲: تاریخ الاکاسرۃ:

ترکی زبان میں یہ تاریخ ہے۔ اس کتاب کا ذکر ان علماء نے کیا ہے:

امام سخاوی رحمہ اللہ:

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۳۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

تقی الدین تمیمی، حاجی خلیفہ رحمہما اللہ کے علاوہ قاضی شوکانی نے بھی اس کتاب کا ذکر کیا ہے، یہ کتاب بھی غیر مطبوع ہے۔

۲۳: الجوہرۃ السنیۃ فی الدولۃ المؤیدیۃ:

یہ کتاب بادشاہ مؤید کی سیرۃ میں منظوماً لکھی گئی ہے، اور اس کتاب کے تقریباً چار سو بیت پر حافظ العصر ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے خوب تعقب کیا ہے، جیسا کہ گزشتہ صفحات میں مفصلاً گذر چکا ہے۔ اس کتاب کا ذکر علامہ عینی رحمہ اللہ کے حالات میں ان ائمہ نے کیا ہے:

امام شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ:

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۳۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

شیخ جلال الدین سیوطی، شیخ تقی الدین تمیمی اور حاجی خلیفہ رحمھم اللہ۔ یہ کتاب بھی غیر مطبوع ہے۔

۲۴: کشف اللثام عن سیرۃ ابن ہشام:

یہ کتاب امام ابن ہشام رحمہ اللہ کی کتاب ''السیرۃ النبویہ'' کی شرح ہے، لیکن آپ اسے مکمل نہ کر سکے۔ اس کتاب کا ذکر ان ائمہ نے علامہ عینی رحمہ اللہ کے تذکرہ میں کیا ہے۔

امام سخاوی رحمہ اللہ:

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۳۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ابن تغری بردی، تقی الدین تمیمی، حاجی خلیفہ رحمھم اللہ کے علاوہ قاضی شوکانی، شیخ عبدالحی کتانی نے بھی کیا ہے۔

یہ کتاب بھی غیر مطبوع ہے۔

۲۵: ماہ رامہ فی تتریک شاہ نامہ:

''شاہ نامہ'' فارسی میں منظوم کتاب ہے۔ شیخ حسن بن محمد طوسی المتوفی ۴۱۰ھ اس کے مصنف ہیں۔ انہوں نے یہ کتاب بادشاہ محمود بن سبکتگین کے تذکرہ میں لکھی تھی۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے فارسی سے ترکی زبان میں اس کا ترجمہ کیا ہے۔ یہ کتاب بھی غیر مطبوع ہے۔

۲۶: شرح خطبۃ مختصر الشواہد:

یہ کتاب ''فرائد القلائد'' کتاب کے خطبہ کی شرح ہے، اس خطبہ میں علامہ عینی رحمہ اللہ نے انتہائی مشکل اور ادق الفاظ استعمال کئے تھے۔ علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ نے علی بن احمد صوفی کے تذکرہ میں اس کتاب کا تذکرہ کیا ہے۔

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۳۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

یہ کتاب بھی غیر مطبوع ہے۔

۲۷: تذکرۃ متنوعۃ:

علامہ شمس الدین سخاوی اور شیخ تقی الدین تمیمی رحمھما اللہ نے اس کتاب کا ذکر علامہ عینی رحمہ اللہ کے تذکرہ میں کیا ہے۔

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۳۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)
(الطبقات السنیۃ: ج ۳ ص ۸۱۹ مطبوعہ منشورات المجلس الاعلی قاہرہ)

یہ کتاب بھی غیر مطبوع ہے۔

۲۸: تذکرۃ نحویۃ:

علامہ شمس الدین سخاوی اور شیخ تقی الدین تمیمی رحمھما اللہ نے اس کتاب کا ذکر علامہ عینی رحمہ اللہ کے حالات میں کیا ہے۔

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۳۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)
(الطبقات السنیۃ فی تراجم الحنفیۃ: ج ۳ ص ۸۱۹ مطبوعہ منشورات المجلس الاعلی قاہرہ)

یہ کتاب بھی غیر مطبوع ہے۔

۲۹:الحواشی علی تفسیر ابی اللیث:

فقیہ، محدث، علامہ نصر بن محمد بن احمد سمرقندی رحمہ اللہ صاحب ''تنبیہ الغافلین'' وغیرہ التوفی ۳۷۵ھ کی یہ تفسیر ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ نے اس پر حواشی قلم بند فرمائے ہیں، اس کتاب کا ذکر بھی علامہ سخاوی اور تقی الدین تمیمی رحمہما اللہ نے کیا ہے۔ حوالہ اوپر گزر چکا ہے۔ ''فلا نعید''

۳۰:الحواشی علی تفسیر البغوی:

محدث، فقیہ، علامہ حسین بن مسعود بغوی صاحب ''مصابیح السنۃ'' التوفی ۵۱۶ھ کی یہ تفسیر ہے، اور مطبوع ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے اس پر حواشی سپرد قرطاس فرمائے ہیں۔ اس کتاب کا ذکر بھی امام سخاوی، تقی الدین تمیمی رحمہما اللہ نے کیا ہے۔ حوالہ گزر چکا ہے۔ گذشتہ حوالہ ہی اس کا حوالہ ہے۔ صرف صفحات کا فرق ہے ''ولا حرج فیہ''

۳۱:الحواشی علی تفسیر الکشاف:

علامہ محمود بن عمر زمخشری معتزلی التوفی ۵۳۸ھ کی مشہور و معروف تفسیر ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے اس پر حواشی سپرد قلم فرمائے ہیں۔ اس کتاب کا ذکر بھی امام سخاوی اور شیخ تقی الدین تمیمی رحمہما اللہ نے کیا ہے۔ ''وقد مضٰی فلا نعید''

۳۲:الحواشی علی التوضیح:

''التوضیح'' شیخ ابن ہشام کی ''شرح الفیہ ابن مالک'' پر شرح ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے اس پر حواشی درج فرمائے ہیں۔ اس کتاب کا ذکر امام سخاوی تقی الدین تمیمی کے علاوہ خود علامہ عینی، ابن تغری بردی، حاجی خلیفہ رحمہم اللہ نے بھی کیا ہے۔ بلکہ قاضی شوکانی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث ص ۱۱۱ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

۳۳:الحواشی علی شرح الالفیۃ لابن المصنف:

''الفیہ'' کے مصنف کے بیٹے نے ''الفیہ'' کی شرح لکھی ہے۔ جس پر علامہ عینی رحمہ اللہ نے حواشی قلم بند

فرمائے ہیں۔ اس کتاب کا ذکر ابن تغری بردی، سخاوی، تمیمی، حاجی خلیفہ اور ابن العماد رحمہم اللہ کے علاوہ قاضی شوکانی نے بھی کیا ہے۔

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۲۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

نوٹ:

اب تمام حوالہ جات ذکر کرنے کی بجائے ہم صرف امام سخاوی رحمہ اللہ کی کتاب ''الضوء اللامع'' کا حوالہ دینگے کیونکہ یہ سب سے مقدم ہیں اور انہوں نے علامہ عینی رحمہ اللہ کا زمانہ پایا ہے۔

۳۴:الحواشی علی شرح الشافیۃ:

''شرح شافیہ'' شیخ جاربردی التوفی ۷۴۶ھ کی کتاب ہے۔ جبکہ متن ''شافیہ'' شیخ ابن حاجب صاحب ''کافیہ'' التوفی ۶۴۶ھ کی تصنیف ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے مقدم الذکر کتاب ''شرح شافیہ'' پر حواشی سپرد قرطاس فرمائے ہیں۔ اس کتاب کا ذکر خود علامہ عینی، ابن تغری بردی، سخاوی، تمیمی، حاجی خلیفہ رحمہم اللہ کے علاوہ قاضی شوکانی نے بھی کیا ہے۔

(الضوء اللامع ج ۱۰ ص ۱۲۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۳۵:الحواشی علی المقامات:

''مقامات''، قصصی ادب میں شیخ حریری التوفی ۵۱۶ کی تصنیف ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے اس کتاب پر حواشی سپرد قلم فرمائے ہیں۔ علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ نے علی بن احمد بن علی دکماوی کے تذکرہ میں اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔ علامہ سخاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ولا زم العینی حتیٰ اخذ عنہ ما کتبہ علی المقامات

(الضوء اللامع: ج ۵ ص ۱۵۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

انہوں نے (شیخ علی دکماوی نے) علامہ عینی رحمہ اللہ کو لازم کر لیا، حتیٰ کہ ان سے وہ سب حاصل کیا جو انہوں نے (علامہ عینی رحمہ اللہ) مقامات پر (حواشی) لکھا۔

نوٹ:

یاد رہے جتنے حواشی کا ہم نے ذکر کیا ہے یہ سب غیر مطبوع ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو توفیق دے یہ سب کچھ شائع کرنے کی جن کے پاس یہ سب خزانہ موجود ہے۔ آمین۔

۳۶: رسائل الفئة فی شرح العوامل المائة:

''العوامل المائة'' ابو بکر عبد القاہر بن عبد الرحمٰن جرجانی المتوفی ۴۷۱ھ کی علم نحو میں تالیف ہے۔ اس کتاب کی متعدد علماء نے شروح لکھی ہیں، حتیٰ کہ خود مؤلف نے بھی اس کی شرح لکھی ہے، اور کچھ علماء نے اس کو نظم میں بھی ڈھالا ہے۔

اس شرح کا ذکر علامہ عینی رحمہ اللہ کے تذکرہ میں ان علماء نے کیا ہے:

ابن تغری بردی، سخاوی، تمیمی، حاجی خلیفہ اور ابن العماد رحمھم اللہ کے علاوہ بروکلمان نے بھی کیا ہے۔ اس کا ایک نسخہ مصر کے کتب خانہ ''دار الکتب المصریہ'' میں موجود ہے جس کا نمبر یہ ہے: ۴۶۳۳۔

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۲۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۳۷: شرح تسہیل ابن مالک (مطول):

''التسھیل'' شیخ ابن مالک کی علم نحو میں مشہور و معروف کتاب ہے۔ کئی علماء نے اس کی شروحات لکھی ہیں۔ علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ نے بھی اس کی دو شرحیں لکھی ہیں۔

۱: مطول ۲: مختصر

سر دست مطول کا ذکر چل رہا ہے، اس شرح کا ذکر ان ائمہ نے کیا ہے:

ابن تغری بردی، سخاوی، ابن العماد رحمھم اللہ۔

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۲۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۳۸: شرح تسہیل ابن مالک (مختصر):

یہ کتاب، کتاب سابق کا اختصار ہے۔ اس کتاب کو بھی مقدم الذکر ائمہ نے ذکر کیا ہے۔ یاد رہے یہ دونوں

شرحیں غیر مطبوع ہیں۔

۳۹: الفوائد علی شرح اللباب:

''شرح اللباب'' علم نحو میں شیخ عبد اللہ عجمی کی تالیف ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے اس پر کچھ فوائد قلم بند فرمائے ہیں۔ اس کتاب کا ذکر علامہ عینی رحمہ اللہ کے تذکرہ میں ان ائمہ نے کیا ہے:

ابن تغری بردی، سخاوی، تمیمی، ابن العماد رحمھم اللہ۔

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۲۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

یہ کتاب بھی غیر مطبوع ہے۔

۴۰: ملاح الالواح فی شرح مراح الارواح:

''مراح الارواح'' علم صرف میں علامہ احمد بن علی بن مسعود کی تصنیف لطیف ہے۔ متعدد علماء نے اس پر حواشی اور اس کی شروحات تحریر کی ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے بھی اس کی شرح فرمائی ہے۔ میں کہتا ہوں (راقم الحروف) یہ کتاب مطبوع ہے۔ اور کئی مرتبہ میں نے اس کا مطالعہ کیا ہے۔ نہایت ہی عمدہ اور لاجواب شرح ہے۔ اور اس کو دیکھنے والا یہی سمجھے گا کہ یہ شرح علامہ عینی رحمہ اللہ نے شاید اخیر عمر میں تصنیف کی ہے۔ حالانکہ آپ نے بیس سال کی عمر میں شروع فرمائی اور اکیس سال کی عمر میں اسے مکمل فرما دیا۔ جیسا کہ لکھتے ہیں:

وقد فرغت منه فی العشر الاول من شهر ربیع الاخر سنة اثنین وثمانین وسبعمائة وانا ابن احدیٰ وعشرین سنة

یعنی اس شرح سے فراغت ربیع الثانی کے پہلے عشرہ ۷۸۲ھ میں اکیس سال کی عمر میں ہوئی۔

محقق العصر علامہ مفتی محمد خان قادری حفظہ اللہ کے کتب خانہ میں یہ شرح موجود ہے۔ اس شرح کا ذکر امام سخاوی رحمہ اللہ نے بھی کیا ہے۔

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۲۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۴۱: وسائل التعریف فی مسائل التصریف:

فن صرف میں یہ تصنیف ہے۔

اس کتاب کا ذکر کسی تذکرہ نگار نے علامہ عینی رحمہ اللہ کے تذکرہ میں نہیں کیا، لیکن علامہ عینی رحمہ اللہ نے خود اپنی کتاب ''کشف القناع المرنی'' مخطوط میں اس کا ذکر کیا ہے۔

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص ۱۰۸ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

یہ کتاب غیر مطبوع ہے۔

۴۲: مقدمۃ فی التصریف:

یہ کتاب بھی فن صرف میں ہے، جیسا کہ نام سے واضح ہے۔ اس کتاب کا ذکر علامہ سخاوی، علامہ تمیمی رحمہما اللہ کے علاوہ قاضی شوکانی نے بھی کیا ہے۔ یہ کتاب بھی غیر مطبوع ہے۔

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۳۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

(الطبقات السنیۃ: ج ۳ ص ۸۲۰ مطبوعہ منشورات المجلس الاعلی قاہرہ)

۴۳: میزان النصوص فی علم العروض:

یہ کتاب علم عروض کے بیان میں ہے۔ جیسا کہ نام سے واضح ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے خود اور حاجی خلیفہ رحمہ اللہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب بھی غیر مطبوع ہے۔

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص ۱۱۸ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

۴۴: مقدمۃ فی العروض:

یہ کتاب بھی کتاب سابق کی طرح ہے۔ اس کتاب کا ذکر امام سخاوی، تمیمی رحمہما اللہ کے علاوہ قاضی شوکانی نے بھی علامہ عینی رحمہ اللہ کے تذکرہ میں کیا ہے۔ یہ کتاب بھی غیر مطبوع ہے۔

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۳۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۴۵: شرح لامیۃ ابن الحاجب:

''لامیۃ ابن الحاجب''، فن عروض میں شیخ ابن حاجب رحمہ اللہ صاحب ''کافیہ'' کی تصنیف ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ نے اس قصیدہ کی شرح فرمائی ہے۔ اس شرح کا ذکر ان ائمہ نے کیا ہے:

خود علامہ عینی، سخاوی، تمیمی، حاجی خلیفہ، ابن العماد رحمہم اللہ۔

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۳۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

یہ کتاب غیر مطبوع ہے۔

۴۶: الحاوی فی شرح قصیدۃ الساوی:

''قصیدۃ الساوی''، فن عروض میں ''قصیدہ لامیہ'' کی طرح ہے۔ ''قصیدہ ساوی'' کے مصنف صدر الدین محمد بن زکریا الساوی ہیں۔ اس شرح کا ذکر خود علامہ عینی رحمہ اللہ کے علاوہ ابن تغری بردی، سخاوی، تمیمی، سیوطی اور حاجی خلیفہ رحمہم اللہ کے علاوہ طاش کبریٰ زادہ نے بھی کیا ہے۔

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۳۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

یہ کتاب بھی غیر مطبوع ہے۔

۴۷: فتویٰ فی کتابۃ التاریخ:

اس فتویٰ کو ڈاکٹر فؤاد سید نے ''معہد المخطوطات العربیہ'' کے مجلہ میں نشر کیا ہے۔ اس کا موضوع اس کے عنوان سے ظاہر ہے۔

(بدر الدین العینی وجھودہ فی علوم الحدیث: ص ۹۳ مطبوعہ دار النوادر بیروت)

۴۸: التذکرۃ فی النوادر:

علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے اس کو اسی نام سے ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب بھی غیر مطبوع ہے۔

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۳۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۴۹: الدرر الزاہرۃ فی شرح البحار الزاخرۃ:

''البحار الزاخرۃ'' فقہ حنفی میں نہایت ہی مختصر باانداز منظوم متن ہے۔اس کے مصنف علامہ عینی رحمہ اللہ کے استاذ علامہ حسام الدین رہاوی رحمہ اللہ ہیں۔علامہ عینی رحمہ اللہ نے اس ارجوزۃ کی شرح فرمائی ہے۔اور اس شرح میں حسب عادت وجوہ اعراب، تراکیب لغویہ ،صرفیہ اور نحویہ کے علاوہ نفس مسئلہ کو مفصلاً ومدللاً بیان شافی وافی کافی کے ساتھ فرمایا ہے۔یہ کتاب تال حال مخطوط ہے۔

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۳۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۵۰: المسائل البدریۃ المنتخبۃ من الفتاویٰ الظہیریۃ:

''فتاوی ظہیریہ'' شیخ ظہیر الدین محمد بن احمد بن عمر البخاری المتوفی ۶۱۹ ھ کی فقہ حنفی میں تصنیف ہے۔علامہ عینی رحمہ اللہ کی اس کتاب کا ذکر ان ائمہ نے کیا ہے:

خود علامہ عینی، ابن تغری بردی، سخاوی، تمیمی، حاجی خلیفہ، ابن العماد رحمہم اللہ کے علاوہ بروکلمان نے بھی تحریر کیا ہے۔علامہ عینی رحمہ اللہ اس کتاب کی تصنیف سے ۸۴۰ ھ میں فارغ ہوئے۔یہ کتاب بھی تا حال مخطوط ہے۔

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۳۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۵۱: المستجمع فی شرح المجمع:

''مجمع البحرین'' فقہ حنفی میں شیخ احمد بن تغلب المعروف ابن الساعاتی المتوفی ۶۹۴ ھ کی تصنیف ہے۔امام سخاوی رحمہ اللہ کے بقول علامہ عینی رحمہ اللہ نے یہ شرح اکیس سال کی عمر میں اور کبار مشائخ کی موجودگی میں تالیف فرمائی، اور مشائخ عظام نے اس پر تقریظات قلم بند فرمائی ہیں۔علامہ عینی رحمہ اللہ نے یہ شرح دو سال کے مختصر عرصہ میں مکمل فرمائی، نیز اس شرح میں آپ نے ائمہ ثلاثہ کے اقوال، اصح اور اضعف قول کا بیان، محدثین کی اراء کے علاوہ مشکل اعراب اور تراکیب لغویہ نحویہ مفصلاً ذکر فرمائیں۔اس شرح کا ذکر خود علامہ عینی رحمہ اللہ، سخاوی، سیوطی، تمیمی، حاجی خلیفہ، لکھنوی، ابن العماد رحمہم اللہ کے علاوہ قاضی شوکانی اور بروکلمان نے بھی کیا ہے۔یہ شرح تا حال غیر مطبوع ہے۔

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۳۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۵۲: المنتقی فی شرح الملتقی:

''ملتقی النھرین'' فقہ حنفی میں امام ابن ساعاتی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے، جن کا ذکر ابھی گذرا ہے۔اس شرح کا ذکر ان سب ائمہ نے کیا ہے جن کا ذکر گذشتہ کتاب میں ہوا ہے۔یہ کتاب غیر مطبوع ہے۔

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۳۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۵۳: المقدمۃ السودانیۃ فی الاحکام الدینیۃ:

یہ کتاب بھی غیر مطبوع ہے۔

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص ۱۰۶ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

۵۴: منحۃ السلوک فی شرح تحفۃ الملوک:

''تحفۃ الملوک'' شیخ ابو بکر محمد بن ابی بکر بن عبد المحسن کی فقہ حنفی میں تصنیف ہے۔مصنف نے اپنی اس کتاب کو دس ابواب میں تقسیم کیا ہے، جو درج ذیل ہیں:

طہارت، صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم، حج، جہاد، صید مع الذبائح، کراھیۃ، فرائض اور الکسب مع الادب۔

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ نے نہایت اہتمام کے ساتھ اس کتاب کی احادیث کی تخریج کی، اس کے ساتھ ساتھ کثیر فوائد بھی ذکر کئے ہیں۔

ہم چند فوائد کا ذکر دیتے ہیں:

علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ویحرم التسبیح والتکبیر والصلاۃ علی النبی ﷺ عند کل عمل محرم کما اذا سبح او کبر اوصلی علی النبی ﷺ فی مجلس الفسق واللھو علی انہ یعمل عمل الفسق فھو حرام یا ثم فیہ وکذالك التاجراذا فتح متاعہ لمشتریہ وسبح اللہ تعالیٰ وصلی علی النبی ﷺ واراد بذالك اعلام المشتری جودۃ متاعہ

ہر حرام کام کے وقت رسول ﷺ پر درود، اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تکبیر کہنا حرام ہے جیسے اگر کوئی رسول اللہ ﷺ پر درود یا تسبیح و تکبیر مجلس فسق و فجور اور لغو مجلس میں اس لئے کہے کہ وہ فسق و فجور والا کام کر رہا ہے یہ حرام ہے۔ایسا کرنے والا گنہگار ہوگا۔اسی طرح اگر تاجر سامان بیچنے کے لیے مشتری کے سامنے جب سامان کھولے تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام پر درود پڑھے اور اس سے اس کا ارداہ ہو مشتری کو یہ بتلانا، کہ یہ بڑا عمدہ اور بہترین سامان ہے (ایسا کرنے کے لیے تسبیح الٰہی اور درود نبی ﷺ پڑھنا بھی حرام ہے)

اس کتاب کا ذکر خود علامہ عینی رحمہ اللہ کے علاوہ ابن تغری بردی، سخاوی، تمیمی، حاجی خلیفہ، ابن العماد، لکھنوی رحمھم اللہ کے علاوہ قاضی شوکانی اور بروکلمان نے بھی کیا ہے۔یہ کتاب بھی تا حال غیر مطبوع ہے۔

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۳۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص ۱۰۷ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

۵۵: شرح المنار:

''المنار'' اصول فقہ میں علامہ احمد بن محمو نسفی صاحب ''کنز الدقائق'' المتوفی ۷۱۰ھ رحمہ اللہ کی تصنیف لطیف ہے۔اس کتاب کی متعدد علماء نے شروح لکھی ہیں۔خود مصنف رحمہ اللہ نے بھی اس کی شرح لکھی ہے۔ان سب میں سے ممتاز اور مشہور و معروف و متداول حضرت ملاجیون رحمہ اللہ کی شرح بنام ''نور الانوار'' ہے۔اس شرح کا ذکر صرف

علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے کیا ہے۔یہ شرح بھی غیر مطبوع ہے۔

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۳۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۵۶: غرر الافکار شرح درر البحار:

''درر البحار'' فقہ حنفی میں شمس الدین محمد بن یوسف قونوی دمشقی المتوفی ۷۸۸ھ کی تصنیف ہے۔مصنف نے اس کتاب میں فقہ حنفی کی ''مجمع البحرین'' اور ''مذاہب ائمہ ثلاثہ'' کو بیان کیا ہے۔علامہ عینی رحمہ اللہ نے حسب عادت اس کی شرح فرمائی ہے۔

اس شرح کا ذکر علامہ جلال الدین سیوطی، تقی الدین تمیمی، ابن ریاضی زادہ، ابن العماد اور لکھنوی رحمھم اللہ نے کیا ہے۔

یہ کتاب بھی غیر مطبوع ہے۔

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص ۱۱۶ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

۵۷: الوسیط فی مختصر المحیط:

''المحیط'' فقہ حنفی کی مشہور ترین کتاب ہے۔علامہ عینی رحمہ اللہ نے دو جلدوں میں اس کا اختصار کیا ہے۔اس کتاب کا ذکر علامہ عینی رحمہ اللہ کے تذکرہ میں ان ائمہ نے کیا ہے:

ابن تغری بردی، سخاوی، تمیمی، ابن العماد اور بغدادی رحمھم اللہ۔یہ کتاب بھی غیر مطبوع ہے۔

(الضوء اللامع: ج ۱۰ ص ۱۳۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۵۸: المنتخب من مسائل روضۃ العلماء:

''روضۃ العلماء'' شیخ ابو علی حسین بن یحییٰ بخاری زندویستی حنفی کی تصنیف ہے۔علامہ عینی رحمہ اللہ نے اس کتاب سے چند منتخب مسائل تحریر کئے ہیں۔یہ کتاب بھی غیر مطبوع ہے۔اور اس کا ذکر صرف علامہ عینی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''کشف القناع المرنی'' میں کیا ہے۔

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص ۱۱۹ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

۵۹: مجموع من احادیث متفرقہ من ذالک احادیث الاحیاء للغزالی:

اس کتاب کا ذکر ڈاکٹر صالح یوسف معتوق نے کیا ہے۔ ہمیں یہ کتاب دیگر مصادر سے نہیں ملی۔

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص ۱۱۹ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)

"احیاء العلوم" حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ کی تصنیف مبارک ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے اس کی متفرق احادیث کی تخریج وتحقیق کی ہے۔ یاد رہے اس سے پہلے علامہ عینی رحمہ اللہ کے استاذ علامہ زین الدین عراقی رحمہ اللہ التوفی ۸۰۶ھ نے بھی احیاء العلوم کی احادیث کی تخریج وتحقیق کی ہے جو بحمد اللہ احیاء العلوم کے ساتھ ہی مطبوع ہے۔ لیکن علامہ عینی رحمہ اللہ کی کتاب تا حال غیر مطبوع ہے۔ اللہ کرے یہ بھی طبع ہو جائے، تا کہ فائدہ عام ہو۔ آمین۔

۶۰: تکمیل الاطراف:

اصل کتاب علامہ ابو الحجاج یوسف بن زکی الدین رحمہ اللہ صاحب "تہذیب الکمال فی اسماء الرجال" التوفی ۷۴۲ھ کی تصنیف مبارک ہے۔

علامہ زاہد الکوثری لکھتے ہیں:

علامہ عینی رحمہ اللہ نے اس کا تکملہ اور تتمہ لکھا ہے۔

(مقدمہ عمدۃ القاری: ص ۱۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

میں کہتا ہوں: مگر ڈاکٹر صالح یوسف معتوق نے اس کتاب کے علامہ عینی رحمہ اللہ کی تصنیف ہونے کا شدید انکار کیا ہے بہر حال یہ کتاب غیر مطبوع ہے۔ واللہ اعلم۔

۶۱: کتاب المناسک:

اس کتاب کا ذکر ڈاکٹرانی ہند بنت سحلول نے کیا ہے۔

(البدر الدین العینی وجھودہ فی علوم اللغۃ: ص ۱۰۸ مطبوعہ دار النوادر بیروت)

۶۲: العلم الھیب فی شرح الکلم الطیب:

"الکلم الطیب" شیخ ابن تیمیہ التوفی ۷۲۸ھ کی مختصر کتاب ہے۔ جس کا عنوان "اذکار ودعوات" ہے۔ مصنف کے شاگرد رشید شیخ ابن قیم جوزیہ التوفی ۷۵۱ھ نے بنام "الوابل الصیب ورافع الکلم الطیب" اس کی شرح لکھی ہے۔ شیخ الاسلام حافظ بدر الدین عینی رحمہ اللہ نے بھی اس کی ایک مفصل شرح لکھی ہے۔ یہ شرح ایک ضخیم جلد میں مطبوع ہے۔ بحمد اللہ راقم الحروف کے ذاتی کتب خانہ میں موجود ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ اس شرح کی تالیف سے بائیس ذوالقعدہ ۷۹۰ھ میں فارغ ہوئے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے اس شرح میں حسب عادت نہایت ہی طوالت سے کام لیا ہے۔ برکت کے لیے ہم بھی ایک مثال ذکر کر دیتے ہیں۔

شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

وقال عبد الله بن مسعود رضی الله عنه قال النبی ﷺ لقیت ابراهیم علیه السلام لیلة اسری بی فقال یا محمد اقرء امتك منی السلام واخبرهم ان الجنة طیبة التراب عذبة الماء وان غراسها سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر۔
قال الترمذی حدیث حسن۔

(سنن ترمذی: رقم ۳۴۶۲ مطبوعہ بیروت)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ معراج کی شب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا اے محمد! اپنی امت کو میرا سلام کہنا اور انہیں یہ بتا دینا کہ جنت کی مٹی بڑی پاکیزہ اور پانی انتہائی میٹھا ہے اور اس کے پودے "سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر" ہیں۔

امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔

اس کے بعد علامہ عینی رحمہ اللہ اس حدیث کی مفصل شرح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

اقول :عبداللہ بن مسعود بن غافل بالغين المعجمة والفاء ابن حبيب بن شمخ بن قار بن مخزوم بن صاهلة بن كاهل بن الحارث بن تميم بن سعدبن هذيل بن مدركة بن الياس بن مضر الهذلي حليف بني زهرة اسلم بمكة قديماً وهاجر الى الحبشة ثم هاجر الى المدينة وشهد بدراً والمشاهد كلها مع رسول اللهﷺ وهو صاحب نعل رسول اللهﷺ كان يلبسه اياها اذاقام فاذا جلس ادخلها في ذراعه وكان كثير الولوج على الرسولﷺ وقال له رسول اللهﷺ اذنك على ان ترفع الحجاب وتسمع سوادي حتى انهاك والسواد بكسر السين السرار روى له عن رسول اللهﷺ ثمانمائة حديث وثمانية واربعون حديثاً اتفقامنها على اربعة وستين وانفرد البخاري باحدى وعشرين ومسلم بخمسة وثلاثين روى عنه انس بن مالك وابو رافع مولى النبيﷺ وابو موسىٰ الاشعري وعمرو بن حُريث وطارق بن شهاب والنزال بن سبرة والاحنف بن قيس

میں کہتا ہوں: یہ عبداللہ بن مسعود بن غافل (نقطہ والی غین اور فاء کے ساتھ) ابن حبیب بن شمخ بن قار بن مخزوم بن صاھلہ بن کاہل بن حارث بن تمیم بن سعد بن ھذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر الھذلی قبیلہ بنو زہرہ کے حلیف ،آپ قدیم الاسلام ہیں۔مکہ میں اسلام قبول کیا تھا۔آپ نے حبشہ کے ساتھ ساتھ مدینہ منورہ کی طرف بھی ہجرت کی،غزوہ بدر کے ساتھ ساتھ تمام غزوات میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ رہے۔آپ رسول اللہ ﷺ کے نعلین مبارک اٹھاتے تھے۔جب آپ ﷺ کھڑے ہوتے تو آپ کو پہناتے تھے اور جب آپ ﷺ بیٹھتے تو آپ کے نعلین مبارک اتار کر بغلوں میں رکھ لیتے تھے ،اور یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کثرت سے آتے جاتے تھے۔رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: تمہیں اس بات کی اجازت ہے کہ تم بغیر رکاوٹ کے میرے راز کی باتیں سنا کرو جب تک میں تمہیں روکوں نہیں۔

(صحیح مسلم:۱۶/۲۱۶۹)

''سواد'' سین کے نیچے زیر،کا معنی ہے:راز۔

انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے آٹھ سو اڑتالیس

وعلقمة بن قيس والاسود بن يزيد واخوه عبدالرحمن وعبيدة بن عمرو السلماني ومسروق بن الاجدع وعمرو بن ميمون الاودي وزيد بن وهب الجهني وابو عثمان النهدي وابو ميسرة عمرو بن شرحبيل الهمداني وابو عائشة الحارث بن سويد التيمي وغيرهم نزل الكوفة ومات بها سنة اثنين وثلاثين وقيل سنة ثلاث وثلاثين وقيل مات بالمدينة وصلى عليه عثمان بن عفان وقيل بل صلى عليه الزبير وقال ابن نمير مات بالمدينة سنة اثنتين وثلاثين ودفن بالبقيع واوصى الى الزبير بن العوام وصلى عليه وروى له الجماعة

وقوله :" شمخ " بفتح الشين المعجمة وسكون الميم وبالخاء المعجمة و"قار" بالقاف والراء و "صاهله "بالصاد المهملة واللام

وقوله : " ليلة اسرى بي " اى ليلة المعراج

(۸۴۸) احادیث روایت کی ہیں ۔چونسٹھ (۶۴) احادیث متفق علیہ ہیں ۔متفق علیہ احادیث کے علاوہ اکیس (۲۱) احادیث میں امام بخاری رحمہ اللہ جبکہ پینتیس (۳۵) احادیث میں امام مسلم رحمہ اللہ منفرد ہیں۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان محدثین نے حدیث روایت کی ہے: حضرت انس بن مالک ،حضرت ابو رافع مولی رسول اللہ ﷺ،حضرت ابو موسیٰ اشعری،عمرو بن حریث،طارق بن شہاب،نزال بن سبرہ،احنف بن قیس، اسود بن یزید،عبدالرحمٰن بن یزید،عبیدہ بن عمرو سلمانی، مسروق بن اجدع،عمرو بن میمون اودی، زید بن وہب جھنی،ابو عثمان نہدی،ابو میسرہ عمرو بن شرحبیل ہمدانی،ابو عائشہ حارث بن سوید تیمی وغیرھم،رضی اللہ عنھم۔

یہ نزیل کوفہ ہوئے اور وہاں ہی ۳۲ھ یا ۳۳ھ میں وفات پائی۔ایک قول یہ ہے: کہ مدینہ منورہ میں آپ کی وفات ہوئی اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔اور ایک قول یہ ہے کہ: حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی ہے۔ابن نمیر نے کہا: آپ نے مدینہ منورہ میں ۳۲ھ میں وفات پائی اور بقیع میں مدفون ہوئے

قوله : " وقال يا محمد " اى قال ابراهيم عليه
السلام " اقرئ امتك منى السلام " واعلم انه لم
يسلم على امته ﷺ ليلة المعراج من الا نبياء
خلاف ابراهيم عليه السلام ولذلك امرنا ان
نصلى عليه فى التشهد فى الصلوات تخصيصاً اياه
من بين سائر الا نبياء شكراً على صنيعه ومجازاة
له على فعله قوله : "طيبة التربة "اى التراب لانه
من الزعفران كما روى الترمذى عن ابى هريرة
رضى الله عنه قال: قلت يارسول الله مم خلق
الخلق ؟ قال من الماء قلنا : الجنة ما بناؤها؟ قال:
لبنة من فضة ولبنة من ذهب وملاطها المسك الا
ذفر وحصباؤها اللؤلؤ والياقوت وتربتها
الزعفران من يدخلها ينعم ولا يبئس ويخلد و
لا يموت ولا تبلى ثيابهم ولا تفنى شبابهم قوله :
وانها " اى الجنة "قيعان وهى جمع قاع وهو
المستوى من الارض، وكذلك القيعة والجمع اقوع
واقواع ،وقيعان اصلها قوعان قلبت الواو ياء
لسكونها وانكسار ما قبلها قوله : " وان غراسها "
الغراس : جمع غرس وهو ما يغرس

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کی وصیت کے مطابق
ان کی نماز جنازہ پڑھائی ۔محدثین کی ایک جماعت نے
ان سے احادیث روایت کی ہیں ۔ (حضرت عبداللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ کے نسب میں) لفظ ''شمخ'' نقطہ والی
شین ،میم ساکن اور نقطہ والی خاء کے ساتھ ہے۔حدیث
پاک میں لفظ ''لیلۃ اسری بی'' سے مراد شب معراج
ہے۔حدیث کے لفظ ''فقال یا محمد ''یعنی حضرت
ابراہیم علیہ اسلام نے فرمایا اے محمد !اپنی امت کو میری طرف
سے سلام کہنا۔ واضح رہے کہ معراج کی رات کسی نبی نے
امت محمدیہ (علی صاحبھا الف الف صلاۃ والف الف
تسلیمات) پر سلام کہنے کا نہیں فرمایا ،سوائے حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے ،اس لیے ہمیں حکم دیا گیا تمام نمازوں کے
تشہد میں آپ پر درود بھیجنے کا ،باقی انبیاء علیہم السلام سے آپ
کو خاص کرتے ہوئے اور آپ کے اس عمل کا بدلہ دینے اور
ان کا شکریہ ادا کرنے کے لیے۔حدیث پاک میں لفظ ''طیبۃ
التربۃ'' تربۃ سے مراد ''تراب'' یعنی مٹی ہے ۔اس کو پاکیزہ
اور عمدہ مٹی اس لیے کہا گیا کیونکہ وہ زعفران کی ہے۔جیسا کہ
امام ترمذی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے
ہیں :ان کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ

والغراس ايضاً وقت الغرس مثل الحصاد
والجذاذ والقطاف والغرس انما يصح فى التربة
الطيبة وينمو بالماء العذب واحسن ما يتاتى فى
القيعان اشار بذلك رسول الله ﷺ ان هذه
الكلمات تورث قائلها الجنة وان الساعى فى
اكتسابها هو الذى لا يضيع سعيه لانها المغرس
الذى لا يتلف ما استودع ولا يخلف ما نبت منه
واستفيد من هذ االحديث فوائد: الاولى: فيه
دليل على ثبوت الا سراء الى السماوات رداً على
المعتزلة حيث انكروا غيرما ذكر فى القرآن من
اسرائه من المسجد الحرام الى المسجد الا قصى
وانما قلنا فيه دليل على ذلك لان الظاهر انه عليه
السلام ما لقى ابراهيم عليه السلام الا فى السماء
كما ثبت فى الصحيحين انه لقى ابراهيم فى
السماء السابعة سلم عليه فرد عليه السلام ثم قال
: "مرحبا بالابن الصالح والنبى الصالح"

مخلوق کو کس چیز سے بنایا گیا ہے؟ فرمایا پانی سے ۔ہم
نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! جنت کی عمارت کس چیز
کی بنی ہوئی ہے؟ فرمایا چاندی اور سونے کی اینٹوں سے،
جس کا مٹیریل (گارا) خالص مشک کا ہے، اور اس کے
کنکر لولو اور یاقوت کے ہیں ۔اس کی مٹی زعفران ہے،
جو اس میں داخل ہوگا وہ عیش وعشرت میں ہوگا ، مایوس
نہیں ہوگا، ہمیشہ ہمیشہ رہے گا ،اسے موت بھی نہیں آئے
گی ،جنتیوں کے کپڑے پرانے نہیں ہوں گے، ان کی
جوانی بھی فنا نہیں ہو گی ۔(سنن ترمذی رقم:
۲۵۲۶) حدیث پاک میں فرمایا'' انھا'' (بے شک وہ
) یعنی جنت ''قیعان'' (پست وہموار جگہ) ہے یہ لفظ ''قاع
'' کی جمع ہے ''قاع'' اور اسی طرح ''قیعۃ'' کا معنی ہے، نرم
وہموار زمین ۔اس کی جمع ''اقوع'' اور ''اقواع'' آتی ہے
''قیعان'' کی اصل ''قوعان'' ہے۔ واو کے ساکن اور ماقبل
مکسور ہونے کی وجہ سے اسے یاء سے تبدیل کر دیا گیا۔
حدیث پاک میں آیا'' وان غراسھا'' (بے شک جنت
کے پودے) ''غراس'' یہ'' غرس'' کی جمع ہے ۔جیسے :
حصاد، جذاد، قطاف ۔اور پودہ وہاں صحیح اگتا ہے جہاں کی
زمین اچھی ہو، اور یہ میٹھے پانی سے نشوونما پاتا ہے، اور سب
سے بہتر پودہ وہ ہوتا ہے جو نرم وہموار زمین میں اگایا جائے ۔

الثانية : فيه دليل على فضل امته عليه السلام على سائر الامم حيث بعث ابراهيم عليه السلام السلام مع النبي اليهم

الثالثة :فيه دليل على جواز بعث السلام الى الغائب

الرابعة : ينبغي ان يبلغ الذى يحمل السلام الى الذى بعث اليه

الخامسة : فيه دليل على وجود الجنة رداً على من انكرها بالكلية وعلى من انكر وجودها الان

السادسة :فيه دليل على ان قائل " سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر " من اهل الجنة۔

رسول کریم ﷺ نے اس قول سے یہ اشارہ دیا کہ :یہ تھوڑے کلمات جنت کا وارث بنا دیتے ہیں اور اس جنت کو حاصل کرنے میں کوشش کرنے والے کی کوشش رائیگاں نہیں جائے گی، کیونکہ جنت وہ پودا لگانے کی جگہ ہے جس میں جو چیز ودیعت رکھی جائے وہ ضائع نہیں ہوتی اور جو چیز اس سے اگائی جائے وہ ضرور اگتی ہے۔اس حدیث مبارک سے کئی فوائد مستنبط کیے گئے ہیں: پہلا فائدہ: اس حدیث میں آسمان کی طرف معراج کے ثبوت پر دلیل ہے اور یہ رد ہے معتزلہ کا، کیونکہ انہوں نے قرآن مجید میں ذکر کردہ معراج مسجد حرام سے مسجد اقصی تک کے علاوہ کا انکار کیا ہے۔ ہم نے کہا: اس حدیث میں آسمان کی طرف معراج کے ثبوت میں دلیل ہے؟ اس لیے کہ ظاہر یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے صرف آسمان میں ملاقات کی ہے جیسا کہ صحیحین (بخاری ومسلم) میں ثابت ہے کہ آپ نے ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی اور آپ کو سلام کیا، اور انہوں نے آپ کے سلام کا جواب دیا، پھر فرمایا" نیک بیٹے اور صالح نبی کو خوش آمدید"۔ (صحیح بخاری رقم ۳۸۸۷)

دوسرا فائدہ : اس حدیث میں امت محمدیہ (علی صاحبھا الصلوۃ والسلام) کے باقی امتوں سے افضل ہونے پر دلیل ہے۔ کیونکہ ابراہیم علیہ السلام نے نبی اکرم ﷺ کے ذریعے انہیں سلام بھیجا۔

تیسرا فائدہ:اس حدیث میں غائب کو سلام بھیجنے کے جواز پر دلیل ہے۔

چوتھا فائدہ : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کے ذریعے دوسرے کے لیے سلام بھیجا جائے تو وہ شخص اس دوسرے شخص تک سلام پہنچائے۔

پانچواں فائدہ :اس حدیث میں جنت کے وجود پر دلیل ہے اور یہ رد ہے ان کا جنہوں نے کلیۃً اس کا انکار کیا، یا فی الحال اس کے وجود کا انکار کیا ہے۔

چھٹا فائدہ :اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ" سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر" کہنے والا جنتی ہے۔

(العلم الھیب فی شرح الکلم الطیب: ص۱۱۳ تا ۱۱۷ مطبوعہ مکتبۃ الرشد ریاض)

میں کہتا ہوں! یہ کتاب کثیر فوائد پر مشتمل ہے۔اس میں حدیث کی سند پر مفصل گفتگو ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تذکرہ مفصلاً بیان فرمایا، ان کے علاوہ دیگر راویوں پر بحث نہیں فرمائی؟ اس لیے کہ اس کتاب کے مصنف شیخ ابن تیمیہ نے صرف صحابی کے نام پر اکتفاء کیا ہے، تو شارح نے بھی ماتن کی اتباع کی ہے۔ بہرحال فضائل ذکر ودعا وغیرہ میں یہ شرح نہایت اہم درجہ کی حامل ہے۔

۶۳: شرح سنن ابوداؤد:

''سنن ابوداؤد شریف'' کی یہ شرح ہے۔علامہ عینی رحمہ اللہ دیگر مشاغل دینیہ کی وجہ سے یہ شرح مکمل نہ فرما سکے اور یہ شرح جو مطبوع ہے، وہ شروع سے بھی کچھ ناقص ہے۔یاد رہے علامہ عینی رحمہ اللہ کی ''شروحات حدیثیہ'' میں سے یہ شرح دوسرے نمبر پر ہے۔

اس شرح کے پایہ تکمیل نہ ہونے کی وجہ:

میں کہتا ہوں: اس شرح کے پایہ تکمیل نہ ہونے کی وجہ کچھ حاسدین اور شرارتی لوگوں کی شرارت کا دخل بھی ہے۔جیسا کہ ''عمدۃ القاری'' کے مقدمہ میں اس بات کی تصریح ہے (نعوذ باللہ من ذالک)۔اس شرح کی بے شمار خصوصیات ہیں ہم ایک حدیث مع شرح (متن مع ترجمہ) ذکر کر دیتے ہیں۔آپ پڑھ کر انصاف کیجیے گا کہ اگر یہ شرح پایہ تکمیل کو پہنچ جاتی تو امت کا کس قدر فائدہ ہوتا؟ کاش! حاسدین و معاندین کو بھی یہ بات سمجھ آجاتی۔یاد رہے علامہ عینی رحمہ اللہ حدیث کے متن کے لیے لفظ (ص) کا رمز استعمال کرتے ہیں جبکہ شرح کے لیے لفظ (ش) کا اشارہ استعمال کرتے ہیں۔

امام المحدثین ابوداؤد سجستانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

باب الوضوء من مس الذکر

یہ باب ذکر کو چھونے سے ''وضو'' کے بیان میں ہے:

حدثنا عبداللہ بن مسلمۃ عن مالك عن عبداللہ بن ابی بکر انہ سمع عروۃ یقول دخلت علی مروان بن الحکم فذکرنا ما یکون منہ الوضوء فقال مروان ومن مس الذکر ؟ فقال عروۃ ما علمت ذاك فقال مروان اخبرتنی بسرۃ بنت صفوان انہا سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من مس ذکرہ فلیتوضاء۔

ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن مسلمہ نے از مالک از عبد اللہ بن ابو بکر انہوں نے عروہ سے سنا: وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مروان بن حکم کے پاس آیا۔ہم نے ان چیزوں کا ذکر کیا جن سے وضو لازم ہوتا ہے، تو مروان نے کہا ذکر کو چھونے سے بھی۔حضرت عروہ نے کہا مجھے اس بارے میں علم نہیں ہے۔مروان نے کہا مجھے بسرہ بنت صفوان نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ارشاد فرما رہے تھے: جس شخص نے اپنے ذکر کو چھوا اسے چاہیے کہ وہ وضو کرے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ حسب عادت اس حدیث کی طویل شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(ش)

"عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمر و بن حزم بن زید بن لوازن ابو محمد ویقال ابو بکر الانصاری المدنی سمع انس بن مالك وعبد اللہ بن عامر وغیرہما قال ابن معین :ثقۃ وقال ابو حاتم صالح روی لہ البخاری ومسلم روی عنہ الزہری ومالك بن انس والثوری وابن عیینۃ وغیرہم وقال ابن سعد کان ثقۃ کثیر الحدیث عالماً توفی سنۃ خمس وثلاثین ومائۃ ولیس لہ عقب وھو ابن

سبعین سنة روی له الجماعة وعروة بن الزبیر ومروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیة بن عبد شمس ابن عبد مناف بن قصی ابو عبد الملك اوابو القاسم اوابو الحکم ولد بعد الهجرة بسنتین روی له البخاری حدیث الحدیبیة مقروناً بالمسور بن مخرمة ولم یصح له سماع من النبی ﷺ روی عنه ابنه عبدالملك وعروة بن الزبیر وعلی بن الحسین وغیرهم توفی سنة خمس وستین وهو ابن ثلاث وستین وی له ابو داود والترمذی والنسائی وابن ماجه وبسرة بنت صفوان بن نوفل بن اسد بن عبد العزی بن قصی القرشیة الاسدیة وهی خالة مروان بن الحکم وجدة عبد الملك بن مروان وهی بنت اخی ورقه بن نوفل وهی اخت عقبة بن ابی معیط لامه روی عنها عبد الله بن عمر و وعروة بن الزبیر ومروان بن الحکم روی لها ابو داود والترمذی والنسائی وابن ماجه قوله ومن مس الذکر یعنی یکون الوضوء من مس الذکر

قوله ما علمت ذاك ای وجوب الوضوء من مس الذکر

وبهذا الحدیث احتج الشافعی واحمد علی ان مس الذکر ناقض للوضوء والیه ذهب الاوزاعی واسحق الا ان الشافعی لا یری ذلك الا باللمس بباطن الکف وقال مالك انما ینتقض فی مس ذکر رجل کبیر وروی هذا الحدیث الترمذی والنسائی وابن ماجه وقال الترمذی حدیث حسن صحیح وفی الباب عن ام حبیبة وابی ایوب وابی هریرة واروی بنت انیس وعائشة وجابر وزید بن خالد وعبد الله بن عمرو وقال محمد بن اسماعیل هذا الحدیث اصح شیء فی هذا الباب واحتجوا ایضاً باحادیث نذکرها

والجواب عن ذلك من وجوه : الاول: انه مخالف لما روی عن عمر و علی وابن مسعود وابن عباس وزید بن ثابت وعمران بن حصین وحذیفة بن الیمان وابی الدرداء وعمار بن یاسر وسعد بن ابی وقاص وابی امامة وسعید بن المسیب وسعید بن جبیر و ابراهیم النخعی وربیعة بن عبد الرحمن وسفیان الثوری وجماعة اخری الثانی :ان هذه الحادثة لما وقعت فی زمن مروان بن الحکم نشاور من بقی من الصحابة فقالوا لا ندع کتاب ربنا ولا سنة نبینا لقول امرأة لا ندری اصدقت ام کذبت

الثالث: انه خبر و احد فیما یعم البلوی فلوثبت لاشتهر الرابع: انه بعد تسلیم ثبوته محمول علی غسل الیدین لان الصحابة کانوا یستنجون بالاحجار دون الماء واذا مسوه بایدیهم کانت تتلوث خصوصاً فی ایام الصیف فامر بالغسل لهذا فان قیل : قد قال ابن حبان ولیس المراد من الوضوء غسل الید وان کانت العرب تسمی غسل الید وضوءاً بدلیل ما اخبرنا واسند عن عروة بن الزبیر عن مروان عن بسرة قالت قال رسول الله ﷺ من مس فرجه فلیتوضاء وضوءه للصلوة واسند ایضاً عن عروة بن الزبیر عن مروان عن بسرة قالت : قال رسول الله ﷺ من مس فرجه فلیعد الوضوء قال : والاعادة لا تکون الا لوضوء الصلوة قلنا : هذا الطحاوی وهو امام فی الحدیث قد استضعفه بالاسناد الاول وروی باسناده عن ابن عیینه:انه عد جماعة لم یکونو یعرفون الحدیث ومن رأیناه یحدث عنهم سخرنا منه وذکر منهم عبد الله بن ابی بکر بن محمد بن حزم ثم اخرجه من طریق الاوزاعی اخبرنی الزهری حدثنی ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم قال فثبت انقطاع هذا الخبرو ضعفه وبالسند الاول رواه مالك فی الموطا وعند الشافعی فی مسنده ومن طریق الشافعی رواه البیهقی وقال الطحاوی : لا نعلم احداً افتی بالوضوء من مس الذکر غیر ابن عمر و قد خالفه فی ذلك اکثر اصحاب رسول الله ﷺ ومن الاحادیث التی احتجوا بها ما رواه ابن حبان فی صحیحه عن یزید بن عبد الملك ونافع بن ابی نعیم القاری عن المقبری عن ابی هریرة قال : قال رسول الله ﷺ : اذا افضی احدکم بیده الی فرجه ولیس بینهما ستر ولا حائل فلیتوضاء ورواه الحاکم فی المستدرك وصححه ورواه احمد فی مسنده والطبرانی فی معجمه والدار قطنی فی سننه وکذلك البیهقی ولفظه : من افضی بیده الی فرجه لیس دونها حجاب فقد وجب علیه وضوء الصلوة

قال: ویزید بن عبد الملك تکلموا فیه ثم اسند عن احمد بن حنبل انه سئل عنه فقال شیخ من اهل المدینة لیس به بأس قلنا اغلظ العلماء القول فیه فقال ابو زرعة : واهی الحدیث وغلظ فیه القول جداً وقال النسائی : متروك الحدیث وقال الساجی : ضعیفه منکر الحدیث واختلط باخرة ثم قال البیهقی :

قال الشافعي الا فضاء باليد انما هو ببطنها قلنا ذكر في المحلى : قول الشافعي لا دليل عليه من قرآن ولا
سنة ولا اجماع ولا قياس ولا رأى صحيح ولا يصح في الآثار من افضى بيده الى فرجه ولو صح فالا فضاء
يكون بظهر اليد كما يكون بباطنها ومنها ما اخرجه ابن ماجه في سننه عن الهيثم بن جميل حدثنا
العلاء بن الحارث عن مكحول عن عنبسة بن ابى سفيان عن ام حبيبة انها سمعت رسول اللهﷺ يقول
: من مس فرجه فليتوضاء قال الترمذي في كتابه : قال محمد يعني البخاري لم يسمع مكحول من
عنبسة بن ابى سفيان وروى مكحول عن رجل عن عنبسة غير هذا الحديث وكانه لم ير هذا الحديث
صحيحاً قال وقال محمد اصح شيء سمعت في هذ الباب حديث العلاء بن الحارث عن مكحول عن
عنبسةبن ابى سفيان عن ام حبيبة و هذا مناقض لما نعلمه عن البخاري في حديث بسرة انه قال هو
اصح شيء في هذاالباب وقد تقدم واسند الطحاوي في شرح الآثار عن ابى مسهر انه قال : لم يسمع
مكحول من عنبسة شيئاً قال : وهم يحتجون بقول ابى مسهر فرجع الحديث الى الا نقطاع وهم لا
يحتجون بالمنقطع ‘ومنها ما اخرجه ابن ماجه ايضاً عن اسحق بن فروة عن الزهري عن عبد الرحمن
بن عبد القاري عن ابى ايوب قال : سمعت رسول اللهﷺ : يقول من مس فرجه فليتوضاء۔
قلنا: هذا حديث ضعيف فان اسحق المذكور متروك باتفاقهم وقد اتهمه بعضهم۔ ومنها ماروواه ابن
ماجه ايضاً عن عبد الله بن نافع بن ابى ذئب عن عقبة بن عبد الرحمن عن محمد بن عبد الرحمن بن
ثوبان عن جابر بن عبد الله قال قال رسول اللهﷺ اذا مس احدكم ذكره فعليه الوضوء واخرجه
البيهقي في السنن من طريق الشافعي عن عبد الله بن نافع به ولفظه فيه "اذ افضى احدكم بيده الى
فرجه فليتوضاء" ثم قال الشافعي: وسمعت جماعة من الحفاظ غير ابن نافع يروونه ولا يذكرون فيه
جابراً وقال الطحاوي في شرح الاثار: وقد روى الحفاظ هذا الحديث عن ابن ابى ذئب فارسلوه ولم
يذكروا فيه جابراً فرجع الحديث الى الارسال وهم لا يحتجون بالمرسل۔ ومنها ما رواه احمد في مسنده
والبيهقي في سننه عن بقية بن الوليد حدثني محمد بن الوليد الزبيدي حدثني عمرو بن شعيب عن

ابيه عن جده قال قال رسول اللهﷺ ايما رجل مس فرجه فليتوضاء وايما امراة مست فرجها فليتوضاء
قلنا يحتج بحديث عمر وبن شعيب اذاكان الراوي عنه ثقة واذاكان غير ثقة فلا يحتج به واما حديثه
عن ابيه عن جده فقد تكلم فيه من جهة انه كان يحدث من صحيفة جده قالوا وانما روى احاديث
يسيرة واخذ صحيفة كانت عنده فرواها وقال الحافظ جمال الدين المزي: عمروبن شعيب يأتي على
ثلاثة اوجه ،عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده وهو الجادة ،وعمر وبن شعيب عن ابيه عن عبد الله بن
عمرو ،وعمرو بن شعيب عن ابيه عن جده عن عبد الله بن عمرو فعمرو له ثلاثة اجدادمحمد وعبدالله
وعمرو بن العاص محمد تابعي وعبدالله وعمر وصحابيان فان كان المراد بجده محمد فالحديث
مرسل لانه تابعي وان كان المراد به عمرواً فالحديث منقطع لان شعيباً لم يدرك عمرواًوان كان
المراد به عبد الله فيحتاج الى معرفة سماع شعيب من عبد الله ومنها ما اخرجه الدار قطني عن اسحق بن
محمد الفروي حدثنا عبد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمران رسول اللهﷺ قال: من مس ذكره
فليتوضاء وضوئه للصلاة واسحق بن محمد الفروي هذا ثقة اخرج له البخاري في صحيحه و ليس هو
باسحق بن ابى فروة المتقدم في حديث ابى ايوب ووهم ابن الجوزي في التحقيق فجعلهما واحدا وله
طريقان آخران عند الطحاوي احدهما: عن صدقة بن عبد الله عن هشام بن زيد عن نافع عن ابن
عمر قال وصدقة هذا ضعيف ومنها ماروا ه احمد في مسنده عن ابن اسحق حدثني مسلم الزهري عن
عروة بن الزبير عن زيد بن خالد الجهني سمعت رسول اللهﷺ يقول: من مس فرجه فليتوضاء ورواه
الطحاوي وقال انه غلط لان عروة اجاب مروان حين ساله عن مس الذكر بانه لا وضوء فيه فقال مروان
اخبرتني بسرة عن النبيﷺ ان فيه الوضوء فقال له عروة: ما سمعت هذا حتى ارسل مروان الى بسرة
شرطياً فاخبرته وكان ذلك بعد موت زيد بن خالد بما شاء الله فكيف يجوز ان ينكرعروة على عائشة
ماحدثه به زيد بن خالد ؟ هذا مما لا يستقيم ولا يصح‘

(سند کے رواۃ) عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم بن زید بن لوازن ابومحمد۔ کچھ اہل علم نے ابوبکر کہا ہے۔ انصاری مدنی ہیں: انہوں نے حضرت انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہما کے علاوہ کئی مشائخ سے حدیث کا سماع کیا، امام ابن معین نے کہا یہ ثقہ ہیں۔ ابوحاتم نے کہا یہ صالح ہیں۔ بخاری اور مسلم نے ان کی روایت کو ذکر کیا ہے۔ ان سے زہری، مالک بن انس، ثوری اور ابن عیینہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ کئی لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ ابن سعد نے کہا: یہ ثقہ، کثرت سے حدیث بیان کرنے والے اور عالم تھے۔ ۱۳۵ھ میں ستر سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کے پیچھے ان کی اولاد نہیں تھی۔ محدثین کی ایک جماعت کے علاوہ ان سے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی حدیث کی روایت لی ہے حدیث پاک میں آیا ''ومن مس الذکر'' اس کی اصل عبارت یوں ہے ''یکون الوضوء من مس الذکر'' (یعنی ذکر کو چھونے سے وضو ہے۔ حدیث میں آیا ہے ''ماعلمت ذاک'' (یعنی میں ذکر کو چھونے سے وضو کے وجوب کو نہیں جانتا)۔ اس حدیث سے امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ نے اس پر استدلال کیا کہ مس ذکر سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ یہی مذہب امام اوزاعی، ور امام اسحٰق رحمہما اللہ کا ہے۔ مگر حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ وضو اس وقت ٹوٹے گا جب ہتھیلی کے باطنی حصہ سے ذکر چھوا جائے۔ امام مالک نے فرمایا: صرف کسی بڑے شخص کا ذکر چھونے سے وضو ٹوٹتا ہے۔ اس حدیث کو ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس باب میں ان صحابہ کرام سے بھی روایت ہے: حدیث میں موجود مروان کا ذکر: مروان بن حکم بن ابوالعاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی ابوعبدالملک یا ابوالقاسم یا ابوالحکم۔ یہ ہجرت کے دو سال بعد پیدا ہوئے۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث حدیبیہ مسور بن مخرمہ کے ساتھ مقرون کر کے اس سے روایت لی ہے۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے اس کا سماع صحیح نہیں ہے۔ اس سے اس کے بیٹے عبدالملک کے علاوہ عروہ بن زبیر، علی بن حسین (امام باقر) اور کئی مشائخ نے حدیث روایت کی ہے۔ تریسٹھ سال کی عمر میں ۶۵ھ میں اس کی وفات ہے۔ امام ابوداود، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے اس کی روایت کو اپنی سنن میں ذکر کیا ہے۔ حدیث میں موجود بسرۃ بنت صفوان رضی اللہ عنہا کا تذکرہ: بسرہ بنت صفوان بن نوفل بن اسد بن عبدالعزی بن قصی قرشیہ اسدیہ۔ یہ مروان بن حکم کی خالہ اور عبدالملک بن مروان کی نانی ہیں۔ یہ ورقہ بن نوفل کی بھتیجی اور ماں کی طرف

سے عقبہ بن ابی معیط کی بہن ہیں۔ ان سے عبداللہ بن عمرو اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے علاوہ مروان بن حکم نے بھی حدیث روایت کی ہے۔ ابوداود، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے ان کی روایت کو ذکر کیا ہے۔ حضرت ام حبیبہ، حضرت ابوایوب، حضرت ابوہریرہ، حضرت اروی بنت انیس، حضرت عائشہ، حضرت جابر، حضرت زید بن خالد اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم۔ محمد بن اسماعیل (بخاری) نے کہا: یہ حدیث اس باب میں سب سے صحیح حدیث ہے۔ اور ان لوگوں نے کچھ دیگر احادیث سے بھی استدلال کیا ہے، جن کا ہم ذکر کریں گے۔ اس حدیث کا جواب کئی وجوہ سے ہے۔ پہلی وجہ: یہ حدیث ان متعدد صحابہ کرام سے روایت کردہ حدیث کی روایت کے مخالف ہے: حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت زید بن ثابت، حضرت عمران بن حصین، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت ابوالدرداء، حضرت عمار بن یاسر، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ سعید بن میتب، سعید بن جبیر، ابراہیم نخعی، ربیعہ بن عبدالرحمٰن اور سفیان ثوری رضی اللہ عنہم۔ ان سب نے حدیث مذکور کے مخالف روایت کیا ہے۔ دوسری وجہ: یہ واقعہ جب مروان بن حکم کے دور میں رونما ہوا تو اس نے اس وقت موجود صحابہ کرام سے مشاورت کی، تو انہوں نے کہا: ہم ایسی خاتون جسکے بارے میں ہم نہیں جانتے کہ وہ سچ کہہ رہی ہیں یا جھوٹ؟ کی وجہ سے اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتے۔

تیسری وجہ: یہ حدیث عموم بلوی سے متعلق خبر واحد ہے سو اگر ثابت ہوتی تو ضرور مشہور ہوتی۔

چوتھی وجہ: اگر اس حدیث کے ثبوت کو مان لیں تو یہ فقط ہاتھوں کو دھونے پر محمول ہوگی۔ کیونکہ صحابہ کرام پتھروں کے ساتھ استنجاء کرتے تھے نہ کہ پانی سے۔ اور جب وہ ذکر کو ہاتھ سے چھوتے تو ہاتھ ملوث ہو جاتے بالخصوص گرمی کے دنوں میں۔ اس لیے ہاتھوں کو دھونے کا حکم دیا گیا۔ سوال: شیخ ابن حبان نے کہا کہ حدیث میں موجود لفظ ''وضوء'' سے مراد ہاتھوں کو دھونا نہیں ہے۔ اگرچہ عرب ہاتھ دھونے کو بھی ''وضوء'' سے تعبیر کرتے ہیں، اس پر دلیل وہ حدیث ہے جو ہمیں باسند بیان کی گئی ہے: از عروہ بن زبیر از مروان از بسرہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنی شرمگاہ کو چھوا، اسے چاہیے کہ وہ نماز جیسا وضو کرے۔ نیز ایک اور سند سے مروی ہے از عروہ بن زبیر از مروان از بسرہ ان کا بیان ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھوئے تو اسے چاہیے کہ وہ

وضو کا اعادہ کرے۔اور اعادہ نماز کے وضو جیسے وضو کا ہوتا ہے۔جواب: ہم (احناف) کہتے ہیں امام طحاوی رحمہ اللہ حدیث کے بہت بڑے امام ہیں۔انہوں نے سند اول سے حدیث مذکور کو کمزور قرار دیا ہے۔اور انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عیینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے متعدد مشائخ کو گن گن کر بتایا کہ یہ مشائخ اس حدیث کو نہیں پہنچانتے۔اور جسے ہم دیکھیں کہ وہ اس حدیث کو مشائخ سے روایت کر رہا ہے، ہم اس کے ساتھ تحریہ کرتے۔اور ان مشائخ میں سے عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن حزم کا ذکر کیا۔پھر اس حدیث کو امام اوزاعی کے طریق سے روایت کیا، انہوں نے کہا مجھے زہری نے خبر دی انہوں نے کہا: مجھے ابوبکر بن محمد بن حزم نے حدیث بیان کی۔امام طحاوی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس حدیث کا ضعیف اور منقطع ہونا ثابت ہو گیا۔اور پہلی سند کے ساتھ امام مالک رضی اللہ عنہ نے ''موطا'' میں اس حدیث کو روایت کیا اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کی ''مسند'' میں بھی یہ حدیث سند اول سے مروی ہے۔اور امام شافعی رحمہ اللہ کے طریق سے امام بیہقی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔امام طحاوی رحمہ اللہ نے فرمایا حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ ہم کسی کو نہیں جانتے کہ کسی نے ذکر کو چھونے سے وضو کے واجب ہونے کا فتویٰ دیا ہو۔اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اس بارے میں متعدد اصحاب رسول اللہ ﷺ نے مخالفت کی ہے۔

مخالفین کے کچھ دیگر دلائل: اور جن احادیث سے مخالفین نے استدلال کیا، ان میں سے ایک وہ حدیث بھی ہے جسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں از یزید بن عبدالملک اور نافع بن ابی نعیم قاری از مقبری از ابو ہریرہ روایت کیا ، ان کا بیان ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی شرمگاہ کی طرف ہاتھ پہنچائے، ہاتھ اور شرمگاہ کے درمیان کوئی رکاوٹ یا پردہ (کپڑا وغیرہ) نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ وضو کرے۔اس حدیث کو حاکم نے مستدرک میں بافادہ تصحیح، احمد نے مسند میں، طبرانی نے معجم میں، دارقطنی اور بیہقی نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔بیہقی کے الفاظ یہ ہیں: ''جو اپنے ہاتھ کو شرمگاہ کی طرف پہنچائے اس کے آگے کوئی رکاوٹ حائل نہ ہو تو اس پر نماز کے وضو جیسا وضو لازم ہے''۔اس کے بعد امام بیہقی نے کہا: یزید بن عبدالملک کے بارے میں محدثین نے کلام (جرح) کیا ہے۔پھر امام احمد بن حنبل سے سند کے ساتھ روایت کیا کہ:

ان سے پوچھا گیا (یزید بن عبدالملک کے بارے میں)۔تو آپ نے فرمایا: ''وہ اہل مدینہ کے شیخ ہیں، ان میں کوئی

حرج نہیں ہے''۔ہم (احناف) کہتے ہیں: علماء نے اس پر شدید جرح کی ہے۔چنانچہ ابوزرعہ نے کہا: ''یہ حدیث میں کمزور ہے'' اور ان کے بارے میں سنگین الفاظ کہے۔نسائی نے کہا ''متروک الحدیث'' ہے۔ساجی نے کہا ''ضعیف اور منکر الحدیث ہے اور آخر عمر میں اختلاط کا شکار ہو گیا تھا''۔اس کے بعد امام بیہقی رحمہ اللہ نے کہا: امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''افضاء بالید '' ہاتھ کے باطنی حصہ سے ہوگا ہم (احناف) کہتے ہیں ''محلّی'' میں مذکور ہے کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے اس قول پر قرآن، حدیث، اجماع، قیاس اور رائ صحیح سے کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی آثار (صحابہ و تابعین) میں صحیح ثابت ہے۔اور اگر یہ قول کسی حدیث سے ثابت بھی ہو جائے تو پھر ''افضاء'' جیسے ہاتھ کے ظاہر سے ہوتا ہے ایسے ہی ہاتھ کے باطن سے بھی ہوتا ہے۔

مخالفین کی ایک اور دلیل: ان کی ایک اور دلیل وہ حدیث بھی ہے جسے ابن ماجہ نے اپنی ''سنن'' میں از ہیثم بن جمیل روایت کیا ہے انہوں نے کہا: ہمیں علاء بن حارث نے حدیث بیان کی از مکحول از عنبسہ بن ابوسفیان از ام حبیبہ انہوں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگائے اسے چاہیے کہ وہ وضو کرے۔(ہم کہتے ہیں)امام ترمذی نے اپنی کتاب میں کہا: محمد بن اسماعیل بخاری نے کہا: مکحول کا عنبسہ بن ابوسفیان سے سماع ثابت نہیں ہے۔اس حدیث مذکور کے علاوہ، یہ سند یوں ہے:

''مکحول از کوئی شخص از عنبسہ'' گویا امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: سب سے صحیح ترین جو حدیث میں نے اس بارے میں سنی ہے وہ علاء بن حارث از مکحول از عنبسہ بن سفیان از ام حبیبہ رضی اللہ عنہم ہے۔ امام ترمذی کی یہ عبارت گذشتہ عبارت جہاں کہا کہ: ''امام بخاری نے فرمایا: اس باب میں سب سے صحیح ترین حدیث حضرت بسرۃ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے'' اس کے مخالف ہے، اور اس کا ذکر پیچھے گزر چکا ہے۔امام طحاوی رحمہ اللہ نے ''شرح معانی الآثار'' میں حضرت ابو مسہر سے سند کے ساتھ روایت کیا، انہوں نے کہا مکحول نے عنبسہ سے کچھ بھی نہیں سنا۔امام طحاوی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ لوگ (ائمہ شوافع) حضرت ابو مسہر کے قول کو بطور حجت مانتے ہیں۔اب حدیث کا مدار انقطاع پر ہو گیا، اور وہ منقطع حدیث سے استدلال نہیں کرتے۔

مخالفین کی ایک اور دلیل: ایک وہ حدیث ہے جسے ابن ماجہ نے از اسحٰق بن ابی فروہ از زہری از عبدالرحمٰن بن عبدالقاری

ازابوایوب روایت کیاان کا بیان ہے کہ، میں نے رسول کریم ﷺ کوفرماتے ہوئے سنا ''جوشخص اپنی شرمگاہ کو چھوئے اسے چاہیے کہ وہ وضو کرے''۔

ہم (احناف) کہتے ہیں: یہ حدیث ضعیف ہے۔ کیونکہ حدیث میں مذکور راوی اسحٰق بالاتفاق ''متہم بالکذب'' ہے۔ کچھ اہل علم نے انہیں متہم قرار دیا۔ مخالفین کی ایک اور دلیل: ایک اور دلیل وہ حدیث ہے جسے ابن ماجہ ہی نے ازعبداللہ بن نافع بن ابی ذئب از عقبہ بن عبدالرحمٰن از محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان از جابر بن عبداللہ روایت کیا ان کا بیان ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ''جب تم میں سے کوئی اپنے ذکر کو چھوئے اس پر وضو لازم ہے''۔ اور امام بیہقی نے اپنی سنن میں امام شافعی کے طریق سے ازعبداللہ بن نافع سند مذکور کے ساتھ روایت کیا۔ اوران کے الفاظ یہ ہیں ''جب تم میں سے کوئی اپنا ہاتھ اپنی شرمگاہ کی طرف پہنچائے اسے چاہیے کہ وضو کرے'' پھر امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا ''میں نے ابن نافع کے علاوہ حفاظ محدثین کی ایک جماعت سے سنا وہ اس حدیث کو روایت کرتے ہیں لیکن اس میں حضرت جابر کا ذکر نہیں کرتے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ نے ''شرح معانی الآثار'' میں کہا: اس حدیث کو حفاظ محدثین نے از ابن ابی ذئب روایت کیا اور انہوں نے اس کو مرسلاً روایت کیا اور اس میں انہوں حضرت جابر کا ذکر نہیں کیا، لہذا حدیث ارسال کی طرف لوٹ آئی اور یہ (مخالفین) حدیث مرسل سے استدلال نہیں کرتے۔ مخالفین کی ایک اور دلیل: ایک اور دلیل وہ حدیث ہے جسے امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی ''مسند'' میں اور بیہقی نے اپنی ''سنن'' میں بقیہ بن ولید سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا: مجھے محمد بن ولید زبیدی نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی عمرو بن شعیب نے از والد خود از جد خود ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو مرد اپنی شرمگاہ کو چھوئے اس کو چاہیے کہ وہ وضو کرے اور جو عورت اپنی شرمگاہ کو چھوئے اسے چاہیے کہ وضو کرے''۔ ہم (احناف) کہتے ہیں: عمرو بن شعیب سے روایت کرنے والا راوی اگر ثقہ ہو تو اس کی حدیث قابل استدلال ہوتی ہے، اور اگر ثقہ نہ ہو تو اس کی حدیث قابل استدلال نہیں ہوتی۔ اور جہاں تک ان کی حدیث ''از والد خود از جد خود'' کا تعلق ہے، تو اس بارے میں محدثین نے اس وجہ سے جرح کی ہے کیونکہ وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو بن العاص) کے صحیفہ سے حدیث بیان کرتے ہیں۔

علماء کہتے ہیں، انہوں نے بذات خود چند احادیث روایت کیں۔ پھر انہوں نے صحیفہ سے احادیث روایت کرنا

شروع کردیں۔ حافظ جمال الدین مزی نے کہا: عمرو بن شعیب کی حدیث تین وجوہ پر آتی ہے۔

وجہ اول: ''عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ''۔ یہ سند بہتر ہے۔

وجہ دوم: ''عمرو بن شعیب عن ابیہ عن عبداللہ بن عمرو''۔

وجہ سوم: ''عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن عبداللہ بن عمرو''۔ امام طحاوی نے کہا یہ صدقہ ضعیف راوی ہیں۔

مخالفین کی ایک اور دلیل: وہ حدیث ہے جسے امام احمد نے اپنی ''مسند'' میں از ابن اسحاق روایت کیا کہا ''مجھے حدیث بیان کی مسلم زہری نے از عروہ بن زبیر از زید بن خالد جہنی'' یہ کہتے ہیں میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ''جوشخص اپنی شرمگاہ کو چھوئے اسے چاہیے کہ وہ وضو کرے''۔ اس حدیث کو امام طحاوی نے بھی روایت کیا، اور کہا یہ غلط ہے۔ کیونکہ عروہ سے جب مروان نے ''مس ذکر'' کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے جواب میں کہا ''اس میں وضو نہیں ہے'' تو مروان نے کہا مجھے بسرہ نے از نبی اکرم ﷺ خبر دی ہے کہ ''اس میں وضو ہے'' اس پر حضرت عروہ نے اسے کہا: ''میں نے یہ نہیں سنا'' حتیٰ کہ مروان نے بسرہ کی طرف پولیس والا بھیجا تو حضرت بسرہ نے اسے خبر دے دی، اور یہ واقعہ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کی وفات کے (کئی عرصہ) جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا، بعد میں ہوا۔ تو کیسے جائز ہے حضرت عروہ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اس حدیث کا انکار کرنا جو آپ کو حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کی؟ یہ بات درست ہے نہ صحیح ہے مخالفین کی ایک اور دلیل: وہ حدیث ہے جسے دارقطنی نے اپنی ''سنن'' میں از عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عمر بن حفص عمری از ہشام بن عروہ از والد خود از حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ان لوگوں کے لیے ہلاکت ہو جو اپنی شرم گاہوں کو چھوتے ہیں پھر نماز پڑھتے ہیں اور وضو نہیں کرتے'' حضرت عائشہ نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں یہ حکم تو مردوں کے لیے ہے، عورتوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ارشاد فرمایا ''جب تم (عورتوں) میں سے کوئی اپنی شرم گاہ کو چھوئے اسے چاہیے کہ وہ بھی نماز جیسا وضو کرے''

ہم (احناف) کہتے ہیں: یہ حدیث راوی عبدالرحمٰن کی وجہ سے معلول ہے۔ امام احمد نے فرمایا ''یہ بہت بڑا جھوٹا تھا'' نسائی، ابو حاتم اور ابو زرعہ نے کہا ''یہ متروک الحدیث ہے'' ابو حاتم نے ساتھ یہ بھی اضافہ کیا کہ ''یہ جھوٹ بولتا

تھا'' نیز جو ابو یعلی موصلی نے اپنی ''مسند'' میں حدیث روایت کی وہ اس حدیث کے معارض بھی ہے۔ انہوں نے کہا: ہمیں حدیث بیان کی جراح بن مخلد نے انہوں نے کہا ہمیں عمر بن یونس یمامی نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا ہمیں مفضل بن ایوب نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا مجھے حسین بن اورع نے حدیث بیان کی از والد خود از یوسف بن عبداللہ حمیری انہوں نے کہا'' میں اور میرے ساتھ چند لوگ تھے ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، ہم نے ان سے وہ مرد جو اپنی شرمگاہ کو چھوئے اور وہ عورت جو اپنی شرمگاہ کو چھوئے کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے کہا ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا'' مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ میں اپنی شرمگاہ کو چھوؤں یا نہ چھوؤں'' (یعنی دونوں صورتوں میں میرا وضو نہیں ٹوٹے گا)

۶۴: مغانی الاخیار فی شرح اسامی رجال معانی الاثار:

اس کتاب کو علامہ عینی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''نخب الافکار فی شرح شرح معانی الاثار'' (جس کا تذکرہ آگے آرہا ہے) کے لیے بطور مقدمہ کے تحریر فرمایا تھا۔ بعد میں یہ کتاب مستقل کتاب کی شکل اختیار کر گئی۔ یاد رہے !اس کتاب کو علامہ عینی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''مبانی الاخبار'' اور ''نخب الافکار'' کے بعد تالیف فرمایا ہے۔ اور یہ کتاب بحمد اللہ تین جلدوں میں مطبوع ہے۔ ''مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ'' نے اسے شائع کیا ہے۔ (محقق العصر مفتی محمد خان قادری حفظ اللہ کے کتب خانہ میں موجود ہے، علاوہ ازیں جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ لاہور میں بھی اس کا نسخہ موجود ہے۔ لیکن میرے خیال کے مطابق اس نسخہ میں بہت زیادہ کمی بیشی کی گئی ہے۔ واللہ اعلم)۔ کتاب کے شروع میں علامہ عینی رحمہ اللہ نے تقریباً دو ورقہ میں عظیم الشان مقدمہ تحریر فرمایا اور اس میں ذکر کیا کہ:

''میں شرح معانی الاثار میں موجود راویوں سے متعلق مشکلات اور معضلات کو آسان پیرایہ میں بیان کرونگا۔

اس کے بعد رجال کی تخریج کرتے ہیں اور بات کو ''ڈنکے کی چوٹ'' پر بیان کرتے ہیں کہ احناف کا استدلال قرآن مجید کے بعد حدیث اور خبر سے شروع ہوتا ہے، اور احناف کا مذہب ہر مشکل مسئلہ کے حل میں حدیث نبوی ﷺ ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو؟ حالانکہ احناف خبر واحد کو قیاس پر مقدم کرتے ہیں۔ اس کے بعد علامہ عینی رحمہ اللہ نے کتاب ھذا کی ترتیب میں اپنا منہج بیان کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

وجعلت كتاب الرجال على مقدمة وخمسة عشر كتاباً اما المقدمة ففي ذكر نبذة من سيرة النبي ﷺ على طريق الايجاز اذا الكتاب لم يوضع لذالك ولكن لا تخلو بركته عن ذالك

میں نے ''کتاب الرجال'' (مغانی الاخیار) کو ایک مقدمہ اور پندرہ کتابوں میں ترتیب دیا ہے جہاں تک مقدمہ کا تعلق ہے تو وہ بطریق اختصار سیرۃ نبی ﷺ کے ذکر میں ہے کیونکہ یہ کتاب سیرۃ نبی ﷺ کے لیے نہیں لکھی گئی لیکن یہ کتاب اس کی برکت سے خالی بھی نہیں ہونی چاہیے۔

نوٹ:

اس کتاب پر مزید تبصرہ آگے چل کر کریں گے۔ یہاں ہم گذشتہ عبارت پر سرسری تبصرہ لازمی سمجھتے ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے یہ لکھ کر ''میری کتاب حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کی برکت سے خالی نہ ہو'' اہل سنت و جماعت کے عقیدہ صادقہ کی ترجمانی کی ہے۔ اس کے علاوہ کئی کتب کے مختلف مقامات پر اہل سنت و جماعت کے عقائد کی ترجمانی کی ہے۔ ان میں سے چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نور ہیں اور اول الخلق ہیں: آپ لکھتے ہیں:

اول ما خلق الله نور محمد ﷺ

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری: ج ۱۵ ص ۱۵۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا ہے۔

ایک اور مقام پر امام مالک رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

ودفن بالبقيع وزرنا قبره غير مرة نسئال الله العودة

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری: ج ۱ ص ۴۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ جنت البقیع میں مدفون ہیں ہم نے آپ کی قبر کی کئی بار زیارت کی ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کرتے ہیں کہ ہمیں ایک بار پھر زیارت کا موقع دے۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

میں علامہ جلال الدین قونوی کی قبر پر حاضری کے لیے اسپیشل شہر "قونیہ" گیا ہوں۔

(کشف القناع المرنی مخطوط)

(بدرالدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص ۶۴ مطبوعہ دارالبشائر الاسلامیہ بیروت)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس دعا قبول ہوتی ہے:

آپ لکھتے ہیں:

فقبرہ قریب من سورھا معروف الی الیوم معظم فیستسقون بہ فیسقون

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری: ج ۲ ص ۴۲۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ان (حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ) کی قبر اس (قسطنطنیہ) کی سرحد کے قریب معروف ہے، اس کی آج تک تعظیم وتکریم کی جاتی ہے، لوگ وہاں بارش کی طلب کے لیے دعا کرتے ہیں تو وہاں بارش ہو جاتی ہے۔

تحفظ ناموس رسالت:

نبی اکرم ﷺ کے تمام فضلات طاہر ہیں:

علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

سید عالم ﷺ کا پیشاب مبارک اور آپ کے تمام فضلات طاہر اور پاک ہیں۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۳ ص ۱۱۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

روایت "تلک الغرانیق العلیٰ" کا ردشدید:

اس سے پہلے تمہیداً ہم بطریق اختصار اس روایت کا پس منظر ذکر کرتے ہیں:

"صحیح مسلم شریف" میں ہے نبی اکرم ﷺ نے "سورۃ والنجم" میں آیت سجدہ کی تلاوت فرمائی۔ آپ ﷺ کے پاس جتنے لوگ تھے ان سب نے سجدہ کیا۔ سوائے ایک بوڑھے شخص کے اس نے مٹی کی ایک مٹھی بھر کر اپنی پیشانی

سے لگائی اور کہا مجھے یہی کافی ہے۔

(صحیح مسلم)

اس موقع پر مشرکین نے جو سجدہ کیا اس کی وجہ میں ایک روایت پیش کی جاتی ہے کہ: "حضور ﷺ نے جب "ومنوۃ الثالثۃ الاخریٰ" کی تلاوت کی تو شیطان نے آکر تلاوت میں خود یہ الفاظ ملا دیے یا آپ کی زبان سے جاری کرا دیے۔

وانہن لھن الغرانیق العلیٰ : وان شفاعتھن لھی التی ترتجی

(یہ بتان بلند بانگ : ان کی شفاعت کی توقع اور امید کی جاتی ہے۔)

یہ سن کر مشرکین خوش ہوئے اور سجدہ کر لیا بعد میں سیدنا جبریل علیہ السلام نے آکر عرض کی "آپ نے وہ چیز تلاوت کی جس کو میں لے کر آیا نہ اللہ تعالیٰ نے اس کو نازل کیا۔ آپ ﷺ رنجیدہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی کے لیے یہ آیت نازل فرمائی۔

وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطن فی امنیته فینسخ الله ما یلقی الشیطن ثم یحکم الله ایاته والله علیم حکیم

(سورۃ الحج ۵۲)

اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر جب انہوں نے تمنا کی تو شیطان نے اس تمنا میں خلل ڈال دیا تو اللہ تعالیٰ شیطان کے وساوس کو منسوخ فرما دیتا ہے پھر اپنی آیتوں کو مضبوط بناتا ہے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

یہ واقعہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے مفصلاً بیان کیا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر: ج ۳ ص ۲۵۳ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی)

تمام محققین ائمہ نے اس روایت کو شدت کے ساتھ باطل قرار دیا ہے۔

بعد از تمہید:

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فانه قد قامت الحجة واجتمعت الامة على عصمته ﷺ ونزاهته عن مثل هذه الرذيلة وحاشاه عن ان تجرى على قلبه اولسانه شيء من ذالك لا عمداً ولا سهواً اويكون للشيطان عليه سبيل اوان يتقول على الله عزوجل لا عمداً ولا سهواً والنظر والعرف ايضاً يحيلان ذالك و لووقع لارتد كثير ممن اسلم ولم ينقل ذالك ولا كان يخفى على من كان بحضرته من المسلمين

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری: ج ۱۹ص ۹۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

اس قسم کے گھٹیا واقعہ سے نبی ﷺ کی عصمت اور پاکیزگی پر دلیل قائم ہے۔اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ آپ ﷺ اس سے بری ہیں کہ آپ ﷺ کے دل انور یا زبان مبارک پر ایسی کوئی چیز جاری ہو عمداً نہ سہواً، یا شیطان کسی طرح سے آپ پر کوئی راہ نکال سکے یا آپ اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی غلط بات منسوب کریں عمداً نہ سہواً۔ عقلاً اور عرفاً بھی یہ واقعہ محال ہے۔اگر اس طرح کا واقعہ رونما ہوتا تو کئی مسلمان مرتد ہو جاتے حالانکہ ایسا ہرگز منقول نہیں ہے۔اور آپ ﷺ کے پاس جو مسلمان تھے ان سے یہ واقعہ مخفی اور پوشیدہ نہ رہتا۔

مفصلاً اس عبارت کو دوبارہ ''عمدۃ القاری'' کی مباحث میں ہم انشاءاللہ ذکر کریں گے۔یاد رہے اس کے علاوہ آپ کی مختلف کتب میں اس قسم کے سینکڑوں حوالہ جات مفصلاً و مدللاً موجود ہیں۔ہم نے طوالت کے خدشہ سے ترک کر دیے ہیں۔ ''وما ذکرنا فيه کفاية لمن له دراية''

والحمد لله رب العلمين

امدم برسر مطلب!

مغانی الاخیار میں موجود مؤلف رحمہ اللہ کی پندرہ کتب کی تفصیل:

پہلی کتاب:

راویان صحابہ کرام کے تذکرہ میں ہے۔رضی اللہ عنہم۔

دوسری کتاب:

ان کی کنیتوں کے بیان میں۔

تیسری کتاب:

ان روایوں کے بیان میں جو باپ یا دادو غیرہ کی طرف منسوب ہیں۔

چوتھی کتاب:

خواتین [illegible] کے بیان میں ہے۔رضی اللہ عنہن۔

پانچویں کتاب:

خواتین صحابہ کی کنیتوں کے بیان میں ہے۔

چھٹی کتاب:

''محمدین'' روایوں کے بیان میں ہے۔

ساتویں کتاب:

تابعین وغیرہ روایوں کے بیان میں ہے۔

آٹھویں کتاب:

ان تابعین کی کنیتوں کے بیان میں ہے۔

نویں کتاب:

وہ تابعین جو اپنے باپ یا دادو غیرہ کی طرف منسوب ہیں، ان کے بیان میں ہے۔

دسویں کتاب:

مبہمات کے بیان میں ہے۔

گیارہویں کتاب:

ان لوگوں کے بیان میں ہے جو قبائل اور بلدان کی طرف منسوب ہیں۔

بارہویں کتاب:

ان لوگوں کی نسبتوں کے بیان میں ہے، جو پیشوں کی طرف منسوب ہیں۔

تیرہویں کتاب:

القاب کے بیان میں ہے۔

چودہویں کتاب:

تابعیات وغیرہ خواتین کے بیان میں ہے۔

پندرہوں کتاب:

ان خواتین کی کنیتوں کے بیان میں ہے۔

اس کے آخر میں علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

یہ جس طریقہ پر میں چلا ہوں، مجھ سے پہلے بہت کم لوگ ہی ایسے طریقے پر چلے ہیں، بلکہ مجھ سے پہلے اس طریقہ پر کوئی نہیں چلا اور نہ اس راہ کے کوئی قریب آیا۔

(مقدمہ مغانی الاخیار: ج ۱ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ)

(بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث)

علامہ عینی رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب میں فن جرح وتعدیل کے حوالہ سے کثیر مصادر پر اعتماد کیا ہے۔ جن میں سے چند کتب یہ ہیں۔

۱: میزان الاعتدال للذہبی۔

۲: کتاب الثقات للعجلی۔

۳: کتاب الثقات لابن حبان۔

۴: تاریخ خلیفہ بن خیاط۔

۵: الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم۔

۶: الادب المفرد للبخاری۔

۷: کتاب القراءۃ خلف الامام للبخاری۔

۸: التاریخ الکبیر للبخاری۔

۹ تہذیب الکمال للمزی۔

۱۰: الطبقات الکبریٰ لابن سعد۔

۱۱: المراسیل لابی داود۔

۱۲: تاریخ دمشق الکبیر لابن عساکر۔

۱۳: اسد الغابۃ لابن الاثیر۔

۱۴: الاستیعاب لابن عبد البر۔

۱۵: معرفۃ الصحابۃ لابن مندہ۔

۱۶: کتاب المغازی للواقدی۔

۱۷: طبقات ابن صاعد۔

۱۸: معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم۔

۱۹: صحاح ستہ۔

۲۰: سنن (لاتعداد)۔

۲۱: مسانید (بے شمار)۔

اور اس کے علاوہ سینکڑوں مصادر ہیں جن کا احاطہ ناممکن ہے۔ مزید کچھ کا ذکر ہم ''عمدۃ القاری'' کے تذکرہ

میں کریں گے۔ان شاءاللہ تعالیٰ۔

اور جہاں تک اس کتاب میں موجود تراجم کی کیفیت کی بات ہے، تو وہ شخصیات کے اعتبار سے مختلف ہیں مثلاً امام شافعی رحمہ اللہ کا تذکرہ ایک ورقہ میں ہے۔اور امام مالک اور امام احمد رحمھما اللہ کا تذکرہ ایک ایک صفحہ میں ہے ،جبکہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا تذکرہ سات اوراق میں ہے۔علامہ عینی رحمہ اللہ تراجم اور تذکرہ میں قطعاً تعصب کا شکار نہیں ہوئے۔اس کی زندہ مثال آپ درج ذیل مثال میں ملاحظہ کیجیے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

الدين والورع من الائمة الاربعة فانهم اركان الدين المحمدي ونصرة الشرع الاحمدي لله فيهم سر خفي وامر مرضي حيث يجري دينه على مذاهبهم فمن تكلم فيهم بسوء فهو زنديق او مجنون فالمجنون يداوي والزنديق يقتل ومناقب الشافعي كثيرة بسطنا القول فيها في تاريخنا الكبير

(مغانی الاخیار مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ)

(بدرالدین العینی واثرہ فی علم الحدیث مطبوعہ بیروت)

آپ (امام شافعی رحمہ اللہ) دین دار، متقی، پرہیزگار اور ائمہ اربعہ میں سے ایک ہیں۔پس بے شک ائمہ اربعہ دین محمدی ﷺ کے ستون اور شرع احمدی ﷺ کے مددگار ہیں ان کی ذات میں اللہ رب العزت کا مخفی راز اور خوش آئند امر ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا دین ان کے مذاہب پر جاری فرمایا ہے۔جو شخص ان کی ذات کے بارے میں بری بات کہے وہ زندیق ہے یا مجنوں ہے۔اور مجنوں کا علاج کیا جاتا ہے، جبکہ زندیق کو ہلاک کیا جاتا ہے۔اور امام شافعی رحمہ اللہ کے کثیر مناقب ہیں۔ہم نے اپنی بڑی تاریخ (عقد الجمان فی تاریخ اہل الزمان) میں مفصلاً بیان کئے ہیں۔

میرا ارادہ تھا کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا جتنا تذکرہ علامہ عینی رحمہ اللہ نے "مغانی الاخیار" میں لکھا ہے وہ مکمل عربی متن مع ترجمہ یہاں لکھ دوں، لیکن بعد میں میرے احباب کے مشورہ کی وجہ سے میری رائے بدل گئی کیونکہ انہوں نے کہا یہ کتاب (یعنی راقم الحروف کی کتاب ھذا) اس موضوع کے لیے نہیں ہے۔میں نے ان کے

اس مشورہ کو قبول کرلیا اور ان شاءاللہ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو اس پر مستقل کام کیا جائے گا" والاعمال بالنیات

"یاد رہے! رجال طحاوی پر جیسے علامہ عینی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے ایسے ہی علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کے شاگرد رشید علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ کی تصنیف بھی ہے۔انظر:

(الضوء اللامع: ج۶ ص۱۶۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۶۵: مبانی الاخبار فی شرح شرح معانی الآثار:

یہ شرح حضرت امام ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی المتوفی ۳۲۱ھ کی تصنیف مبارک "شرح معانی الآثار" کی مفصل اور مطول شرح ہے۔لیکن یہ تا حال غیر مطبوع ہے۔

ڈاکٹر صالح لکھتے ہیں:

اس کا ایک نسخہ ناقصہ بخط مؤلف دارالکتب المصریہ میں موجود ہے۔جس کا نمبر یہ ہے "۴۹۲ حدیث"

اسلوب شرح:

علامہ عینی رحمہ اللہ اس شرح میں طویل مقدمہ لکھنے کے بعد کتاب کی شرح میں شروع ہوگئے، پھر سب سے پہلے "بسملہ" اور "حمدلہ" کی طویل ترین شرح فرمائی بعد ازاں ایک ورقہ میں لفظ "شیخ" پر بحث کی اس کے بعد لفظ "سنۃ"، "حدیث" اسی طرح "رسول"، "نبی" اور ان کے درمیان تفصیلی فرق بیان کرنے کے بعد سیدنا رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام پڑھنے کا مطلب اور اس کا حکم بالتفصیل والتطویل ذکر فرمایا، اس کے بعد "ترجمۃ الباب" کی شرح اور اس باب کا ماقبل باب سے تعلق اور دوسرے باب کو پہلے باب سے مؤخر کرنے کی وجہ ذکر کرتے ہیں۔متن کو "قال احمد رحمہ اللہ" کہہ کر سند بمع حدیث ذکر کرتے ہیں اور "احمد" سے مراد حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ ہیں شرح کو "قال محمود عفی اللہ عنہ" کہہ کر ذکر کرتے ہیں۔اور "محمود" سے مراد ان کی اپنی ذات ہے۔پھر اپنی گفتگو کو کئی انواع پر تقسیم کرتے ہیں۔

پہلی قسم:

روایان حدیث کے بیان میں۔

دوسری قسم:

حدیث ھذا کی تخریج کے بیان میں۔

تیسری قسم:

صحت وضعف کے اعتبار سے حدیث کے حکم کے بیان میں۔

چوتھی قسم:

لغت حدیث کے بیان میں۔

پانچویں قسم:

اعراب حدیث کے بیان میں۔

چھٹی قسم:

حدیث مبارک سے مستنبط مسائل کے بیان میں۔

ساتویں قسم:

اس حدیث کو پہلی حدیث سے مؤخر کرنے کی وجہ کے بیان میں۔

نیز اس شرح میں یہ خصوصیات سرفہرست ہیں۔

۱: اسماء اور الفاظ کا ضبط بالحروف کا اہتمام کیا گیا۔

۲: حدیث کی سند کے ہر راوی کا مفصل تذکرہ۔

۳: ہر حدیث کی ان کتب سے تخریج:

صحاح ستہ، سنن دار قطنی، سنن بیہقی، معاجیم ثلاثہ للطبرانی، مسند احمد، موطا مالک ومحمد، مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم، مسند بزار، مسند طیالسی، مسند ابن ابی اسامہ، کتاب الاحکام عبدالحق اشبیلی رحمھم اللہ وغیرہ۔

۴: باب مذکور میں دیگران احادیث کا ذکر جنہیں امام طحاوی رحمہ اللہ ذکر نہیں کرتے۔

۵: مفصلاً ومطولاً حدیث کے احکام کا بیان۔

۶: ہر باب میں ائمہ مذاہب اربعہ وغیرھم کا بیان۔

۷: صحابہ کرام، تابعین عظام اور باقی فقہاء کرام کی آراء کا مع الدلائل بیان۔

۸: مخالفین کا رد شدید اور مذہب احناف کی تقریر۔

۹: مشکل مقامات کا اعتراض وجواب کے انداز میں ''فان قیل''، ''قلت'' کے ساتھ شافی ووافی حل۔

۱۰: امام طحاوی رحمہ اللہ کے قول ''وقال قوم'' یا ''ذھب آخرون'' کی مراد کا تفصیلی بیان۔

۱۱: کبھی کبھی کسی حدیث کی شرح کو دوسری جگہ ''مستقصی'' ذکر کرنے کو مؤخر کر دیتے ہیں۔

۱۲: جب کسی حدیث کی شرح کئی بار گذر جائے تو وہاں صرف روایان حدیث کے احوال پر اکتفا کرتے ہیں۔

یاد رہے کئی مقامات شرح سے خالی ہیں، وہاں بیاض ہے۔ راقم کا غالب گمان یہی ہے کہ یہ نساخ شرح کے کارنامے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(بدرالدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص۱۹۳ تا ۱۹۵ مطبوعہ دارالبشائر الاسلامیہ بیروت لبنان)

ہم اس شرح سے ایک حدیث مبارک کی شرح بمع عربی متن ذکر کر دیتے ہیں، جس سے آپ کو خود بخود اس بات کا اندازہ ہو جائے گا کہ علامہ عینی رحمہ اللہ کا کس قدر وسیع مطالعہ اور وسیع علم تھا۔

علامہ عینی رحمہ اللہ قمطراز ہیں:

قال احمد رحمه الله:

حدثنا محمد بن خزيمة بن راشد ا حمرى قال حدثنا الحجاج بن منهال قال حدثنا حماد بن سلمة عن محمد بن اسحاق عن عبيد الله بن عبدالرحمن عن ابى سعيد الخدرى رضى الله عنه ان رسول الله ﷺ كان يتوضأ من بئر بضاعة فقيل يارسول الله انه تلقى فيه الجيف والمحايض فقال ان الماء لا ينجس

احمد (امام طحاوی) رحمہ اللہ نے فرمایا: ہمیں محمد بن خزیمہ بن راشد بصری نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا ہمیں حجاج بن منہال نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا ہمیں حماد بن سلمہ نے حدیث بیان کی از محمد بن اسحاق از عبیداللہ بن عبدالرحمٰن از حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ "بضاعہ کنویں" سے وضو فرمایا کرتے تھے۔ آپ سے کہا گیا یا رسول اللہ ﷺ اس کنویں میں مردار اور حیض کے کپڑے ڈالے جاتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: پانی پلید نہیں ہوتا

اس کے بعد علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

" قال محمود عفى الله عنه۔

الكلام فى هذا الحديث على انواع

الاول: محمد بن خزيمة بن راشد البصرى احد مشائخ الطحاوى روى عنه حين قدم مصر وذكره ابن يونس وقال وكان ثقة توفى فى الاسكندرية سنة ست وسبعين ومائتين الثانى: الحجاج بن منهال الانماطى ابو محمد البصرى وهو ممن روى لهم الجماعة ثقة فاضل۔الثالث: حماد بن سلمة بن دينار ابو سلمة البصرى ثقة كبير استشهد به البخارى وقيل روى له حديثاً واحداً وروى له فى كتاب القراءة خلف الامام وروى له الباقون الرابع: محمد بن اسحق بن يسار المدنى ابو بكر استشهد به البخارى فى الصحيح وروى له فى كتاب القراءة خلف الامام وروى له مسلم فى المتابعات واحتج به الباقون الخامس: عبيدالله بن عبدالرحمن بن رافع الانصارى العدوى وقيل عبيد الله بن عبدالله بن رافع بن

خديج وقيل عبيدالله بن عبدالله بن رافع وقيل انهما اثنان وثقه ابن حبان روى له ابو داود والترمذى والنسائى السادس: ابو سعيد الخدرى واسمه سعد بن مالك مشهور باسمه وكنيته وقد مرت تراجمهم مستوفاة

النوع الثانى: ان هذا الحديث اخرجه ابو داود والترمذى والنسائى وقال ابو داؤد حدثنا ابن العلاء والحسن بن على۔۔۔ ثم ساق روايات ابى داود والترمذى والنسائى للحديث ثم قال ورواه احمد ايضاً فى مسنده۔۔۔وساق رواية احمد وقال ورواه الدار قطنى ايضاً فى سننه وقال حدثنا۔۔۔'چوتھا راوی: ابوبكرمحمد بن اسحاق بن يسار مدنى۔ وساق الحديث بروايت الدار قطنى ثم قال ورواه ايضاً الحافظ ابوبكر البزار فى سننه فقال۔۔۔ وساق الحديث ورواه ابو يعلى ايضاً فى مسنده وقال حدثنا۔۔۔ وساق الحديث ورواه البيهقى ايضاً فى سننه وقال اخبرنا۔۔۔ وساق الحديثه النوع الثالث: فى حكم هذا الحديث قال الامام احمد :هو صحيح قال الذهبى فى المهذب فى اختصار سنن البيهقى عقيب هذالحديث، قلت اخرجه ابو داود والنسائى والترمذى وحسنه، وقال احمد بن حنبل صحيح انتهى۔ وقال الترمذى : هذ احديث حسن وقال ابو الحسن بن القطان : ضعيف وامره اذا بين تبين ضعف الحديث لا حسنه وذلك ان مداره على ابى اسامة عن محمد بن كعب وابى سعيد فقوم يقولون' عبيدالله بن عبدالله بن رافع بن خديج وقوم يقولون عبدالله بن عبدالله بن رافع بن خديج وله طريق اخر من رواية ابى اسحاق عن سليط بن ايوب واختلف على ابى اسحاق فى الواسطة التى بين سليط وابى سعيد فقوم يقولون عبيدالله بن عبدالرحمن بن رافع وقوم يقولون عبدالله بن عبدالرحمن بن رافع وقوم يقولون عن عبدالرحمن بن رافع فتحصل فى هذا الرجل الراوى له عن ابى سعيد خمسة اقوال عبد الله بن عبدالله بن رافع وعبيدالله بن عبدالله بن رافع وعبدالله بن عبدالرحمن بن رافع وعبيدالله بن عبدالرحمن بن رافع وعبدالرحمن بن رافع وكيف ما كان فهو لا يعرف له حال ولا عين انتهى وقال المنذرى وتكلم فيه بعضهم وذكر ابو محمد بن حاتم فى كتاب

المراسیل عن ابیه قال محمد بن اسحق بن یسار بینه وبین سلیط رجل قلت المرجع فی هذا الی قول
الامام احمد انه صحیح لان کل شیء حکم به احمد اوعلی بن المدینی او یحییٰ بن معین وامثالهم من
الائمة من تصحیح خبر اوردہ او تعدیل راوٍ او جرحه فالیهم المرجع فی ذلک "اذا قالت حذام فصدقوها"
فان القول ما قالت حذام واما حکم الترمذی علیه بانه حسن فجاء علی ما قررہ فی الحسن ولا اعتراض
علیه فیه فان عبیدالله بن عبدالله بن رافع بن خدیج عرف بروایته عن ابی سعید وروایة محمد بن
کعب وسلیط بن ایوب عنه فارتفعت بذالک عنه الجهالة العینیة واما تضعیف ابن القطان بجهالة
الوسایط بین سلیط بن ایوب وابی سعیدفتعارضه روایة سلیط عن عبدالرحمن بن ابی سعید ولیست
مما ذکرہ فلیس هذا عبدالرحمن هذا مجهولاً روی له الجماعة الا البخاری ومطر ف بن طریف روی له
الجماعة کلهم وخالد بن ابی نوف اخرج له النسائی والطحاوی وحدیث النسائی هذا عن ابن عباس
العنبری وقد مرالحدیث ـــ وحدیث الطحاوی هذا یاتی عن قریب هو الحدیث الثالث من اول الباب
وقال ابن عساکر فی اسنادہ مجهول قلت الجهالة التی اشارالیها ابن عساکر هی فی ابن ابی سعید من هو
وقد تبین انه عبدالرحمن فی روایة الحافظ الامام ابی الفتح القشیری من روایة مطرف بن طریف عن
خالد بن ابی نوف عن سلیط بن ایوب عن عبدالرحمن بن ابی سعید الخدری عن ابیه وقال الحافظ
ابو الفتح لما اخرج عبدالله بن مندہ هذا الحدیث من روایة محمد بن کعب القرظی عن عبیدالله بن
عبدالله بن رافع قال وهذا اسناد مشهور واخرجه ابو داود والنسائی وترکه البخاری ومسلم لا ختلاف فی
اسنادہ رواہ ابن ابی ذئب عن الثقة عندہ عن عبدالله بن عبدالرحمن عن ابی سعید ثم قال بعد ذلک
فان کان عبیدالله بن عبدالرحمن بن رافع هذا هوالانصاری الذی روی عن جابر بن عبدالله فقد
روی عنه هشام بن عروة وهو رجل مشهور فی اهل المدینة وعبدالله بن رافع بن خدیج مشهو ر
وعبدالله ابنه مجهول فهذا حدیث معلول بروایة عبیدالله بن عبدالله بن رافع انتهی واما قول ابن
القطان ان الخمسة الذین رووہ عن ابی سعید مجاهیل وقد وثق ابن حبان عبیدالله بن عبدالله بن

رافع الذی اخرجه الترمذی من طریقه وکناہ ابا الفضل وکذلک وثق ایضاً عبیدالله بن عبدالرحمن
علی ما ذکرناہ سالفاً وعقد لهما ترجمتین وهما فی کتاب البخاری واحد بل الخمسة المذکورون عند
ابن القطان واحد عند البخاری فما احق الحدیث بان یکون صحیحاً ولا سیما وقد صححه الامام احمد
وله طریق حسن من غیر روایة ابی سعید من روایة سهل بن سعد قال قاسم بن اصبغ ثنا ابو علی عبد
الصمد بن ابی سکینة الحلبی بحلب، ثنا عبدا لعزیز بن ابی حازم عن ابیه عن سهل بن سعد قالو ا یا
رسول اللهﷺ انك تتوضأ من بئر بضاعة وفیها ما ینجی الناس والمحایض والجیف فقال رسول الله
ﷺ (الماء لا ینجسه شیء)قال قاسم هذا من احسن شی ء فی بئر بضاعة وقال ابن حزم فی کتاب
الایصال عبدالصمد بن ابی سکینة ثقة مشهور روی عن ابی عبدالله الحاکم وقول ابن القطان فی
تضعیفه مرجوح لما ذکرنا ہ، واکثر ما فیه انه جهل من عرفه غیرہ واذا صح من طریق لا یضرہ ان
یروی من طریق اخریٰ غیر صحیحة فالضعیف لا یعل الصحیح۔ النوع الرابع: فی لغات هذا الحدیث:
قوله (یتوضأ)من توضأ توضئاً علی وزن تفعل وثلاثیه وضوء علی وزن فعل بضم العین وقال
الجوهری الوضائة الحسن والنظافة تقول منه وضؤ الرجل صار وضیئاً وتوضأت للصلاة ولا تقل توضئت
وبعضهم یقول الوضوء بالفتح الماء الذی یتوضأ به والوضوء ایضاً مصدر من توضأت للصلاة مثل
الولوغ والقبول قال الیزیدی الوضوء بالضم المصدر وحکی عن ابی عمر و بن العلاء القبول بالفتح
مصدر ولم اسمع غیرہ ویقال الولوغ والقبول مفتوحان مصدران شاذان وما سواهما من المصادر مبنی
علی الضم قوله(بئر بضاعة)ذکر الجوهری البئر فی فصل الباء بعدها الهمزة من باب الراء فقال البئر
جمعها فی القلة ابؤ ر وابار بهمز بعد الباء ومن العرب من یقلب الهمزة فیقول آبار فاذا کثرت فهی البیار
وقد بأرت بئر اً والبؤرة الحفرة وقال ابو زید بأرت ابئر باراً حفرت بؤرة یطبخ فیها وهی الارة والبئیرة
علی فعیلة الذخیرة وقال احمد بن فارس فی باب الباء والالف بأرت الشیء اذا حفرته والبئر معروفة
وبأرت بؤرة حفرت ومن اسمائها الرکیة والجب والقلیب ولکن الجب والقلیب البئر التی لم تطو وجمع

الركية ركي وجمع الجب جباب وجبيبة والبضاعة بضم الباء هو المشهور وقال الجوهري الضم والكسر وبعدها ضاد معجمة وعينها مهملة وقال ابن الاثير في النهاية هي بئر معروفة بالمدينة والمحفوظ ضم الباء واجاز بعضهم كسرها وحكى بعضهم بالصاد المهملة وقال المنذري بئر بضاعة دار لبني ساعدة بالمدينة وبئرها معلوم وبها مال من اموال اهل المدينة وقال بعض شراح الهدايه بئر بضاعة بئر بالمدينة قديمة ماؤها يجري في البساتين۔۔۔ ثم شرح العيني قوله (يلقى فيها) فنقل كلام الجوهري۔۔۔ ثم شرح بعد (والمحايض) ونقل كلام ابن الاثير والجوهري۔۔۔ ثم ضبط كلمة (لا ينجس) ونقل كلام الجوهري وصاحب دستور اللغة النوع الخامس: وتكلم فيه عن اعراب الحديث ونكاته

النوع السادس: فيما يتعلق بالمعاني والبيان ويبين في هذا النوع الاعتراضات فمثلاً يقول ما حكم الالف واللام في قوله (ان الماء قلت كذا۔۔۔ فان قيل فماذا يلزم اذا جعلنا ها للاستغراق قلت كذا ۔۔۔ النوع السابع: في وجه استنباط الحكم من هذا الحديث اعلم ان الظاهرية استدلوا بظاهر هذا الحديث وامثاله في ان الماء لا ينجس بوقوع النجاسة فيه اصلاً سواء كان جارياً اوراكداً كان قليلاً او كثيراً تغير لونه او طعمه اوريحه اولم يتغير كذا حكى عنهم صاحب البدائع وقال ابن حزم في المحلى وممن روى عنه القول بمثل قولنا ان الماء لا ينجسه شيء عائشة ام المؤمنين وعمر بن الخطاب وعبدالله بن مسعود وابن عباس والحسن بن علي بن ابي طالب و ميمونة ام المؤمنين وابو هريرة وابو حذيفة رضي الله عنهم والاسود بن يزيد وعبدالرحمن اخوه۔۔۔ الخ۔ واستدل بهذا الحديث ايضاً مالك بان الماء لا ينجس بوقوع النجاسة وان كان قليلاً ما لم يتغير احد اوصافه وقال الشيخ محي الدين واعلم ان حديث بئر بضاعة لا يخالف حديث القلتين لان ماءها كان فوق القلتين۔۔۔ ثم ذكر العيني قول الاحناف نقلاً عن الامام محمد في كتاب الاشربة وذكر احكام المياه قليله وكثيره ثم قال ومستندات اصحابنا في هذا الباب كثيرة منها مارواه ابو هريرة (نهى ان يبول الرجل في الماء الدائم

اوالراكد ثم يتوضأ منه) ومنها ما رواه من قوله عليه السلام (اذا استيقظ احدكم من منامه فلا يغمس يده في الاناء حتى يغسلها فان احدكم لا يدري اين باتت يده) ومنها ولوغ الكلب وسنتكلم على هذه الاحاديث بوجوهها عند انتهائنا الى مواضعها ان شاء الله۔ واما الجواب عن هذا الحديث ان ماء بئر بضاعة كان جارياً في البساتين وذكر عن عائشة رضي الله عنها انها كانت قناة ولها منفذ الى بساتينهم ويسقى منها خمسة بساتين اوسبعة وقال الواقدي كان ماؤها جارياً ولم يكن راكداً وقال الخطابي قد يتوهم من سمع حديث ابي سعيد ان هذا كان منهم عادة وانهم كانو ياتون هذا الفعل قصداً وتعمداً وهذا مالا يجوز ان يظن بذمي بل وثني فضلاً عن مسلم ولم يزل من عادة الناس قديماً وحديثاً مسلمهم وكافرهم تنزيه المياه فكيف يظن باعلى طبقات الدين وافضل جماعة المسلمين والماء ببلادهم اعز والحاجة اليه امس ان يكون صنيعهم به هكذا وقد لعن رسول الله ﷺ من تغوط من موارد الماء ومشارعه فكيف بمن اتخذ عيون الماء ومنابعه رصداً للانجاس ومطرحاً للاقذار مثل هذا الظن لا يليق بهم ولا يجوز فيهم وانما كان من اجل ان هذه البئر موضعها في حدور الارض وان السيول كانت تكسح هذه الاقذار من الطرق والافنية فتحملها فتلقيها فيه وكان الماء لكثرته لا يؤثر فيه وقوع هذه الاشياء ولا تغيره فسالوا رسول الله ﷺ عن شانها ليعلموا حكمها في الطهارة والنجاسة فكان من جوابه لهم ان الماء لا ينجسه شيء يريد الكثير الذي صفته صفة هذه البئر في غزارته لان السؤال انما وقع عنها نفسها فخرج الجواب عليها قلت فهذا ينادي باعلى صوته في غزارته ان اللام في قوله (ان الماء) للعهد كما قررناه فحينئذ ليس للظاهرية ولا لمالك حجة فيه ويكون الحديث معمولاً به عندنا ايضاً على ما قال الطحاوي۔۔۔ ثم اخذ العيني في تحديد بئر بضاعة وبيان عمقه النوع الثامن: من احاديث الباب التي فاتته

منها ما رواه الطبراني في معجمة الاوسط۔۔۔ وساق الحديث ورواه البزار عن عمر بن علي وهذا هو الحديث الذي قال الترمذي وفي الباب عن ابن عباس وعائشة فهذا حديث عائشة واما حديث ابن

عباس ففی مصنف ابن ابی شیبة ـــــ وذکر الحدیث۔ "

محمود (علامہ عینی) عفی اللہ عنہ کہتے ہیں:

اس حدیث میں کئی انواع پر گفتگو ہے۔

پہلی نوع: (راویان حدیث کا ذکر) پہلا راوی: محمد بن خزیمہ بن راشد بصری۔ امام طحاوی رحمہ اللہ کے استاذ ہیں۔ جب یہ مصر آئے تب امام طحاوی رحمہ اللہ نے ان سے حدیث کی روایت لی، ابن یونس نے ان کا (اپنی تاریخ میں) ذکر کیا اور کہا یہ ثقہ راوی ہیں۔ شہر اسکندریہ میں ۲۷٦ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ دوسرا راوی: ابو محمد حجاج بن منہال انماطی بصری۔ یہ ان راویان حدیث میں سے ہیں جن سے محدثین کی ایک جماعت نے حدیث کی روایت لی۔ یہ ثقہ اور فاضل راوی ہیں۔ تیسرا راوی: ابوسلمہ حماد بن سلمہ بن دینار بصری۔ یہ ثقہ اور بہت بڑے مرتبہ والے راوی تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان سے استشہاد کیا ہے۔ کچھ اہل علم نے کہا: ان سے امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک حدیث کی روایت (صحیح بخاری میں) لی ہے۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''کتاب القراءة خلف الامام'' میں ان سے روایت لی ہے۔ اور باقی محدثین نے ان سے روایت لی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں ان سے استشہاد کیا ہے۔ اور کتاب ''القراءة خلف الامام'' میں ان سے روایت لی ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے متابعات میں ان کی روایت ذکر کی ہے۔ اور باقی محدثین نے ان کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ پانچواں راوی: عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن رافع انصاری عدوی۔ کچھ اہل علم نے کہا یہ عبیداللہ بن عبداللہ بن رافع بن خدیج ہیں دیگر اہل علم نے کہا یہ عبداللہ بن عبداللہ بن رافع بن خدیج ہیں، بعض اہل علم نے کہا یہ دو (الگ الگ) ہیں ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے۔ امام ابوداود، امام ترمذی، امام نسائی رحمھم اللہ نے ان سے حدیث کی روایت لی ہے

چھٹا راوی: سیدنا ابوسعید سعد بن مالک بن سنان الخدری رضی اللہ عنہ۔ یہ اپنے نام اور کنیت دونوں میں مشہور ہیں۔ ان سب راویوں کا مفصلاً تذکرہ گزر چکا ہے۔ دوسری نوع: (تخریج حدیث) اس حدیث کو امام ابوداود، امام ترمذی اور امام نسائی رحمھم اللہ نے روایت کیا ہے۔ امام ابوداؤد نے کہا: ہمیں ابن علاء اور حسن بن علی نے حدیث بیان کی (اس کے بعد علامہ عینی رحمہ اللہ نے ان تینوں کی روایات بمع متن ذکر کیں پھر فرمایا)۔ اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند

میں روایت کیا ہے (پھر ان کی روایت مع متن ذکر کیں پھر فرمایا) دار قطنی نے بھی اپنی سنن میں اس حدیث کو روایت کیا ہے اور کہا ہمیں حدیث بیان کی (پھر ان کی روایات مع متن ذکر کی پھر کہا) اور اس حدیث کو حافظ ابوبکر بزار نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے اور کہا (اس کے بعد ان کی مروی حدیث کا ذکر کیا پھر فرمایا) ابو یعلی نے بھی اپنی مسند میں اس حدیث کو روایت کیا ہے اور کہا ہمیں حدیث بیان کی (اس کے بعد ان کی مروی حدیث کا ذکر کیا پھر فرمایا) اور اس حدیث کو بیہقی نے بھی اپنی سنن میں روایت کیا اور کہا ہمیں حدیث بیان کی (اس کے بعد علامہ عینی رحمہ اللہ نے ان کی مروی حدیث کا ذکر فرمایا)۔ تیسری نوع: اس حدیث کے حکم کے بیان میں ہے۔ امام احمد نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔ امام ذہبی نے ''المہذب فی اختصار سنن البیہقی'' میں اس حدیث کے بعد کہا، میں کہتا ہوں: اس حدیث کو ابوداود، نسائی اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے اور امام احمد بن حنبل نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔ ابوالحسن بن قطان نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے، اس کا معاملہ اگر کھولا جائے تو حدیث کا ضعیف ہونا ظاہر ہوگا نہ کہ حسن ہونا، اس لیے کہ اس کا مدار ابواسامہ از محمد بن کعب وابوسعید پر ہے، کچھ اہل علم یوں کہتے ہیں: عبیداللہ بن عبداللہ بن رافع بن خدیج اور دیگر اہل علم یوں کہتے ہیں: عبداللہ بن عبداللہ بن رافع بن خدیج، یہ حدیث ابواسحاق از سلیط بن ایوب کی روایت کے ساتھ دوسرے طریق سے بھی مروی ہے، سلیط اور ابوسعید کے درمیان والے واسطے میں ابواسحٰق پر اختلاف ہے۔ ایک قوم کہتی ہے عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن رافع، ایک اور قوم یوں کہتی ہے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن رافع، اور ایک قوم یوں کہتی ہے از عبدالرحمٰن بن رافع، لہذا حضرت ابوسعید سے اس حدیث کو روایت کرنے والے شخص کے بارے میں پانچ قول پائے گئے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱: عبداللہ بن عبداللہ بن رافع۔

۲: عبیداللہ بن عبداللہ بن رافع۔

۳: عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن رافع۔

۴: عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن رافع۔

۵: عبدالرحمٰن بن رافع۔

یہ شخص کیسے بھی ہو اس کا حال معلوم ہے نہ عین۔ (لہذا یہ حدیث ضعیف ہے)

علامہ منذری نے کہا: اس حدیث میں کچھ اہل علم نے کلام کیا ہے۔ اور ابو محمد حاتم نے ''کتاب المراسیل'' میں اپنے والد کے حوالہ سے ذکر کرتے ہوئے کہا کہ محمد بن اسحاق بن یسار اور سلیط کے درمیان ایک اور راوی ہے۔ میں کہتا ہوں: اس بارے میں ترجیح امام احمد رحمہ اللہ کے قول کو ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے، کیونکہ ہر وہ چیز جس کے بارے میں امام احمد یا علی بن مدینی یا یحیٰی بن معین یا ان کے ہم پلہ ائمہ حدیث جس خبر اور حدیث کی تصحیح یا تردید کر دیں یا کسی راوی کی تعدیل یا اس پر جرح کریں تو اعتبار اور رجوع انہی کے قول کی طرف ہوتا ہے۔ جب حذام بات کہے تو اس کی تصدیق کرو! کیونکہ بات وہی ہے جو حذام نے کہی۔ (یہ ایک شعر کا حصہ ہے) رہا امام ترمذی رحمہ اللہ کا اس حدیث پر حسن کا حکم لگانا، تو یہ حکم ان کی حدیث حسن کے بارے میں تقریر۔ (تعریف) کے مطابق ہے، اور اس بارے میں ان پر کوئی اعتراض بھی نہیں ہے، کیونکہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن رافع بن خدیج کی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت معروف ہے۔ اور اسی طرح محمد بن کعب اور سلیط بن ایوب کی بھی حضرت ابو سعید سے روایت مشہور و معروف ہے۔ اس اعتبار سے ان سے جہالت عینیہ ختم ہو گئی۔ اور ابن القطان کا حدیث کو کمزور قرار دینا ان واسطوں کے مجہول ہونے کی وجہ سے جو سلیط بن ایوب اور حضرت ابو سعید کے درمیان ہیں تو سلیط از عبد الرحمٰن بن ابو سعید کی روایت ان کی اس تضعیف کے معارض ہے۔ اور یہ روایت ان (پانچ راویوں کے ناموں والی جسے ابن قطان نے جمع کیا ہے) میں سے نہیں ہے، جسے انہوں نے ذکر کیا ہے، لہذا یہ عبد الرحمٰن وہ عبد الرحمٰن نہیں جو مجہول ہے۔ بخاری کے علاوہ ایک جماعت نے ان سے روایت لی ہے۔ اور مطرف بن طریف سے ایک جماعت نے حدیث کی روایت لی ہے اور خالد بن ابی نوف سے نسائی اور طحاوی نے روایت لی ہے اور نسائی کی یہ حدیث ابن عباس عنبری (صحیح عباس عنبری ہے، کما فی تذکرۃ الحفاظ والتھذیب'') سے مروی ہے۔ اور وہ گزر چکی ہے اور طحاوی کی یہ حدیث پہلے باب کی تیسری حدیث ہے اور عنقریب آ رہی ہے۔ محدث ابن عساکر نے کہا: اس حدیث کی سند میں ایک مجہول راوی ہے۔ میں کہتا ہوں (علامہ عینی رحمہ اللہ): جس جہالت کی طرف ابن عساکر نے اشارہ کیا ہے وہ ابن ابو سعید میں ہے کہ: یہ کون ہیں؟ حافظ امام ابو الفتح قشیری از روایت مطرف بن طریف از خالد بن ابی نوف از سلیط بن ایوب از عبد الرحمٰن بن ابو سعید الخدری از

والد خود کی روایت میں یہ واضح ہو چکا ہے کہ یہ عبد الرحمٰن ہیں۔'' حافظ ابو الفتح نے کہا جب عبد اللہ بن مندہ نے اس حدیث کو محمد بن کعب قرظی از عبید اللہ بن عبد اللہ کی روایت سے روایت کیا تو کہا یہ سند مشہور ہے اور اس حدیث کو ''ابو داؤد'' اور ''نسائی'' نے بھی روایت کیا۔ لیکن ''بخاری و مسلم'' نے اس کی سند میں اختلاف کی وجہ سے اسے ترک کر دیا۔ اس حدیث کو ابن ابی ذئب نے اپنے نزدیک ثقہ سے از عبد اللہ بن عبد الرحمٰن از ابو سعید روایت کیا ہے۔ پھر اس کے بعد انہوں نے کہا اگر یہ عبید اللہ بن عبد الرحمٰن بن رافع وہ انصاری ہیں جو جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں تو ان سے ہشام بن عروہ نے روایت کی ہے۔ اور یہ اہل مدینہ میں مشہور و معروف ہیں۔ اور عبد اللہ بن رافع بن خدیج مشہور ہیں اور عبد کا بیٹا مجہول ہے تو یہ حدیث عبید اللہ بن عبد اللہ بن رافع کی روایت کے ساتھ معلول ہے۔ اور ابن القطان کا یہ کہنا کہ وہ پانچ راوی جنہوں نے اس حدیث کو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا وہ سب مجہول ہیں تو (جواب) یہ ہے کہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن رافع جس کے طریق سے ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور ابو الفضل اس کی کنیت بیان کی ہے، ابن حبان نے اس کی توثیق کی ہے۔ اسی طرح عبید اللہ بن عبد الرحمٰن جن کا ذکر ہم نے ابھی کیا ہے ان کی بھی ابن حبان نے توثیق کی ہے اور ان دونوں کے تذکرہ کے لیے الگ الگ باب باندھا ہے۔ بخاری کی کتاب ''التاریخ الکبیر'' میں ان دونوں کو ایک شمار کیا گیا ہے۔ بلکہ ابن القطان نے جن کو پانچ قرار دیا ہے بخاری کے ہاں یہ ایک ہی شخص ہے۔ (جب ایسی بات ہے) تو حدیث کے صحیح ہونے میں کیا رکاوٹ ہے؟ بالخصوص جبکہ امام احمد نے بھی اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ نیز یہ حدیث حضرت سہل بن سعد کی روایت کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کے علاوہ ایک اور سند حسن کے ساتھ بھی مروی ہے۔ قاسم بن اصبغ نے کہا ہمیں ابو علی عبد الصمد بن ابو سکینہ حلبی نے حلب میں حدیث بیان کی انہوں کہا ہمیں عبد العزیز بن ابو حازم نے حدیث بیان کی از والد خود از سہل بن سعد ان کا بیان ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ''بضاعہ کنویں'' سے وضو فرماتے ہیں حالانکہ اس میں لوگوں کے پاخانے، حیض کے کپڑے اور مردار ڈالے جاتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانی کو کوئی چیز پلید نہیں کرتی۔ قاسم ابن اصبغ نے کہا: ''بئر بضاعہ'' کے بارے میں یہ حدیث سب سے بہترین ہے۔

شیخ ابن حزم نے ''کتاب الایصال'' میں کہا: عبدالصمد بن ابوسکینہ ثقہ اور مشہور روای ہیں۔ انہوں نے ابوعبداللہ حاکم سے حدیث روایت کی ہے۔ ''ابن القطان کا اس حدیث کو ضعیف قرار دینے کے متعلق قول'' ہماری ذکر کردہ تفصیل کی وجہ سے مرجوح اور نا قابل استدلال ہے، زیادہ سے زیادہ اس میں یہ تھا کہ انہوں نے ان روایوں کو مجھول قرار دیا جنھیں ان کے علاوہ دیگر محدثین نے معروف قرار دیا ہے، جب یہ حدیث ایک طریق سے صحیح ثابت ہے تو غیر صحیح طریق سے اس کا مروی ہونا مضر نہیں ہوگا، لہذا ضعیف حدیث صحیح حدیث کو معلول نہیں کرسکتی چوتھی نوع: اس حدیث کی لغات کے بیان میں ہے۔ حدیث مبارک میں موجود لفظ ''یتوضأ'' یہ ''توضأ، توضؤ'' بروزن تفعل سے مشتق ہے، اس کا ثلاثی ''وضوٗ'' بروزن فعل عین کلمہ کے پیش کے ساتھ ہے۔ جوہری نے کہا'' الوضاءۃ'' کا معنی حسن اور ستھرائی ہے، اس لیے کہ تو کہتا ہے ''وضوٗ الرجل'' یعنی وہ مرد حسین اور صاف ستھرا ہوگیا، اسی طرح تو کہتا ہے ''توضأت للصلاۃ'' یوں مت کہے ''توضئت'' (شاید یہ لفظ ''وضئت'' ہے) کچھ اہل علم کہتے ہیں ''الوضوء'' واو کے اوپر زبر کے ساتھ وہ پانی ہے جس سے وضو کیا جاتا ہے، اور ''الوضوء'' ''توضأت للصلاۃ'' سے مصدر بھی ہے جیسے ''الولوغ'' اور ''القبول''۔ شیخ یزیدی نے کہا'' الوضوء'' واو کے پیش کے ساتھ مصدر ہے، شیخ ابوعمرو بن علاؤالدین سے منقول ہے ''القبول'' قاف کے اوپر زبر کے ساتھ مصدر ہے۔ یزیدی نے کہا یہ میں نے ان کے علاوہ اور کسی سے نہیں سنا، اور کہا جاتا ہے ''الولوغ'' اور ''القبول'' پہلے حرف کے اوپر زبر کے ساتھ دونوں شاذ مصدر ہیں۔ ان کے علاوہ باقی تمام (اس وزن کے) مصادر مبنی علی الضم ہیں۔ حدیث مبارک میں ایک لفظ ''بئر بضاعۃ'' آیا، ''البئر'' کو جوہری نے باب الراء کی فصل ہمزہ کے بعد ''باء'' میں ذکر کیا ہے اور کہا ''البئر'' کی جمع قلت ''ابؤر'' اور ''آبار'' ہمزہ کے بعد ''باء'' کے ساتھ ہے، کیونکہ عرب میں سے کچھ لوگ ہمزہ کو قلب کرتے ہیں اور ''آبار'' کہتے ہیں۔ اس کی جمع کثرت ''بئار'' آتی ہے۔ یہ بطور گردان ''قد بأرت بئراً'' (تا آخر) بھی استعمال ہوتا ہے۔ ''البؤرۃ'' کا معنی ہے ''کھودنا''۔ ابو زید نے کہا ''بأرت ابأر بأراً'' کا معنیٰ ہے: میں نے آتش دان کو کھودا (یا بھڑکایا) ''بؤرۃ'' کا معنی ہے: پکا ہوا گوشت۔ ''بئیرۃ'' بروزن فعیلۃ کا معنیٰ ''ذخیرہ'' ہے۔ شیخ احمد بن فارس نے ''باب الباء و الالف'' میں کہا ''بئرت الشیٔ'' اس وقت کہا جاتا ہے جب تم اس کو کھودو۔ اور ''بئر'' کا معنی معروف ہے (بمعنی کنواں) اور ''بئرت بؤرۃ''

کا معنی کھودنا (یا بھڑکانا ہے) اس کے اور چند نام یہ ہیں: ''الرکیۃ''، ''الجب'' ''القلیب''
لیکن ''قلیب'' اور ''جب'' اس کنویں کو کہا جاتا ہے جس کا پتھروں سے منہ مکمل نہ بنا ہو۔
''الرکیۃ'' کی جمع ''رکی'' آتی ہے۔ اور ''الجب'' کی جمع ''جباب'' اور ''جیبۃ'' آتی ہے۔ البضاعۃ۔ باء کے پیش کے ساتھ مشہور ہے۔ جوہری نے کہا پیش اور نیچے زیر کے ساتھ اور اس کے بعد نقطہ والی ضاد اور بغیر نقطہ والی عین ہے۔
شیخ ابن اثیر نے ''نھایہ'' میں کہا: یہ مدینہ منورہ میں مشہور و معروف کنواں ہے۔ اور محفوظ ''باء'' کے پیش کے ساتھ ہے۔ کچھ اہل علم نے ''باء'' کے نیچے زیر پڑھنے کو بھی جائز قرار دیا ہے۔ بعض نے اس کو بغیر نقطہ کے ''صاد'' کے ساتھ بھی نقل کیا ہے۔ علامہ منذری نے کہا: ''بئر بضاعۃ'' مدینہ منورہ میں قبیلہ ''بنو ساعدہ'' کا گھر (حویلی) تھا اور انکا کنوا ں وہاں مشہور و معروف تھا اور یہاں پر بھی اہل مدینہ کے اموال میں سے کچھ مال تھا۔ کچھ شارحین ''ہدایہ'' نے کہا: ''بئر بضاعہ'' مدینہ منورہ میں قدیم کنواں تھا جس کا پانی باغات میں جاری تھا۔ (اس کے بعد علامہ عینی رحمہ اللہ نے حدیث پاک کے الفاظ ''یلقی فیھا'' کی شرح کی اور اس بارے میں امام جوہری کی گفتگو نقل کی۔ پھر اس کے بعد لفظ ''المحایض'' کی شرح کی اور اس کے بارے میں ''شیخ ابن الاثیر'' اور ''جوہری'' کی گفتگو نقل کی۔ پھر لفظ ''لاینجس'' کا ضبط ذکر کیا، اور اس سلسلہ میں جوہری اور صاحب ''دستور اللغۃ'' کی گفتگو نقل فرمائی پانچویں نوع: (اس نوع میں آپ نے حدیث کا اعراب بمع نکات مفصلاً و مطولاً بیان کیا ہے۔)

چھٹی نوع: (اس نوع میں آپ نے علم معانی اور بیان سے متعلق گفتگو فرمائی ہے۔ اور اس نوع میں اعتراضات بھی ذکر کرتے ہیں، مثلاً حدیث پاک کے لفظ ''ان الماء'' پر الف لام کون سا ہے؟ ''قلت'' کہہ کر جواب دیا۔ پھر اعتراض کرتے ہوئے کہا ''اگر ہم استغراق کا قرار دیتے ہیں تو کیا خرابی آتی ہے اور پھر ''قلت'' کہہ کر اس کا مفصلاً اور مطولاً جواب ذکر فرمایا ہے)۔ (ہمارا ارادہ ان تمام مباحث کو لے آنا تھا مگر شیخ صالح نے اس شرح سے فقط اتنا ہی نقل کیا ہے اور ہم پیچھے عرض کر چکے ہیں کہ یہ شرح مخطوط ہے، شیخ صالح نے وہاں سے اتنا ہی نقل کیا ہے)

ساتویں نوع: اس حدیث سے مستنبط احکام کے بیان میں ہے۔ واضح رہے اس حدیث اور اس جیسی دیگر احادیث کے ظاہر سے استدلال کرتے ہوئے اہل ظواہر نے اس پر استدلال کیا کہ پانی میں نجاست گرنے کی وجہ سے پانی اصلاً

نجس نہیں ہوتا، چاہے پانی جاری ہو یا ٹھہرا ہوا ہو، تھوڑا ہو یا زیادہ، اس کا رنگ، ذائقہ اور بو بدلا ہو یا نہ۔ صاحب ''البدائع'' نے اسی طرح ان سے نقل کیا ہے۔ ابن حزم نے ''المحلی'' میں کہا: جن لوگوں سے ہمارے قول کی مثل قول مروی ہے کہ پانی کو کوئی چیز پلید نہیں کرتی وہ چند یہ ہیں: ام المؤمنین حضرت عائشہ، حضرت عمر بن خطاب، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت حسن بن علی بن ابو طالب، ام المؤمنین حضرت میمونہ، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنھم کے علاوہ حضرت اسود بن یزید اور ان کے بھائی عبدالرحمن بن یزید رحمھما اللہ ۔۔۔ الخ ہیں۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے بھی اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا: کہ نجاست کے گرنے کی وجہ سے پانی پلید نہیں ہوتا اگرچہ وہ پانی تھوڑا ہو، جب تک اس کے اوصاف میں سے کوئی وصف نہ بدلے۔ ''شیخ محی الدین'' نے کہا: واضح رہے کہ حدیث ''بئر بضاعہ'' حدیث ''قلتین'' کے مخالف نہیں ہے کیونکہ ''بئر بضاعہ'' کا پانی قلتین سے زیادہ تھا۔ (اس کے بعد علامہ عینی رحمہ اللہ نے امام محمد رحمہ اللہ کی ''کتاب الاشربۃ'' سے احناف کا قول نقل کیا اور پانی تھوڑے زیادہ کے تفصیلی احکام ذکر کیے)۔

پھر فرمایا: اس باب میں ہمارے اصحاب (احناف) کے دلائل بہت زیادہ ہیں۔ ایک دلیل وہ حدیث ہے جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا: کہ نبی اکرم ﷺ نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے پھر اسی سے وضو کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ایک اور دلیل: انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو تو وہ اپنے ہاتھوں کو دھونے سے پہلے برتن میں ہرگز نہ ڈالے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھوں نے رات کہاں گزاری ہے۔ اسی طرح کتے کے چاٹنے سے برتن دھونے کے حکم والی حدیث ہے۔ اور ہم ان شاء اللہ تمام تر وجوہ کے ساتھ آخر میں ان احادیث پر ان کے اپنے اپنے محل میں تفصیلی گفتگو کریں گے۔ اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ ''بئر بضاعہ'' کا پانی باغوں میں جاری تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سے مذکور ہے کہ: اس کنویں کی ایک نالی تھی اور اس نالی سے پانی باغوں کی طرف گزر کر جاتا تھا اور اس پانچ یا سات باغوں کو سیراب کیا جاتا تھا۔ ''واقدی'' نے کہا: اس کنویں کا پانی جاری تھا ٹھہرا ہوا نہیں تھا۔ ایک غیر مشہور اور اہم اعتراض کا جواب: ''شیخ خطابی'' نے کہا: جو شخص حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو سنتا ہے اسے اس بات کا وہم پڑ جاتا ہے کہ یہ ان سے عادۃً ایسا

ہوتا تھا (یعنی کنویں میں حیض کے کپڑے ڈالنا، مردار پھینکنا) اور وہ یہ کام جان بوجھ کر کرتے تھے اور ایسا تو کسی ذمی بلکہ بت پرست کے بارے میں بھی گمان کرنا ممکن نہیں چہ جائیکہ کسی مسلمان کے بارے میں یہ گمان کیا جائے، ہمیشہ لوگوں کی یہ عادت چلتی آرہی ہے خواہ وہ مسلمان ہوں یا کافر وہ اپنے پانیوں کو صاف ستھرا رکھتے ہیں تو دین متین کے اعلی طبقات پر فائز اور مسلمانوں کی سب سے افضل جماعت کے بارے میں ایسا گمان کیسے کیا جا سکتا ہے؟ حالانکہ ان کے علاقوں میں پانی کی قلت اور بہت زیادہ ضرورت تھی۔ اور رسول کریم ﷺ نے پانی کی گھاٹوں میں پاخانہ کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو پانی کے چشموں کو نجاست کی گھات بنا ڈالیں؟ اس طرح کا گمان ان جلیل القدر صحابہ کے بارے میں جائز نہیں ہے اور نہ ہی یہ ان کی شان کے لائق ہے۔ بلکہ یہ اس لیے تھا کہ اس کنویں کی جگہ زمین کی ڈھلوان میں تھی اور سیلاب کے پانی ان گندگیوں کو راستوں اور نالیوں سے اٹھا کر کنویں میں پھینک دیتے اور پانی کی کثرت کی وجہ سے ان نجاستوں کی گرنے کے باوجود کنویں میں ذرہ برابر اثر نہیں پڑتا تھا اور نہ ہی کنویں کا پانی تبدیل ہوتا تھا اس لیے صحابہ کرام علیھم الرضوان نے اس کے متعلق نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا اور پوچھا تا کہ انہیں اس کی طہارت اور نجاست کے بارے میں خوب علم ہو جائے، تو پھر حضور ﷺ کا ان کو یہ جواب دینا کہ ''پانی کو کوئی چیز پلید نہیں کرتی'' اس سے مراد یہ ہے کہ وہ پانی اتنا کثیر ہو جتنا اس کنویں کا ہے کیونکہ سوال صرف اسی کنویں (بئر بضاعہ) کے بارے میں تھا، اس لیے جواب اسی کے بارے میں صادر فرمایا۔ میں کہتا ہوں (علامہ عینی رحمہ اللہ) (امام خطابی کی یہ تشریح) ڈنکے کی چوٹ پر سر عام اعلان کر رہی ہے کہ حدیث میں موجود لفظ ''ان الماء'' پر الف لام عہد کا ہے جیسا کہ ہم نے تقریر کر دی ہے۔ جب یہ صورتحال ہے تو دریں صورت اہل ظواہر اور امام مالک رحمہ اللہ کی اس حدیث میں (اپنے موقف پر) کوئی حجت نہیں ہے اور یہ حدیث جیسا کہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے فرمایا ہمارے مذہب ہی کے مطابق معمول بہ ہے۔ (اس کے بعد علامہ عینی رحمہ اللہ نے ''بئر بضاعہ'' کی تحدید اور اس کی گہرائی کا ذکر کیا ہے)۔ آٹھویں نوع: اس باب کی ان احادیث کے بیان میں جو امام طحاوی رحمہ اللہ سے رہ گئی ہیں۔ ایک وہ حدیث ہے جسے طبرانی نے ''المعجم الاوسط'' میں روایت کیا ہے۔ (اس کے بعد علامہ عینی رحمہ اللہ نے وہ حدیث ذکر کی ہے) اور اس حدیث کو بزار نے از عمر بن علی روایت کیا ہے، اور یہ وہ حدیث ہے جس کے بارے میں

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس باب میں حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھما سے بھی مروی ہے، تو یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنھا ہے۔ اور جہاں تک حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تعلق ہے تو وہ ''مصنف ابن ابی شیبہ'' میں موجود ہے۔ (اس کے بعد علامہ عینی رحمہ اللہ نے وہ حدیث ذکر کی ہے)

والحمدللہ رب العلمین۔

(بدرالدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص۱۹۳تا۲۰۴ مطبوعہ دارالبشائرالاسلامیہ بیروت)

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء ہے کہ یہ کتاب جلد از جلد منظر عام پر آجائے تا کہ اس کا فائدہ عام ہو۔

۶۶۔نخب الافکار فی تنقیح مبانی الاخبار فی شرح شرح معانی الآثار:

یہ کتاب، کتاب سابق سے منتخب ہے، جیسا کہ اس کے عنوان سے واضح ہے۔ تقسیم انواع اور حسن ترتیب میں یہ شرح سابق شرح کے ساتھ منسلک ہے۔ اس شرح کے پڑھنے والے پر یہ عیاں ہو جائے گا کہ یہ شرح سابق شرح سے کئی حصہ دوگنا اور شرح سابق کا غیر ہے۔ یاد رہے یہ شرح شروع سے کچھ ناقص ہے۔ بحمد اللہ یہ شرح مطبوع ہے اولاً بھارت سے پھر قدیمی کتب خانہ کراچی سے اور اب بحمد اللہ مکتبہ دارالنوادر قطر سے چھبیس جلدوں میں شاندار صفحات کے ساتھ چھپ چکی ہے۔ بحمد اللہ راقم الحروف نے استاذ العلماء شیخ المشائخ جامع المعقول والمنقول الحافظ القاری احمد رضا سیالوی حفظہ اللہ سے دوران درس طحاوی شریف اس شرح کا خوب مطالعہ کیا تھا۔ بلکہ کئی مقامات پر قبلہ استاذ گرامی زید شرفہ سے خوب مذاکرہ بھی کیا بحمد اللہ خندہ پیشانی سے وہ میری بات کو بغور سنتے تھے۔

"فجزاہ اللہ خیراً فی الدنیا و الآخرۃ"۔

اور اب عرصہ دوسال سے دوران تدریس ''طحاوی شریف'' بھی اس مبارک شرح کا مطالعہ کرتا ہوں۔

والحمد للہ رب العلمین۔

۶۷:عمدۃ القاری فی شرح صحیح البخاری:

یہ کتاب علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کی عظیم ترین اور مشہور ترین کتابوں میں سے ہے۔ بلکہ ''صحیح بخاری'' کی

تمام شروح سے اجل اور ارفع شرح ہے۔ حضرت مؤلف رحمہ اللہ نے اس شرح کا آغاز ماہ رجب کے آخر میں ۸۲۰ھ میں فرمایا، اور پانچ جمادی الاولیٰ ۸۴۷ھ میں اس سے فراغت حاصل کی۔ جیسا کہ خود آپ نے یہ تاریخ اسی شرح کے آخر میں رقم فرمائی ہے۔ الحمدللہ! یہ بے نظیر اور بے مثال شرح پچیس جلدوں میں مطبوع ہے۔ لیکن خود مؤلف رحمہ اللہ نے اس کو اکیس (۲۱) اجزاء میں تقسیم کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر اور احسان ہے کہ اس نے فقیر راقم الحروف کو بھی اس شرح کے مطالعہ سے نوازا ہے۔ اور راقم الحروف کے ذاتی کتب خانہ میں یہ مبارک شرح اور حافظ العصر ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی ''شرح فتح الباری'' دونوں موجود ہیں۔ اول الذکر شرح ''دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان'' کی طبع ہے۔ جبکہ ثانی الذکر ''دار طیبہ للنشر والتوزیع الریاض'' کی طبع ہے۔

والحمد للہ رب العلمین اولاً و آخراً و ظاھراً و باطناً۔

علامہ عینی رحمہ اللہ نے اس شرح کی شروعات میں اہمیت سنت اور اہمیت صحیح بخاری سے متعلق مقدمہ لکھا اور اس میں ذکر کیا ہے کہ میں نے ''شرح معانی الآثار'' اور ''سنن ابوداؤد شریف'' کی شرح لکھی ہے۔ اس کے بعد اس ''شرح صحیح بخاری'' کی وجہ تالیف کو ذکر کیا اور اس میں اپنی شرح کی چند خصوصیات کا تفصیلی تذکرہ فرمایا۔ اور دوران شرح لاحق ہونے والی صعوبتیں اور مشکلات بالخصوص حاسدین ومعاندین سے لاحق ہونے والی شدید پریشانیوں کو بیان فرمایا۔ اس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ تک ''صحیح بخاری'' کی اپنی دوسندوں کو ذکر فرمایا۔ پہلی سند بطریق شیخ الاسلام حافظ العصر زین الدین عراقی رحمہ اللہ ذکر فرمائی۔ اور دوسری سند بطریق شیخ الاسلام تقی الدین دجوی رحمہ اللہ ذکر فرمائی۔ اس کے بعد تقریباً دس ایسے فوائد کا ذکر فرمایا جن کا تعلق ''صحیح بخاری شریف'' سے تھا۔ اور انہی فوائد میں مبادی علم حدیث، موضوع، مسائل وغیرہ کا تفصیلی ذکر کیا۔ اس کے بعد ''صحیح بخاری شریف'' کی شرح کو شروع فرمایا، لیکن شرح میں ایک منہج پر نہ رہ سکے۔ چنانچہ جتنی طویل سے طویل تر شرح پہلے چار اجزاء میں فرمائی ہے وہ شرح اس طرح باقی اجزاء میں نظر نہیں آتی۔

اسلوب عمدۃ القاری:

اس شرح میں آپ کا طریقہ کار یہ ہے کہ آپ سب سے پہلے ''حدیث شریف'' کی ''قرآن کریم'' سے مطابقت

بیان کرتے ہیں پھر ''کتاب'' ، ''ترجمۃ الباب'' اور حدیث سابق سے اس کی ''مناسبت'' بیان کرتے ہیں۔اس کے بعد ''رجال'' پر گفتگو کرتے ہیں اور سب راویوں کی مختصر سوانح لکھتے ہیں۔

اس کے بعد راویوں کے ناموں کا ''ضبط'' بیان کرتے ہیں۔

اس کے بعد ''انساب کا ضبط'' کرتے ہیں۔

اس کے بعد چند ایسے فوائد کا ذکر کرتے ہیں جن کا تعلق راویان حدیث سے ہوتا ہے۔

اس کے بعد ''سند کے لطائف'' کا ذکر کرتے ہیں۔

اس کے بعد ''انواع حدیث'' میں سے اس حدیث کی نوع بیان کرتے ہیں۔

اس کے بعد ''صحیح بخاری شریف'' میں جن ابواب کے تحت وہ ''حدیث مکرر'' آتی ہے ان کا ذکر کرتے ہیں۔

اس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ کے علاوہ جن محدثین نے اپنی تصانیف میں اس حدیث کا اخراج کیا ہے ان کا بیان کرتے ہیں۔

اس کے بعد حدیث کے ''الفاظ میں پائے جانے والے اختلاف'' کا ذکر کرتے ہیں۔

اس کے بعد ''الفاظ حدیث کی لغت'' کا بیان کرتے ہیں۔

پھر اعراب (نحو) کا بیان کرتے ہیں۔

پھر ''صرف'' کا بیان کرتے ہیں۔

پھر ''معانی'' کا بیان کرتے ہیں۔

پھر ''بیان'' کا بیان کرتے ہیں۔

اس کے بعد ''بدیع'' کا بیان کرتے ہیں۔

اور پھر اس کے بعد ''سوالات وجوابات'' کا سلسلہ شروع کرتے ہیں۔

اس کے بعد اس حدیث سے ''مستنبط احکام'' کا بیان کرتے ہیں۔

اور اس کے بعد اس کے تحت ''فقہی مسالک'' کا بیان کرتے ہیں۔

بالخصوص حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ڈنکے کی چوٹ پر بیان کرتے ہیں۔اور جس جس مقام پر دیگر شراح اور بالخصوص حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ سے اگر اختلاف ہو تو اس کا رد کرتے ہیں۔علامہ عینی رحمہ اللہ حدیث کی شرح کو متعدد اجزاء اور ابحاث میں تقسیم کرتے ہیں اور مبحث سے پہلے اس کی ذیلی سرخی اور عنوان قائم کرتے ہیں جس کی وجہ سے اس کتاب سے استفادہ میں بہت آسانی ہو جاتی ہے۔

عمدۃ القاری کے مصادر ومراجع۔(اجمالی)

علامہ عینی رحمہ اللہ نے اپنی اس شرح میں ان کتب اور ان ائمہ سے بکثرت نقول ذکر کی ہیں:

''کرمانی شرح صحیح البخاری'' ، ''النھایہ فی غریب الحدیث''، ''جامع الاصول لابن الاثیر'' ، ''الغریبین'' ، ''العباب'' ، ''تھذیب اللغات''، ''اعلام السنن'' ، ''غریب الحدیث'' ، ''تفسیر قرطبی''، ''المفھم شرح صحیح مسلم'' ، ''کتاب العین'' ، ''الصحاح'' ، ''المعارف'' ، ''شرح البخاری لقطب الدین حلبی'' ، ''تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف'' ، ''تفسیر کشاف'' ، ''اساس البلاغۃ'' ''متخرجات'' ، ''مسانید'' ، ''زوائد''۔

اور جن ائمہ سے نقول ذکر کی ہیں وہ چند یہ ہیں۔

ابن تیانی' امام الحرمین' بیھقی' قاضی عیاض' نووی' طحاوی' ابن صلاح ' مازری ' ذہبی ' خطیب بغدادی' ابن کثیر' ابن ماکولا' زجاج ' محمد بن سعد' واقدی ' ابن درید' ابوحاتم' بخاری' کسائی ' ابوحنیفہ دینوری' اصمعی ' تیمی ' مبرد ' ابن مالک ' طیبی ' عراقی ' ابن سکیت ' ابن سیدہ ' حلیمی' سھیلی ' ابن ھشام اور ثعلبی وغیرھم رضی اللہ عنہم اجمعین۔

عمدۃ القاری کے مصادر ومراجع۔(تفصیلی):

ڈاکٹر ھند کے بقول ''عمدۃ القاری'' کے مصادر مختلف فنون میں نوسوستر (۹۷۰) کتب سے بھی متجاوز ہیں۔

ان مصادر کی تفصیل یوں ہے:

ا۔تفسیر قرآن کریم اور اسباب نزول کے مصادر۔

۲۔حدیث اور اصول حدیث کے مصادر۔

۳۔علم الرجال کے مصادر۔

۴۔تاریخ وسیر کے مصادر۔

۵۔علم لغۃ کے مصادر۔

۶۔علم نحو کے مصادر۔

۷۔علم صرف کے مصادر۔

۸۔فقہ واصول فقہ کے مصادر۔

۱۔تفسیر اور اسباب نزول کے مصادر:

''عمدۃ القاری'' میں تقریباً چالیس کتب تفاسیر قرآن کے مصادر ومراجع ہیں۔

ان میں سے چند یہ ہیں:

۱۔نوادر التفسیر: مقاتل بن سلیمان التوفی ۱۵۰ھ۔

۲۔تفسیر عبد بن حمید بن نصر: التوفی ۲۴۹ھ۔

۳۔الجامع لاحکام القرآن (تفسیر طبری): محمد بن جریر الطبری التوفی ۳۱۰ھ۔

۴۔تفسیر ابن مردویہ: احمد بن موسیٰ اصفہانی التوفی ۴۱۰ھ۔

۵۔الکشف والبیان فی تفسیر القرآن (ثعلبی): احمد بن محمد الثعلبی التوفی ۴۲۷ھ۔

۶۔اسباب النزول: علی بن احمد الواحدی التوفی ۴۶۸ھ۔

۷۔التیسیر فی التفسیر: نجم الدین عمر بن محمد نسفی التوفی ۵۳۷ھ۔

۸۔الکشاف عن حقائق التفسیر: جاراللہ محمود زمخشری التوفی ۵۳۸ھ۔

سب سے موخر الذکر تفسیر سے نقول بکثرت موجود ہیں۔اور شارح نے اجتہادات نحویہ میں اکثر مقامات پر اسی تفسیر پر اعتماد کیا ہے۔اس کے علاوہ سینکڑوں تفاسیر ہیں جن کا ذکر ہم نے طوالت کے خدشہ سے ترک کر دیا ہے۔

۲۔حدیث اور اصول حدیث کے مصادر:

اس کے تحت آپ نے ان فنون کی کتب پر اعتماد کیا ہے۔

۱۔کتب الروایۃ۔

۲۔کتب العلل۔

۳۔کتب غریب الحدیث۔

۴۔کتب شروح الحدیث۔

کتب الروایۃ:

یہ لاتعداد کتب ہیں ہم ان میں سے چند اہم کا تذکرہ کر دیتے ہیں:

۱۔صحیح: امام مسلم بن حجاج التوفی ۲۶۱ھ۔

۲۔المنتقی: عبداللہ بن جارود نیشاپوری التوفی ۳۱۱ھ۔

۳۔صحیح ابن خزیمہ: محمد بن اسحاق نیشاپوری التوفی ۳۱۶ھ۔

۴۔صحیح ابوعوانہ: یعقوب بن اسحاق مھرجانی التوفی ۳۱۶ھ۔

۵۔صحیح ابن حبان: ابوحاتم محمد بن حبان بُستی التوفی ۳۵۴ھ۔

۶۔المستدرک علی الصحیحین: ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری التوفی ۴۰۵ھ۔

۷۔الجمع بین الصحیحین: ابوعبداللہ محمد الحمیدی التوفی ۴۸۸ھ۔

۸۔السنن: سعید بن منصور خراسانی التوفی ۲۲۷ھ۔

۹۔السنن: ابوداؤد سلیمان بن اشعث بجستانی التوفی ۲۷۳ھ۔

۱۰۔السنن: محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی التوفی ۲۷۳ھ۔

۱۱۔السنن: ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی التوفی ۲۷۹ھ۔

۱۲۔المسند: ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق بزار التوفی ۲۹۲ھ۔

۱۳۔ السنن: ابومسلم الکجی ابراہیم بن عبداللہ بصری التوفی ۲۹۲ھ۔

۱۴۔السنن الکبریٰ: ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی التوفی ۳۰۳ھ۔

۱۵۔السنن الصغریٰ (المجتبیٰ) : : : : : :

۱۶۔السنن: ابوالحسن علی بن احمد بغدادی دارقطنی التوفی ۳۸۵ھ۔

۱۷۔السنن الکبریٰ: ابوبکر احمد بن حُسین بیہقی التوفی ۴۵۸ھ۔

۱۸۔المسند: محمد بن ادریس شافعی التوفی ۲۰۴ھ۔

۱۹۔المسند: عبداللہ بن زبیر مکی حمیدی التوفی ۲۱۹ھ۔

۲۰۔المسند: مسدد بن مسرھد التوفی ۲۲۸ھ۔

۲۱۔المسند: اسحاق بن راھویہ التوفی ۲۳۸ھ۔

۲۲۔المسند: امام احمد بن حنبل التوفی ۲۴۱ھ۔

۲۳۔المسند: حارث بن ابواسامہ التوفی ۲۸۲ھ۔

۲۴۔زوائد مسند احمد: عبداللہ بن احمد بن حنبل التوفی ۲۹۰ھ۔

۲۵۔المسند: احمد بن علی موصلی ابویعلیٰ التوفی ۳۰۷ھ۔

۲۶۔المسند: ابوالعباس محمد بن اسحاق السراج نیشاپوری التوفی ۳۱۳ھ۔

۲۷۔المصنف: عبدالرزاق بن ہمام صنعانی یمنی التوفی ۲۱۱ھ۔

۲۶۔المصنف: ابن ابی شیبہ التوفی ۲۳۵ھ۔

۲۷۔المستخرج: ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق اسفرائینی التوفی ۳۱۶ھ۔

۲۸۔المستخرج: ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی التوفی ۲۳۵ھ۔

۲۹۔الادب المفرد: محمد بن اسماعیل بخاری التوفی ۲۵۶ھ۔

۳۰۔المعجم الکبیر: ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی التوفی ۳۶۰ھ۔

۳۱۔المعجم الاوسط: : : : : :

۳۲۔ المعجم الصغیر: : : : :

۳۳۔غرائب مالک: دارقطنی التوفی ۳۸۵ھ۔

۳۴۔الاکلیل: حاکم نیشاپوری التوفی ۴۰۵ھ۔

۳۵۔شعب الایمان: بیہقی التوفی ۴۵۸ھ۔

۳۶۔الاطراف: ابومسعود دمشقی

۳۷۔تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف: حافظ جمال الدین مزی التوفی ۷۴۲ھ۔

کتب علل:

۱۔العلل الکبیر: امام ترمذی التوفی ۲۷۹ھ۔

۲۔کتاب العلل: ابن ابوحاتم رازی التوفی ۳۲۷ھ۔

۳۔کتاب العلل: امام دارقطنی التوفی ۳۸۵ھ۔

۴۔العلل المتناھیۃ فی الاحادیث الواھیۃ: عبدالرحمن ابن الجوزی التوفی ۵۹۷ھ۔

کتب غریب الحدیث:

۱۔غریب الحدیث: ابوعبید قاسم بن سلام التوفی ۲۲۴ھ۔

۲۔غریب الحدیث: ابراہیم بن اسحاق حربی التوفی ۲۸۵ھ۔

۳۔الدلائل: قاسم بن ثابت سرقسطی التوفی ۳۰۲ھ۔

۴۔الغریبین: ابوعبید احمد بن محمد ھروی التوفی ۴۰۱ھ۔

۵۔الفائق فی غریب الحدیث: جاراللہ محمود بن عمر زمخشری التوفی ۵۳۸ھ۔

۶۔مشارق الانوار: قاضی ابوالفضل عیاض مالکی التوفی ۵۴۴ھ۔

۷۔مطالع الانوار علی صحاح الاثار: ابراہیم بن یوسف بن قرقول التوفی ۵۶۹ھ۔

۸۔المغیث: حافظ ابوموسیٰ محمد بن ابوبکر اصفہانی التوفی ۵۸۱ھ۔

۹۔النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر: مبارک بن اثیر جزری التوفی ۶۰۶ھ۔

کتب شروح حدیث:

۱۔شرح الموطا: عبدالمالک بن حبیب مالکی التوفی ۲۳۹ھ۔

۲۔معالم السنن (شرح سنن ابوداؤد): ابوسلیمان حمد بن احمد خطابی التوفی ۳۸۸ھ۔

۳۔شرح صحیح البخاری: ابوالحسن علی بن خلف ابن بطال التوفی ۴۴۹ھ۔

۴۔المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم: ابوالعباس احمد بن عمر قرطبی التوفی ۶۵۶ھ۔

۵۔المنہاج فی شرح صحیح مسلم بن حجاج: ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی التوفی ۶۷۶ھ۔

۶۔شرح صحیح البخاری: قطب الدین عبدالکریم بن عبدالنور حنفی حلبی التوفی ۷۳۵ھ۔

۷۔شرح صحیح البخاری: علاؤالدین بن قلیج مغلطائی مصری حنفی التوفی ۷۲۹ھ۔

۸۔الکواکب الدراری شرح صحیح البخاری: شمس الدین محمد بن یوسف کرمانی التوفی ۷۹۶ھ۔

۹۔شرح سنن الترمذی: حافظ زین الدین عبدالرحیم عراقی التوفی ۸۰۶ھ۔

۱۰۔فتح الباری شرح صحیح البخاری: حافظ العصر احمد بن علی ابن حجر عسقلانی التوفی ۸۵۲ھ۔

۱۱۔مبانی الاخبار:

۱۲۔نخب الافکار:

یہ دونوں کتابیں علامہ عینی رحمہ اللہ کی ''طحاوی شریف'' کی شرحیں ہیں، علامہ عینی نے کئی مقامات پر ان کا حوالہ دیا ہے۔

۳۔ علم اسماء الرجال کے مصادر:

اس علم کے مصادر ''عمدۃ القاری'' میں ساٹھ کتب کے قریب ہیں۔

ان میں سے چند مشہور یہ ہیں۔

۱۔الطبقات الکبریٰ: محمد بن سعد الزہری التوفی ۲۳۰ھ۔

۲۔التاریخ الکبیر: محمد بن اسماعیل بخاری التوفی ۲۵۶ھ۔

۳۔التاریخ الاوسط: : : : : :

۴۔التاریخ الصغیر: : : : : : : :

۵۔المعارف: ابومحمد عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ دینوری التوفی ۲۶۷ھ۔

۶۔معجم الصحابۃ: عبداللہ بن محمد بغوی التوفی ۳۱۷ھ۔

۷۔کتاب الثقات: ابن حبان بُستی التوفی ۳۵۴ھ۔

۸۔الکامل فی ضعفاء الرجال: عبداللہ بن محمد بن عدی جرجانی التوفی ۳۶۵ھ۔

۹۔معرفۃ الصحابۃ: ابوعبداللہ محمد بن اسحاق ابن مندہ التوفی ۳۹۵ھ۔

۱۰۔حلیۃ الاولیاء ومعرفۃ الاصفیاء: ابونعیم احمد بن عبداللہ التوفی ۴۳۰ھ۔

۱۱۔الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب: ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر التوفی ۴۶۳ھ۔

۱۲۔معرفۃ الصحابۃ: ابوموسیٰ مدینی التوفی ۵۸۱ھ۔

۱۳۔تہذیب الکمال فی اسماء الرجال: جمال الدین یوسف بن زکی الدین مزی التوفی ۷۴۲ھ۔

۱۴۔تجرید الصحابۃ: حافظ شمس الدین ذہبی التوفی ۷۴۸ھ۔

۱۵۔الکاشف : : : : : : : :

۱۶۔مغانی الاخیار: علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (خود صاحب ترجمہ) التوفی ۸۵۵ھ۔

۴۔فن تاریخ وسیر کے مصادر:

۱۔کتاب المغازی: محمد بن اسحاق التوفی ۱۵۱ھ۔

۲۔السیرۃ النبویۃ: : : : : :

۳۔الاکلیل فی الانساب: حسن بن احمد بن ھمدانی یمنی التوفی ۳۳۴ھ۔

۴۔تاریخ اصبہان: ابونعیم اصبہانی التوفی ۴۳۰ھ۔

۵۔دلائل النبوۃ : : : : : : : :

۶۔دلائل النبوۃ: احمد بن حسین بیہقی التوفی ۴۵۸ھ۔

۷۔تاریخ بغداد: ابوبکر احمد بن حُسین خطیب بغدادی التوفی ۴۵۸ھ۔

۸۔تاریخ دمشق الکبیر: ابوالحسن علی بن حسن دمشقی ابن عساکر التوفی ۵۷۱ھ۔

۹۔الروض الانف: ابوالقاسم عبدالرحمن سُہیلی التوفی ۵۸۱ھ۔

۵۔فن لغت کے مصادر:

۱۔کتاب العین: خلیل بن احمد فراہیدی التوفی ۱۷۵ھ۔

۲۔کتاب النوادر: محمد بن زیاد المعروف ابن الاعرابی التوفی ۲۳۱ھ۔

۳۔کتاب الفصیح: ابوالعباس احمد بن یحیٰی التوفی ۲۹۱ھ۔

۴۔الجمھرۃ: محمد بن حسن ابن درید التوفی ۳۲۱ھ۔

۵۔الزاھر فی معانی الکلام الذی یستعملہ الناس: محمد بن قاسم انباری التوفی ۳۲۸ھ۔

۶۔تھذیب اللغۃ: ابومنصور محمد بن احمد ازھری التوفی ۳۷۰ھ۔

۷۔صحاح اللغۃ: ابونصر اسماعیل بن حماد جوھری التوفی ۳۹۳۔

۸۔مجمل اللغۃ: ابوالحسن احمد بن فارس التوفی ۳۹۵ھ۔

۹۔المنتھی: ابوالمعانی محمد بن تمیم برمکی التوفی ۴۱۱ھ۔

۱۰۔الجامع: محمد بن جعفر القزاز التوفی ۴۱۲ھ۔

۱۱۔الموعب: ابوغالب تمام بن طالب قرطبی التوفی ۴۳۶ھ۔

۱۲۔المحکم والمحیط الاعظم: علی بن اسماعیل بن سیدہ التوفی ۴۵۸ھ۔

۱۳۔المخصص: : : : : : : :

۱۴۔الباھر فی اللغۃ: عمر بن محمد بن عدیس التوفی ۵۰۷ھ۔

۱۵۔مجمع الغرائب: عبدالغافر بن اسماعیل فارسی التوفی ۵۲۹ھ۔

۱۶۔الواعی: عبدالحق اشبیلی التوفی ۵۸۲ھ۔

۱۷۔المغرب: ابوالفتح ناصر بن عبدالسید مطرزی التوفی ۶۱۰ھ۔

۱۸۔العُباب الزاخر فی اللغۃ: حسن بن محمد صنعانی التوفی ۶۵۰ھ۔

۶۔علم نحو کے مصادر:

۱۔مغنی اللبیب: ابن ہشام التوفی ۷۶۱ھ۔

۲۔شواہد التوضیح والتصحیح لمشکلات الجامع الصحیح: ابن مالک التوفی ۶۷۲ھ۔

۳۔دیگر فنون کی طرح اس فن میں خود علامہ عینی رحمہ اللہ کی اپنی ذات بہت بڑی مصدر اور مرجع تھی۔

۷۔علم صرف کے مصدر:

پوری "صحیح بخاری" کی احادیث کی صرفی تعلیل بمع اعتراضات وجوابات خود علامہ عینی رحمہ اللہ نے کی ہے۔اس لئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس علم کا مصدر آپکی اپنی ذات مبارکہ تھی۔

٨۔ فقہ اور اصول فقہ کے مصادر:

ڈاکٹر ھند محمود سحلول کہتی ہیں:

تمام مذاہب کی فقہ کی کتب کے حوالہ جات سے یہ شرح بھری پڑی ہے۔ اور ان کی کتب کی تعداد دوسو (۲۰۰) کے قریب ہے۔

ہم چند مشہور کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ المدونۃ الکبریٰ: عبدالرحمن بن قاسم مالکی المتوفی ۱۹۱ھ۔

۲۔ کتاب الام: امام محمد بن ادریس شافعی المتوفی ۲۰۴ھ۔

۳۔ مختصر المزنی: اسماعیل بن یحییٰ مزنی المتوفی ۲۶۴ھ۔

۴۔ تھذیب الآثار: ابوجعفر محمد بن جریر طبری المتوفی ۳۱۰ھ۔

۵۔ تجرید القدوری: احمد بن محمد حنفی المتوفی ۴۲۸ھ۔

۶۔ الحاوی الکبیر: قاضی ابوالحسن علی بن محمد ماوردی شافعی المتوفی ۴۵۰ھ۔

۷۔ المحلیٰ بالآثار: ابومحمد علی ابن حزم ظاہری المتوفی ۴۵۶ھ۔

۸۔ المھذب: ابواسحاق ابراہیم بن محمد شیرازی شافعی المتوفی ۴۷۶ھ۔

۹۔ الوسیط: ابوحامد محمد بن محمد غزالی حجۃ الاسلام المتوفی ۵۰۵ھ۔

۱۰۔ جوامع الفقہ: ابونصر احمد بن محمد عتابی حنفی المتوفی ۵۸۶ھ۔

۱۱۔ فتاویٰ قاضی خان: فخر الدین حسن بن منصور اوزجندی المتوفی ۵۹۲ھ۔

۱۲۔ الجواہر المالکیۃ: ابومحمد عبداللہ بن محمد مالکی المتوفی ۶۱۰ھ۔

۱۳۔ المغنی: موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ مقدسی حنبلی المتوفی ۶۲۰ھ۔

۱۴۔ الھدایۃ: شیخ الاسلام علی بن ابوبکر مرغینانی حنفی المتوفی ۵۹۳ھ۔

۱۵۔ الخلاصۃ: ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی المتوفی ۶۷۶ھ۔

۱۶۔ روضۃ الطالبین وعمدۃ المتقین: : : : : : : : :

۱۷۔ المجموع شرح المھذب: : : : : : : : : :

۱۸۔ الامام فی شرح الالمام فی احادیث الاحکام: تقی الدین محمد ابن دقیق العید المتوفی ۷۰۲ھ۔

۱۹۔ التوضیح فی حل غوامض التنقیح: عبیداللہ بن مسعود بن تاج الشریعۃ المتوفی ۷۴۷ھ۔

۲۰۔ التلویح علی التوضیح: سعدالدین مسعود بن عمر تفتازانی المتوفی ۷۹۲ھ۔

۲۱۔ البنایۃ فی شرح الھدایۃ: علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (خود صاحب ترجمہ) المتوفی ۸۵۵ھ۔

(البدر العینی وجھودہ فی علوم الحدیث واللغۃ ص ۱۳۳ تا ۱۵۴ مطبوعہ دار النوادر بیروت)

میں کہتا ہوں اس کے علاوہ بھی سینکڑوں مصادر ہیں جن سے ہم نے عمداً کنارا کشی کی ہے۔

"من شاء فلیراجع عمدۃ القاری"

عمدة القاری اور فتح الباری کا موازنہ :

حدیث مبارک کی شرح اور تحلیل میں ''عمدۃ القاری'' ، ''فتح الباری'' سے کئی درجہ آگے ہے۔

شیخ صالح لکھتے ہیں:

مثلاً ''حدیث ھرقل'' کی شرح ''عمدۃ القاری'' میں صفحہ ستتر (۷۷) سے ایک سو ایک (۱۰۱) تک ہے۔ جبکہ ''فتح الباری'' میں یہ شرح صفحہ اکتیس (۳۱) سے صفحہ پینتالیس (۴۵) تک ہے۔ اور ساتھ یہ بھی کہ ''عمدۃ القاری'' کا صفحہ ''فتح الباری'' کے صفحہ سے کہیں بڑا ہے۔ ''عمدۃ القاری'' میں ''کتاب الایمان'' کے پہلے باب کی شرح سولہ (۱۶) صفحات پر پھیلی ہوئی ہے، جبکہ ''فتح الباری'' کی اس باب کی شرح صرف چار (۴) صفحات پر ہے۔ ''عمدۃ القاری'' میں ''کتاب الایمان'' کی مکمل شرح تین سو چھبیس (۳۲۶) صفحات پر پھیلی ہوئی ہے، جبکہ ''فتح الباری'' میں یہ شرح ایک سو سینتیس (۱۳۷) صفحات پر مشتمل ہے۔

یہ فقط چند مثالیں ذکر کی ہیں۔

مزید ''عمدۃ القاری'' کی خصوصیات درج ذیل ہیں۔

۱: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ باب کی ساری احادیث ذکر کر کے پھر سب کی شرح میں شروع ہو جاتے ہیں، اور ایک حدیث کو دوسری حدیث سے جدا نہیں کرتے۔ جبکہ ''عمدۃ القاری'' کا یہ انداز نہیں، بلکہ باب کی ہر حدیث کی الگ الگ شرح کرتے ہیں اور ہر حدیث کو آنے والی حدیث سے جدا کرتے ہیں۔

۲: اگر کوئی شخص کسی ایسی حدیث کو جو ''صحیح بخاری'' میں ہو اس کو دوسری کتب حدیث سے دیکھنا چاہے تو ہر حدیث کے تحت ''عمدۃ القاری'' میں اسے ''من اخرجہ غیر البخاری'' کے عنوان سے وہ حدیث بآسانی مل سکتی ہے۔

لیکن اگر ''فتح الباری'' سے تلاش کرنا چاہے تو جب تک پوری ''فتح الباری'' کا مطالعہ نہ کرے تب تک تقریباً اسے مطلوب حدیث نہیں مل سکتی۔

۳: ''عمدۃ القاری'' میں ہر حدیث کی تفصیلی اور ''فتح الباری'' سے زیادہ تخریج کی گئی ہے۔ اس پر سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔

مثلاً حدیث مبارک ہے:

''ارء یتم لو ان نهراً بباب احدکم'' ــــ (الحدیث)

علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بخاری'' کے علاوہ ان لوگوں کا ذکر، جنہوں نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

اس حدیث کو ''امام مسلم'' نے کتاب الصلوٰۃ میں از قتیبہ از لیث و بکر بن مضر از ابن الهاد کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اور امام ترمذی نے ''کتاب الامثال'' میں از قتیبہ اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ جبکہ امام نسائی نے ''کتاب الصلوٰۃ'' میں از قتیبہ از فقط لیث کے طریق سے اسی سند کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ بس اتنا ہی حافظ ابن حجر نے لکھا ہے۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری۔ ج:۵ ص:۲۳۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(فتح الباری شرح صحیح البخاری۔ ج:۲۔ ص:۲۸۹۔ مطبوعہ دار طیبہ ریاض)

ایک اور حدیث پاک:

''انه صلی الله علیه وسلم کان یقرء فی الفجر ما بین ستین الی المائة'' ــــ (الحدیث)

علامہ عینی فرماتے ہیں: اس حدیث کو امام مسلم نے ''صحیح مسلم'' میں ''از یحییٰ بن حبیب و عبداللہ بن معاذ از والد خود یہ دونوں حضرات شعبہ سے'' اس حدیث کو ذکر کیا ہے، اور ''از کریب از سوید بن عمرو الکلبی'' کے طریق سے بھی روایت کیا ہے۔ اور ابو داؤد نے اپنی ''سنن'' میں اس حدیث کو ''از حفص بن عمر'' مکمل اور دوسرے مقام پر کچھ حصہ روایت کیا ہے۔ نسائی نے اپنی ''سنن'' میں ''از محمد بن عبدالاعلیٰ و محمد بن بشار و سوید بن نصر'' کے طریق سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

اور ابن ماجہ نے اپنی ''سنن'' میں اس حدیث کو ''از محمد بن بشار از بندار'' کے طریق سے روایت کیا ہے۔

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں: اس حدیث کو ''مسلم'' اور ''نسائی'' نے بھی روایت کیا ہے۔

حافظ صاحب نے صرف اتنا ہی لکھا ہے۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری۔ ج:۵ص:۴۰۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(فتح الباری شرح صحیح البخاری۔ ج:۲۔ص:۳۰۵۔مطبوعہ دار طیبہ ریاض)

ایک اور حدیث پاک:

"لو یعلم الناس ما فی النداء"۔۔۔(الحدیث)

علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس حدیث کو مسلم نے "کتاب الصلوٰۃ" میں، جبکہ ترمذی اور نسائی نے اپنی اپنی "سنن" میں روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

حافظ صاحب رحمہ اللہ نے ترمذی اور نسائی کی روایت کا ذکر تک نہیں فرمایا۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری۔ ج:۵ص:۱۸۲۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(فتح الباری شرح صحیح البخاری۔ ج:۲۔ص:۴۲۴۔مطبوعہ دار طیبہ ریاض)

ایک اور حدیث مبارک:

"انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یضطجع علیٰ شقہ الایمن بعد سنۃ الفجر"۔۔۔(الحدیث)

علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس حدیث کو امام نسائی نے بھی "کتاب الصلوٰۃ" میں روایت کیا ہے۔ جبکہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی تخریج بحوالہ "نسائی" نہیں فرمائی۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری۔ ج:۵ص:۲۰۵۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(فتح الباری شرح صحیح البخاری۔ ج:۲۔ص:۴۴۴۔مطبوعہ دار طیبہ ریاض)

اور بھی اس طرح کی لاتعداد مثالیں ہیں۔ تفصیل کے لئے "عمدۃ القاری" اور "فتح الباری" کا مطالعہ فرمائیں۔

"عمدۃ القاری" کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ علامہ عینی رحمہ اللہ تقریباً ہر حدیث کے بعد یہ ضرور ذکر کرتے ہیں کہ یہ

حدیث دوبارہ "صحیح بخاری" میں کہاں کہاں اور کن کن راویوں سے آئی ہے۔ جبکہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ صرف اتنا کہہ دیتے ہیں "وسیاتی" عنقریب آگے آرہی ہے۔

اس کی مثال: حدیث مبارک ہے۔۔۔"الصلاۃ کفارۃ"

علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: امام بخاری رحمہ اللہ نے "کتاب الزکوٰۃ" میں بھی "از قتیبہ از جریر" اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اور کتاب "علامات النبوۃ" میں اس حدیث کو "از عمر بن حفص" روایت کیا ہے۔ "الاطراف" میں امام مزی رحمہ اللہ نے ایسا ہی کہا ہے۔ اور یہ ان کا وہم ہے، کیونکہ عمر بن حفص سے "کتاب الفتن" میں یہ حدیث مروی ہے۔ اور "کتاب الصوم" میں علی بن عبداللہ سے یہ حدیث مروی ہے۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری۔ ج:۵ص:۱۲۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

جبکہ حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کے فوائد پر گفتگو کتاب "علامات النبوۃ" میں ان شاء اللہ آئے گی۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری۔ ج:۲۔ص:۲۸۲۔مطبوعہ دار طیبہ ریاض)

۵: جو حدیث "بخاری" کے تفرادت میں سے ہو تو علامہ عینی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: اس حدیث کی روایت میں "امام بخاری" منفرد ہیں۔

جیسے آپ نے "صحیح بخاری" کے "باب تضییع الصلوٰۃ عن وقتھا" کی پہلی حدیث کے بارے میں اسی طرح فرمایا ہے۔

جبکہ "فتح الباری" اس خوبی سے خالی ہے۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری۔ ج:۵ص:۲۴۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(فتح الباری شرح صحیح البخاری۔ ج:۲۔ص:۲۹۰۔مطبوعہ دار طیبہ ریاض)

ڈاکٹر صالح لکھتے ہیں:

استاذ محمد فؤاد عبدالباقی سے "صحیح بخاری" کی ترقیم اور استقصاء اطراف میں کئی جگہ خطا ہوگئی ہے۔ اگر وہ "عمدۃ القاری" کی تخریج پر اعتماد کرتے تو شاید یہ خطائیں ان سے واقع نہ ہوتیں۔

مثلاً "باب المصلی یناجی ربه عزوجل" میں استاذ فواد عبدالباقی نے حدیث کے اطراف ذکر نہیں کیے۔

لیکن علامہ عینی رحمہ اللہ نے ذکر کئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں یہ حدیث "باب حك النخامة من المسجد" اور "باب لا یبصق عن یمینه فی الصلوٰة" میں گزر چکی ہے۔

(بدرالدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ص ۲۲۸ مطبوعہ دارالبشائرالاسلامیہ بیروت)

۶: علامہ عینی رحمہ اللہ اپنے سے پہلے "شارحین بخاری" کی اخطاء کی کڑی گرفت کرتے ہیں۔

مثلاً "باب القراءۃ فی الظہر" کے تحت علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ای هذا باب فی بیان حکم القراءة فی صلاة الظهر قال الکرمانی الظاهر ان المراد بها بیان قراءة غیر الفاتحة قلت العجب منه کیف یقول ذالك و این الظاهر الذی یدل علیٰ ما قاله بل مراده الرد علیٰ من لا یوجب القراءة فی الظهر و قد ذکرنا ان قوماً منهم سوید بن غفلة والحسن بن صالح و ابراهیم بن علیة و مالك فی روایة قالوا لا قراءة فی الظهر والعصر

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری۔ ج:۶۔ ص:۳۰۔ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

یعنی یہ باب ظہر کی نماز میں قراءۃ کے حکم کے بیان میں ہے، علامہ کرمانی نے کہا ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد سورۃ فاتحہ کی قراءۃ کے علاوہ کا بیان ہے۔ میں (علامہ عینی رحمہ اللہ) کہتا ہوں مجھے ان پر حیرت ہے یہ کیسے کہہ رہے ہیں اور کہاں ہے وہ ظاہر جو ان کی بات پر دلالت کر رہا ہے، بلکہ "امام بخاری رحمہ اللہ" کی مراد ان لوگوں کا رد کرنا ہے جو ظہر کی نماز میں قراءۃ کو (اصلاً) واجب قرار نہیں دیتے، اور ہم نے ذکر کیا ہے کہ ایک قوم (علماء کی جماعت) نے کہا ہے کہ ظہر اور عصر کی نماز میں بالکل قراءۃ نہیں ہے۔ جن میں سے چند یہ ہیں: سوید بن غفلۃ، حسن بن صالح، ابراہیم بن علیۃ اور ایک روایت میں امام مالک رحمہم اللہ بھی ہیں۔

میں کہتا ہوں اس خصوصیت میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ بھی علامہ عینی رحمہ اللہ کے ساتھ شریک ہیں۔

فتح الباری کی خصوصیات:

چند اہم امور کی وجہ سے "فتح الباری شریف" بھی "عمدۃ القاری شریف" سے ممتاز ہے۔

۱۔ اصل کتاب کی شرح شروع ہونے سے پہلے ایک ضخیم اور مبسوط مقدمہ ہے۔ جو اب دو جلدوں میں مطبوع ہے۔ "عمدۃ القاری" اس خصوصیت سے خالی ہے۔

۲۔ آغاز شرح سے لے کر تا اختتام ساری شرح ایک ہی نہج اور نسق پر ہے۔ اس کے برعکس "عمدۃ القاری" ایک نہج اور نسق پر نہیں ہے۔

۳۔ شیخ الاسلام حافظ العصر علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ہر باب کے اختتام پر اس باب سے متعلق احادیث مرفوعہ، موقوفہ، مکررہ، معلقہ اور صحیح مسلم کی حدیث اگر موافق ہو تو اس کی تخریج میں ان سب چیزوں کا ذکر کرتے ہیں۔ "عمدۃ القاری" میں یہ چیز ضرور موجود ہے، مگر اسلوب یہ نہیں۔

۴۔ امانتِ نقل، سلاستِ عرض، دقتِ تعبیر، حسنِ تلخیص، وجازۃ (اختصار) قول، مضبوط رائے، اعراب میں قوی احتمال اور وھن و کمزور کا بطلان۔ یہ سب چیزیں "فتح الباری" میں بدرجہ اتم واکمل پائی جاتی ہیں۔

میں کہتا ہوں: سینکڑوں مثالیں ایسی ہیں جس میں "فتح الباری"، "عمدۃ القاری" پر حاوی اور فائق ہے۔ بالخصوص "صحیح بخاری" کی اختتامی احادیث کی شرح میں یہ "عمدۃ القاری" پر بھاری ہے۔

محقق العصر مترجم تفسیر کبیر مفتی محمد خان قادری حفظہ اللہ نے مجھے فرمایا کہ قبلہ شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

"فتح الباری کا پلہ بھاری نظر آتا ہے"

واللہ ورسولہ اعلم بالصواب۔

میں کہتا ہوں: حق تو یہ ہے کہ ان دونوں شارحین نے "صحیح بخاری" کی شرح کا حق اور قرض ادا کر دیا ہے۔

"فجزا هما الله خیراً فی الآخرة و افاض علی قبرهما سجال رحمته"

متقدمین ومعاصرین علماء کرام پررد:

ارشادالٰہی ہے:

وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ — اور ہر علم والے سے اُوپر ایک علم والا ہے۔

(یوسف:۷۶)

سینکڑوں کی تعداد میں، بحمد اللہ! ہمارے پاس کتب تفسیر، فقہ، حدیث، اصول وغیرہ موجود ہیں جن میں ہمیں یہ کثرت اور تواتر سے ملتا ہے کہ علماء دین متین ایک دوسرے کی رائے سے اختلاف کرتے چلے آرہے ہیں۔ اور یہ کوئی طعن نہیں ہے اور نہ ہی جس کا رد کیا جارہا ہے، اس کی شان میں کمی کا باعث ہے بلکہ رد ہوتا ہی اس پر ہے جس کے پاس علم ہو جاہل پر رد کا ہے کا؟

اس سلسلے میں شیخ الاسلام بحرالعلوم علامہ سعد الدین تفتازانی اور جامع المعقول والمنقول میر سید شریف جرجانی رحمہ اللہ کا مناظرہ اور اول الذکر شخصیت کی شکست ہمارے سامنے زندہ مثال ہے۔ مگر اس سے علامہ تفتازانی کے علم میں کمی آئی ہے اور نہ ان کی ذات پر کوئی طعن۔ اسی چیز کو علامہ عبدالعزیز پرہاڑوی رحمہ اللہ نے ''النبر اس شرح شرح عقائد'' کے آغاز میں بیان فرمایا ہے۔

اس سے بڑھ کر امام الجرح والتعدیل علی بن عمر دارقطنی رحمہ اللہ کا ''صحیحین'' پر رد بنام ''الالزامات والتتبع'' ہمارے سامنے ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر امام مسلم رحمہ اللہ کا ''صحیح مسلم شریف'' کے مقدمہ میں امام بخاری اور علی بن مدینی رحمہما اللہ پر مشہور بحث کے سلسلہ میں رد شدید کو بھی ہر ادنیٰ طالب علم جانتا ہے۔ اسی طرح ائمہ اربعہ علیہم الرحمۃ بلکہ حضرات صحابہ کرام علیہم رضوان کا ایک دوسرے کی رائے سے اختلاف بھی کسی شخص سے مخفی نہیں ہے۔

بعدازتمہید!

عرض یہ ہے کہ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کا متقدمین کی رائے سے اختلاف بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔

اور یہ عنوان بہت وسیع وعریض ہے۔ ہم طوالت میں نہیں پڑنا چاہتے چند مثالیں حاضر خدمت ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ پررد:

اس رد کا دائرہ انتہائی وسیع ہے ''قال بعضھم'' کہہ کر انہیں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

مثلاً ایک جگہ لکھتے ہیں۔

وقال بعضھم و یحییٰ المذکور فیه هو القطان و کذا قال الکرمانی قلت هو غلط لان البخاری صرح فیه بقوله یحییٰ هو ابن ابی کثیر ضد القلیل و انما قال البخاری بلفظ هو لانه لیس من کلام هشام بل من کلام البخاری ذکره تعریفاً له

بعض (حافظ ابن حجر) لوگوں نے کہا، اس سند میں مذکور یحییٰ سے مراد یحییٰ القطان ہیں۔ کرمانی نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔ میں (علامہ عینی رحمہ اللہ) کہتا ہوں یہ غلط ہے کیونکہ بخاری نے خود تصریح کی ہے کہ اس سے مراد یحییٰ بن ابی کثیر (قلیل کی ضد) ہے امام بخاری نے یہ (یعنی یحییٰ سے مراد یحییٰ بن ابی کثیر ہے) اس لئے فرمایا ہے کیونکہ یہ قول ہشام کا نہیں ہے بلکہ امام بخاری کا اپنا ہے اور یہی بتانے کے لئے انہوں ذکر کیا ہے۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری۔ ج:۵ ص:۱۳۸۔ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

(فتح الباری شرح صحیح البخاری۔ ج:۲۔ ص:۳۸۵۔ مطبوعہ دار طیبہ ریاض)

یہ تعقبات کا سلسلہ نہایت طویل ہے۔ ہم اس سلسلہ میں ایک مفید تعقب ذکر کرنا چاہتے ہیں جو علامہ عینی رحمہ اللہ نے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا کیا ہے۔ ہم گزشتہ صفحات میں کتاب نمبر (۶۴) کے تحت روایت ''تلک الغرانیق العلیٰ'' کا تفصیلی ذکر آئے ہیں کہ آیت مبارکہ ''ومنوۃ الثالثۃ الاخریٰ'' کی تلاوت کے وقت سید عالم ﷺ پر شیطان نے کسی حکم کا القاء کیا اور نہ ہی سرور عالم ﷺ انہیں اپنی زبان پر لائے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اس طرف مائل ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے بلکہ جو اس واقعہ کو نہیں مانتے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ان کا شدید رد کیا ہے۔

آپ لکھتے ہیں:

و جميع ذالك لا يتمشى على القواعد فان الطرق اذا كثرت وتباينت مخارجها دل ذالك على ان لها اصلاً۔

یہ سب (قاضی عیاض مالکی اور قاضی ابن عربی رحمہما اللہ کی گفتگو اور تقریر) قواعد حدیثیہ کے مطابق نہیں ہے کیونکہ جب حدیث کے طرق کثیر اور ان کے مخارج متباین ہیں تو یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اس قصہ کی اصل ضرور ہے۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری۔ج:۱۰۔ص:۳۶۵۔مطبوعہ دار طیبہ ریاض)

علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وقال ابن العربی ذکر الطبری فی ذالك روايات كثيرة باطلة لا اصل لها وقال عياض هذا الحديث لم يخرجه احد من اهل الصحة ولارواه ثقة بسند سليم متصل مع ضعف نقلته و اضطراب رواياته و انقطاع اسناده و كذا من تكلم بهذه القصة من "تابعين والمفسرين لم يسند ها احد منهم ولا رفعها الىٰ صاحبه و اكثر الطرق عنهم فى ذالك ضعيفة وقال بعضهم هذا الذى ذكره ابن العربى و عياض لا يمضى (لا يتمشى)على القواعد فان الطرق اذا كثرت و تباينت مخارجها دل ذالك علىٰ ان لها اصلاً اه قلت الذى ذكراه هو اللائق بجلالة قدر النبى ﷺ فانه قد قامت الحجة واجتمعت الامة على عصمته ﷺ ونزاهته عن مثل هذه الرذيلة وحاشاه عن ان تجرى على قلبه اولسانه شىء من ذالك لا عمداً ولا سهواً

ابن عربی نے کہا اس بارے میں طبری نے بہت زیادہ ایسی باطل روایات ذکر کی ہیں جن کی کوئی اصل نہیں ہے۔ قاضی عیاض نے کہا اس حدیث کی صحیح احادیث تصانیف کرنے والوں میں کسی نے تخریج نہیں کی اور نہ ہی سالم متصل سند کے ساتھ کسی ثقہ راوی نے اسے روایت کیا ہے بلکہ اس کے ناقلین ضعیف، اس کی روایات مضطرب اور اس کی اسناد منقطع ہیں۔ اور اسی طرح تابعین ومفسرین میں سے جس جس نے اس پر گفتگو کی ہے ان میں سے کسی نے ان کی سند بیان کی ہے نہ صاحب قصہ تک اس کو مرفوع روایت کیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں ان سے مروی اکثر طرق ضعیف ہیں۔ اور بعض لوگوں (حافظ ابن حجر) نے کہا یہ جسے ابن عربی اور قاضی عیاض نے ذکر کیا ہے قواعد حدیثیہ کے مطابق نہیں ہے کیونکہ جب حدیث کے طرق کثیر اور ان کے مخارج متباین ہیں تو یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اس قصہ کی اصل ضرور (ثابت) ہے۔ میں (علامہ عینی رحمہ اللہ) کہتا ہوں جو ان دونوں (ابن عربی اور قاضی عیاض مالکی رحمہما اللہ) نے ذکر کیا وہی مقام نبوی ﷺ کے لائق اور مناسب ہے کیونکہ اس قسم کے گھٹیا واقعہ سے نبی ﷺ کی عصمت اور پاکیزگی پر دلیل قائم ہے۔

اویکون للشیطان علیه سبیل اوان یتقول علی
الله عزوجل لا عمداً ولا سهواً والنظر والعرف
ایضاً یحیلان ذالك و لووقع لارتد کثیر ممن
اسلم ولم ینقل ذالك ولا کان یخفی علی من
کان بحضرته من المسلمین

اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ آپ ﷺ اس سے بری
ہیں کہ آپ ﷺ کے دل انور یا زبان مبارک پر ایسی
کوئی چیز جاری ہو عمداً نہ سہواً، یا شیطان کسی طرح سے
آپ پر کوئی راہ نکال سکے یا آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے
کوئی غلط بات منسوب کریں عمداً نہ سہواً۔ عقلاً اور عرفاً
بھی یہ واقعہ محال ہے۔ اگر اس طرح کا واقعہ رونما ہوتا تو
کئی مسلمان مرتد ہو جاتے حالانکہ ایسا ہرگز منقول نہیں
ہے۔ اور آپ ﷺ کے پاس جو مسلمان تھے ان سے یہ
واقعہ مخفی اور پوشیدہ نہ رہتا۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری: ج۱۹ ص۹۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

حافظ ابن حجر عسقلانی پر ایک اور رد:

علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وقال بعضهم استدل به الطحاوی علی عدم
اشتراط الثلاثة قال لانه لو کان شرطا لطلب
ثالثا کذا قاله و غفل عما اخرجه احمد فی
مسنده من طریق معمر عن ابی اسحاق عن
علقمة عن ابن مسعود فی هذا الحدیث فان فیه
فالقیٰ الروثة وقال انها رجس ائتنی بحجر و
رجاله ثقات اثبات وقد تابع معمراً علیه ابو
شیبة الواسطی اخرجه الدار قطنی و تابعهما عمار
بن زریق احد الثقات عن ابی اسحاق قلت لم
یغفل الطحاوی عن ذالك و انما الذی نسبه الی
الغفلة هو الغافل و کیف یغفل عن ذالك وقد
ثبت عنده عدم سماع ابی اسحاق عن علقمة
فالحدیث عنده منقطع والمحدث لا یریٰ العمل
به و ابو شیبة الواسطی ضعیف فلا یعتبر
بمتابعته فالذی یدعی صنعة الحدیث کیف
یرضی بهذا الکلام ؟

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری۔ ج:۲ ص:۴۶۳۔
مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

بعض لوگوں (حافظ ابن حجر رحمہ اللہ) نے کہا امام طحاوی
نے اس حدیث سے (استنجاء کیلئے) تین پتھروں کے شرط
نہ ہونے پر استدلال کیا۔ اور (طحاوی نے) کہا اس لئے
کہ اگر تین شرط ہوتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام (حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے
ضرور تیسرا پتھر طلب فرماتے طحاوی نے ایسے ہی کہا ہے
اور وہ اس حدیث سے غافل ہوئے جسے امام احمد نے اپنی
سند میں معمر از ابواسحاق از علقمہ از ابن مسعود کے طریق
سے اسی حدیث میں یہ بھی روایت کیا کہ آپ نے وہ گوبر
پھینک دی اور فرمایا یہ پلید ہے میرے لئے پتھر (ڈھیلا)
لاؤ اور اس حدیث کی سند کے سارے راوی ثقہ اور ثبت
ہیں۔ اس پر ابو شیبہ واسطی نے معمر کی متابعت بھی کی ہے
جسے دارقطنی نے روایت کیا ہے۔ اور ان دونوں کی ایک
ثقہ راوی عمار بن زریق نے از ابو اسحاق متابعت کی ہے۔
میں (علامہ عینی رحمہ اللہ) کہتا ہوں: ”طحاوی رحمہ اللہ“
اس حدیث سے غافل نہیں ہیں بلکہ جس نے ”طحاوی
رحمہ اللہ“ کی طرف غفلت کی نسبت کی ہے وہ خود غافل
ہے؟

اور طحاوی رحمہ اللہ اس حدیث سے کیسے غافل ہو سکتے ہیں حالانکہ طحاوی رحمہ اللہ کے نزدیک ابو اسحاق کا علقمہ سے سماع ہی ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا طحاوی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ حدیث منقطع ہے۔ اور محدث آدمی حدیث منقطع قابل عمل نہیں سمجھتا، نیز ابو شیبہ واسطی ضعیف ہیں لہٰذا ان کی متابعت کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ (جب اس حدیث کی صورت حال یہ ہے) تو وہ شخص جو حدیث میں مہارت کا دعویدار ہے (حافظ ابن حجر رحمہ اللہ پر تعریض ہے) وہ اس کلام پر کیسے راضی ہو سکتا ہے؟

اس کے بعد آگے چل کر لکھتے ہیں:

ثم قال هذا القائل واستدلال الطحاوی ایضاً فیه نظر لاحتمال ان یکون اکتفی بالامر الاول فی طلب الثلاثة فلم یجدد الامر بطلب الثالث او اکتفی بطرف احدهما عن الثالث لان المقصود بالثلاثة ان یمسح بها ثلاث مسحات وذلك حاصل ولو بواحد والدلیل علی صحته انه لو مسح بطرف واحد ثم رماه ثم جاء شخص آخر فمسح بطرفه الآخر لاجزأهما بلا خلاف قلت :نظره مردود علیه لان الطحاوی استدل بصریح النص لما ذهب الیه وبالاحتمال البعید کیف یدفع هذا ؟ وقوله لان المقصود بالثلاثة ان یمسح بها ثلاث مسحات ینافیه اشتراطهم العدد فی الاحجار لانهم مستدلون بظاهر قوله "ولا یستنج احد کم باقل من ثلاثة احجار" وقوله وذلك حاصل ولو بواحد مخالف لصریح الحدیث فهل رأیت من یرد بمخالفة ظاهر حدیثه الذی یحتج به علی من یحتج بظاهر

پھر اس قائل (حافظ ابن حجر رحمہ اللہ) نے کہا طحاوی رحمہ اللہ کے استدلال میں بھی نظر ہے۔ کیونکہ احتمال ہے کہ آپ ﷺ نے تین ڈھیلے طلب کرنے میں پہلے حکم پر ہی اکتفاء کر لیا ہو، اور تیسرے ڈھیلے کو طلب کرنے کے لئے نیا حکم نہ دیا ہو، یا تیسرے ڈھیلے کی جگہ ان پہلے دو ڈھیلوں میں سے کسی کے دوسرے کنارے پر اکتفاء کر لیا ہو، کیونکہ تین پتھروں سے مقصود ہے ان سے تین مرتبہ محل صاف کرنا (استنجاء کرنا) اور یہ حاصل ہے اگرچہ ایک پتھر کے ساتھ ہو اور اس احتمال کی صحت پر دلیل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ڈھیلے کے ایک کنارے سے استنجاء کرے پھر اسے پھینک دے کوئی دوسرا شخص اسے اٹھا کر اس کے دوسرے کنارے سے استنجاء کرے تو بلا اختلاف یہ دونوں کو کفایت کر جائے گا۔ میں (علامہ عینی رحمہ اللہ) کہتا ہوں ان کی (حافظ ابن حجر رحمہ اللہ) نظر ان کا اپنا رد کر رہی ہے کیونکہ طحاوی رحمہ اللہ نے اپنے مذہب کے لئے صریح نص سے استدلال کیا ہے اور ایک دور کے احتمال سے کوئی اس نص کو کیسے ٹال سکتا ہے؟

الحدیث بطریق الاستدلال الصحیح؟ وھل ھذا الا مکابرة وتعنت؟ عصمنا اللہ من ذلک ومن امعن النظر فی احادیث الباب ودقق ذھنہ فی معانیھا علم وتحقق ان الحدیث حجة علیھم

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۲ ص ۴۶۳-۴۶۴ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیرات لبنان)

(فتح الباری شرح صحیح بخاری ج:۱ ص:۴۴۳ مطبوعہ دارطیبہ الریاض سعودی عرب)

”ان کا (حافظ ابن حجر رحمہ اللہ) یہ کہنا کہ تین پتھروں سے مقصود ہے ان سے تین مرتبہ محل کو صاف کرنا (استنجاء کرنا)“ شوافع کا ڈھیلوں میں عدد شرط لگانا اس قول کے منافی ہے کیونکہ شوافع حضور ﷺ کے قول مبارک ”تم میں سے کوئی شخص تین پتھروں سے کم کے ساتھ استنجاء نہ کرے“ کے ظاہر سے استدلال کرتے ہیں اور ان کا یہ کہنا ”کہ یہ حاصل ہو جاتا ہے اگرچہ ایک ڈھیلے کے ساتھ ہو“۔ یہ قول صریح حدیث کے مخالف ہے۔ اے مخاطب! کیا تم نے کبھی ایسا شخص دیکھا ہے جو اپنی مستدل حدیث کے ظاہر کی مخالفت کر کے ان لوگوں کا رد کرے جو صحیح استدلال کے طریق کے ساتھ حدیث کے ظاہر سے استدلال کریں؟ یہ محض ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ فرمائے۔ جو شخص اس باب کی احادیث میں بغور نظر کرے اور ان کے معانی میں اپنے ذہن کو دقت کے ساتھ استعمال کرے اسے اس بات کا یقین اور علم ہو جائے گا کہ حدیث (مکمل طور پر) ان (شوافع اور خود حافظ ابن حجر رحمہ اللہ) کے خلاف حجت ہے۔

شیخ ابن حزم اور امام بیہقی پر رد:

ایک مقام پر امام طحاوی رحمہ اللہ کی سند حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

فان قلت قال ابو عمر وبن حزم والبیھقی لیس اسنادہ بالقائم فیہ مجھولان یعنی حصیناً الحمرانی و ابا سعید الخیر قلت: ھذا کلام ساقط لان ابا زرعة الدمشقی قال فی حصین ھذا شیخ معروف وقال یعقوب بن سفیان فی تاریخہ لا اعلم فیہ الا خیراً وقال ابو حاتم الرازی شیخ و ذکرہ ابن حبان فی الثقات واما ابو سعید الخیر فقد قال ابو داود و یعقوب بن سفیان والعسکری وابن بنت منیع فی اخرین انہ من الصحابة و سماہ عامراً و سماہ البغوی عمروا و سماہ صاحب التھذیب زیاداً و سماہ البخاری سعداً

(عمدۃ القاری۔ ج ۲ ص:۴۵۶-۴۵۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیرات لبنان)

اگر تم یہ اعتراض کرو کہ ابو عمر بن حزم اور بیہقی نے کہا اس حدیث کی سند ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں دو مجہول راوی ہیں۔ یعنی حصین حمرانی اور ابو سعید الخیر۔ میں کہتا ہوں (علامہ عینی رحمہ اللہ) یہ گفتگو ساقط اور کمزور ہے کیونکہ ابو زرعہ دمشقی نے حصین کے بارے میں کہا یہ معروف شیخ ہیں۔ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں کہا میں ان کے بارے میں صرف اچھائی جانتا ہوں۔ ابو حاتم رازی نے کہا یہ شیخ ہیں۔ اور ابن حبان نے ”کتاب الثقات“ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور جہاں تک ابو سعید الخیر کا تعلق ہے تو ابو داود، یعقوب بن سفیان، عسکری اور ابن بنت منیع اور کئی ائمہ نے کہا یہ صحابی ہیں اور ان کا نام عامر بتایا ہے۔ امام بغوی رحمہ اللہ نے ان کا نام عمرو بتایا ہے۔ صاحب التھذیب رحمہ اللہ نے ان کا نام زیاد جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کا نام سعد بتایا ہے۔

شیخ ابن حزم پر ایک اور رد:

علامہ عینی رحمہ اللہ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

فان قلت قال ابن حزم هذا حديث ضعيف لانه رواه ابان بن صالح وليس هو المشهور قلت هذا مردود بتصحيح البخاري وغيره وقال يحییٰ بن معين و ابو زرعة و ابو حاتم و يعقوب بن شيبة والعجلی ابان بن صالح ثقة وقال النسائی كان حاكماً بالمدينة وليس به بأس فای شهرة ارفع من هذا۔

(عمدۃ القاری ۔ ج:۲ ۔ص:۴۲۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

اور اگر تم یہ اعتراض کرو کہ شیخ ابن حزم نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس حدیث کو ابان بن صالح نے روایت کیا ہے اور وہ مشہور نہیں ہے میں (علامہ عینی رحمہ اللہ) کہتا ہوں امام بخاری وغیرہ ائمہ کے اس حدیث کو صحیح قرار دینے کی وجہ سے ابن حزم کی یہ تضعیف مردود ہے یحییٰ بن معین ، ابو زرعہ، ابو حاتم، یعقوب بن شیبہ اور عجلی رحمہم اللہ نے کہا ابان بن صالح ثقہ راوی ہیں امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا یہ مدینہ منورہ میں حاکم رہے ہیں اور ان (کی حدیث) میں کوئی حرج نہیں ہے۔اس سے بڑھ کر اور کیا شہرت ہو سکتی ہے؟

مؤرخ کبیر شیخ ابن یونس مصری پر رد:

علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قال عبد الله بن حارث بن جزء انا اول من سمع النبی ﷺ يقول لا يبولن احد كم مستقبل القبلة وانا اول من حدث بذالك. قال ابن يونس فی تاريخه و هو حديث معلول قلت لا التفات الی قوله هذا فان ابن حبان قد صححه۔

(عمدۃ القاری ۔ ج۲ ۔ص:۴۲۲ مطبوعہ درالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

عبداللہ بن حارث بن جزء نے نبی اکرم ﷺ کا یہ قول کہ تم میں سے کوئی قبلہ رخ ہو کر پیشاب نہ کرے سب سے پہلے میں نے سنا اور سب سے پہلے میں نے بیان کیا ہے ۔شیخ ابن یونس نے اپنے تاریخ میں کہا یہ حدیث معلول ہے۔ میں (علامہ عینی رحمہ اللہ) کہتا ہوں ان کے اس قول کی طرف کوئی توجہ نہ کی جائے کیونکہ ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

شارح بخاری شیخ ابن بطال پر رد:

علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

و قال ابن بطال وهو رد علی ابی حنيفة فی قوله ان الامام اذا صلی مع رجل واحد انه يقوم خلفه لا عن يمينه وهو مخالف لفعل الشارع قلت هذا باطل و ليس هو مذهب ابی حنيفة وابن بطال جازف فی كلامه وقد قال صاحب الهداية ومن صلی مع واحد اقامه عن يمينه لحديث ابن عباس رضی الله عنهما فانه عليه الصلوٰة والسلام صلی به و اقامه عن يمينه ولا يتأخر عن الامام و ان صلی خلفه او فی يساره جاز وهو مسئی لانه خلاف السنة هذا هو مذهب ابی حنيفة فكيف شنع عليه ابن بطال مع اساءة الادب علی الامام

(عمدۃ القاری۔ ج۲ص۳۹۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

شیخ ابن بطال نے کہا یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر ان کے اس قول پر رد ہے کہ امام اگر ایک شخص کو نماز پڑھائے تو وہ شخص اس امام کے پیچھے کھڑا ہو نہ کہ دائیں جانب ان کا یہ قول شارع علیہ السلام کے فعل کے مخالف ہے۔ میں (علامہ عینی رحمہ اللہ) کہتا ہوں یہ باطل ہے۔اور یہ امام ابو حنیفہ کا مذہب نہیں ہے ابن بطال اپنی اس گفتگو میں اٹکل پچو لگا رہے ہیں۔حالانکہ صاحب ھدایہ نے کہا جو شخص ایک شخص کو نماز پڑھائے تو اس کو اپنی دائیں جانب کھڑا کرے کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں نماز پڑھائی اور انہیں اپنی دائیں جانب کھڑا کیا اور وہ مقتدی امام کے پیچھے کھڑا نہ ہو اور اگر اس نے امام کے پیچھے یا بائیں جانب کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو جائز ہے۔لیکن خلاف ادب ہے کیونکہ یہ طریقہ سنت مطہرہ کے خلاف ہے۔یہ ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب، تو شیخ ابن بطال نے ان پر کیسے تشنیع کردی اور ساتھ بہت بڑے امام کی بے ادبی کردی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ پر ایک اور ردشدید:

علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

اما اغتسال الرجال والنساء من اناء واحد فقد نقل الطحاوي والقرطبي والنووي الاتفاق علی جواز ذالك و قال بعضهم فيه نظر لما حكاه ابن المنذر عن ابي هريرة انه كان ينهى عنه و كذا حكاه ابن عبدالبر عن قوم قلت في نظره نظر لانهم قالوا بالاتفاق دون الاجماع فهذا القائل لم يعرف الفرق بين الاتفاق والاجماع علی انه روی جواز ذالك عن تسعة من الصحابة رضي الله عنهم وهم علي ابن طالب و ابن عباس و جابر و انس و ابو هريرة و عائشة و ام سلمة وام هاني و ميمونة رضي الله عنهم اجمعين۔

(عمدۃ القاری۔ ج۔۳۔ص۱۲۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

اور جہاں تک مرد اور عورتوں کا ایک برتن سے غسل کرنے کا تعلق ہے تو طحاوی، قرطبی اور نووی رحمہم اللہ نے اس کے جواز پر اتفاق نقل کیا ہے۔ اور بعض (حافظ ابن حجر رحمہ اللہ) لوگوں نے کہا اس میں نظر ہے۔ کیونکہ ابن منذر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حکایت کیا ہے کہ ”آپ اس سے منع کرتے تھے“ اور اسی طرح ابن عبدالبر نے ایک قوم (علماء) سے یہی نقل کیا ہے۔ میں (علامہ عینی رحمہ اللہ) کہتا ہوں ان کی اس ”نظر“ میں ”نظر“ ہے، کیونکہ انہوں (طحاوی، قرطبی، نووی رحمہم اللہ) نے اتفاق کہا ہے اجماع نہیں کہا۔ اور یہ قائل (حافظ ابن حجر رحمہ اللہ) اتفاق اور اجماع کے درمیان فرق نہیں پہچانتے، باوجودیکہ اس چیز (یعنی ایک ہی برتن سے مرد اور عورت کا غسل کرنے) کا جواز نو (۹) صحابہ کرام علیہم رضوان سے مروی ہے۔ اور وہ یہ ہیں: حضرت علی بن ابو طالب، حضرت ابن عباس، حضرت جابر، حضرت انس، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عائشہ، حضرت ام سلمہ، حضرت ام ھانی اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہم وعنھن اجمعین۔

اس کے بعد علامہ عینی رحمہ اللہ نے ان نو (۹) صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے ہر ایک کی حدیث بمع تخریج اور بمع تحقیق وتصحیح نقل فرمائی ہے۔ ”فانظر عمدۃ القاری“۔

میں کہتا ہوں یہ سب مثالیں بطور نمونہ ہم نے ذکر کی ہیں، اگر ہم سب کا احاطہ کرنا شروع کردیں تو یہ مشکل ہے، کیونکہ اس کے لئے کئی دفاتر درکار ہیں۔ ”فلذا ضربنا عنه صفحاً لكي لا تطول هذه الرسالة“۔

نیز اس کتاب میں کئی علماء متقدمین ومعاصرین پر رد کیا گیا ہے۔

مثلاً امام ترمذی، امام دارقطنی، حاکم صاحب ”مستدرک“، ابن القطان فاسی وغیرہم رحمھم اللہ۔ بالخصوص شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ پر رد کیا گیا ہے۔ اور متاخرین علماء میں سے ایک عالم نے ان دونوں (عمدۃ القاری، فتح الباری) کتب میں ایک دوسرے پر کئے جانے والے اعتراضات کا محاکمہ کیا ہے۔ اس کتاب کا نام ہے:

”مبتكرات اللآلي والدرر في المحاكمة بين العيني وابن حجر“ والله اعلم

”علامہ عینی اور عمدۃ القاری“

ہم اس عنوان کے تحت ''عمدۃ القاری شریف'' میں بیان کردہ تمام مباحث کا اجمالی طور پر خاکہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ یادر ہے علامہ عینی رحمہ اللہ نے کوئی دینی فن ایسا نہیں چھوڑا جس پر اس کتاب میں بحث نہ کی ہو۔ ان تمام فنون کا احصاء ناممکن ہے۔ اس لئے ہم چند فنون اور ان کے حوالہ سے مباحث کا اجمالی ذکر کیے دیتے ہیں۔

۱۔ تفسیر۔

۲۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔

۳۔ علم الرجال۔

۴۔ تاریخ وسیر۔

۵۔ لغت۔

۶۔ نحو۔

۷۔ فقہ، اصول فقہ۔

تفسیر پر بحث نہایت وسیع وعریض موضوع ہے۔ ہم حدیث سے آغاز کرتے ہیں۔

''علوم الحدیث''

اس میں ان چیزوں کا بیان ''عمدۃ القاری'' میں کیا گیا ہے۔

۱۔ ''طرق تحمل حدیث'' میں امام بخاری رحمہ اللہ کے منہج کا بیان۔

۲۔ ''طرق اداءِ حدیث'' میں امام بخاری رحمہ اللہ کے منہج کا بیان۔

۳۔ ''سلسلہ سند'' کی شرح۔

۴۔ ''سند کے مشکل مقام'' کی وضاحت۔

۵۔ ''عالی اور نازل اسانید'' کا بیان۔

۶۔ ''راویانِ حدیث کے ناموں'' کا ضبط۔

۷۔ ''راویوں کی کنیتوں'' کا بیان ۔

۸۔ ''راویوں کے القاب'' کا بیان۔

۹۔ ''راویوں کے انساب'' کا بیان۔

۱۰۔ ''متفق'' اور ''مفترق'' کا بیان۔

۱۱۔ ''مؤتلف اور مختلف'' کا بیان۔

۱۲'' ۔مبھمات'' کا بیان۔

۱۳۔ ''اسماءِ مفردہ'' کا بیان۔

۱۴۔ ''راویوں کی تاریخوں'' کا بیان۔

۱۵۔ ''راویوں کے طبقات'' کا بیان۔

۱۶۔ ''صحیح بخاری کے تراجم اوران کی مناسبات'' کا بیان۔

۱۷۔ سردست باب میں ''اعتراضات ومناقشات'' کا بیان۔

۱۸۔ ''مشکل تراجم بخاری'' کی توضیح۔

۱۹۔ بعض تراجم میں ''امام بخاری رحمہ اللہ پر تعقبات''۔

۲۰۔ ''حدیث کی قرآن کریم سے تفسیر''۔

۲۱۔ ''حدیث کی حدیث سے تفسیر''۔

۲۲۔ ''متن میں آنے والے اسماء'' کا بیان۔

۲۳۔ ''فقہی احکام اور عملی فوائد کا استنباط''۔

۲۴۔ ''الفاظ حدیث سے ہٹ کر معانی دقیقہ اور ''دلالات خفیہ'' پر آگاہی''۔

۲۵۔ ''مختلف الحدیث'' اور اس بارے میں صحیح بخاری میں موجود ''مختلف الحدیث سے متعلق موقف''۔

۲۶۔ ''ابواب کی احادیث'' کی تخریج۔

۲۷۔ صحیح بخاری ہی میں موجود ''احادیث کی تخریج''۔

۲۸۔ دیگر کتب حدیث سے احادیث بخاری کی تخریج۔

۲۹۔ ''متابعات'' میں امام بخاری کی عبارات کی توضیح۔

۳۰۔ ''متابعات کے راویوں کے احوال'' کا بیان۔

۳۱۔ ''متابعات'' کی تخریج۔

۳۲۔ صحیح بخاری میں موجود ''معلق احادیث کی تخریج''۔

۳۳۔ ''تعلیق'' کے صیغوں کا بیان۔

۳۴۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے ''حدیث معلق'' ذکر کرنے کے اسباب اور وجوہ۔

۳۵۔ ''معلقات کی روایت'' کے فوائد۔

۳۶۔ ''معلقات کے اتصال'' کا بیان۔

۳۷۔ صحیح بخاری کی ''منتقدہ احادیث'' کا مدلل جواب۔

۳۸۔ ''مدلس بالعنعنہ'' کی روایت کا جواب۔

۳۹۔ ''سند میں انقطاع'' کا جواب۔

۴۰۔ ''تعلیل بالمخالفۃ'' کا جواب۔

۴۱۔ ''مخالفۃ فی السند'' کا جواب۔

۴۲۔ ''متن کے سیاق میں مخالفۃ'' کا جواب۔

۴۳۔ ''اتصال وانقطاع'' کے اعتبار سے اسانید احوال کا ذکر۔

۴۴۔ ان احادیث کی تصحیح جن کی اسناد کو ''انقطاع کے ذریعے معلول'' قرار دیا گیا۔

۴۵۔ ''جرح وتعدیل'' کے اعتبار سے راویوں کے احوال۔

۴۶۔ان احادیث کی تقویت جن کو راویوں کے ''ضعف'' کے ذریعے ''معلول'' قرار دیا گیا۔

۴۷۔احادیث پر حکم لگانے میں ''ائمہ متقدمین کی تحقیقات'' سے استعانت۔

۴۸۔بعض محدثین پر شدید رد۔

''لغت کا بیان''

۴۹۔ہر کلمہ کا ضبط۔

۵۰۔ہر کلمہ کی نوع (اسم،فعل،حرف) کا بیان۔

۵۱۔''دلالت لفظ'' کی تفسیر۔

۵۲۔''تفسیر بالمغایرۃ''

۵۳۔''تفسیر بالترجمۃ''

۵۴۔''تفسیر بالسیاق''

۵۵۔لفظ کے ''معنیٰ کی تفسیر'' میں علماء کے اقوال سے استعانت۔

۵۶۔''دلالۃ اصلیہ'' کا بیان۔

۵۷۔''دلالۃ وضعیہ'' کی تحدید۔

۵۸۔کلمات کی ''تفسیر اشتقاقی'' (وجہ تسمیہ)۔

۵۹۔''تاصیل ودخیل'' کا بیان۔

۶۰۔ لفظ کی ''عام دلالت'' کا بیان۔

۶۱۔لفظ کی ''خاص دلالت'' کا بیان۔

۶۲۔''اشتقاق اصغر''

۶۳۔''اشتقاق کبیر''

۶۴۔''مشترک لفظی''

۶۵۔''کلمات اضداد''

۶۶۔''کلمات مترادفہ''

۶۷۔''تذکیر وتانیث''

''نحو کا بیان''

۶۸۔مکمل ''ترکیب حدیث'' (غالباً)۔

۶۹۔''حروف معانی'' اور ''ادوات معانی'' میں ''آراء اور اختیارات'' مثلاً ۔
(ھمزہ استفہام ،اذ،اذا، اذن،الیٰ،ام ،اما ،ان ،انما ،اَن،ای،بلیٰ، ثم، فاء،فی،کاف،لام،لو،من، مع،ما،ھل،واو،وغیرہ)

۷۰۔بعض قضایا نحویہ میں آراء اور اختیارات۔
مثلاً (استثناء،افعال مدح وذم،افعال مقاربہ،تحذیر،جار مجرور،حال،شرط وجزا،شرط کا ماضی اور جزا کا مضارع آنا، عطف،لازم ومتعدی،مبتدا وخبر)

۷۱۔''بیان اعراب'' میں خوب توسیع۔

۷۲۔''فن نحو'' میں اپنا موقف۔

۷۳۔''سماع عرب'' کی طرف میلان ورجحان۔

۷۴۔اپنا نحوی مذہب۔

''فن صرف''

۷۵۔''تحلیل صرفی'' میں خوب توسیع۔

۷۶۔''کلمہ کی متعدد صورتوں'' کا ذکر۔

۷۷۔ ''کلمہ کے وزن'' کا بیان۔

۷۸۔ ''فن صرف'' میں اپنا موقف۔

اوران کے علاوہ بے شمار مباحث ہیں۔

مثلاً ''بلاغت وفصاحت'' کا مدلل اور محقق بیان۔ ''فقہ اور اصول فقہ'' میں متقدمین ومعاصرین پر رد، اور اپنے مختار مذہب وغیرہ کا بیان ہے۔ ہم ان تفاصیل میں اب نہیں جانا چاہتے۔ کیونکہ تفاصیل طویل نہیں اطول ہیں۔ جس کا دل چاہے وہ خود کتاب ہذا (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری) کا مطالعہ کرلے۔ ہم نے جتنا ذکر کیا ہے عقلمند کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ لیکن یہ ضرور عرض کریں گے کہ، مخالفین ایک مرتبہ بنظر انصاف اس شرح کا ضرور مطالعہ کریں۔ تاکہ احقاق حق اور ابطال باطل ہوجائے۔ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ ایک صاحب کی یہ ''عادت قبیحہ'' ہے کہ وہ اپنے ایک ''ماہ نامہ'' میں اکثر طور پر ہمارے ممدوح شیخ الاسلام حافظ المسلمین بدرالدین عینی رحمہ اللہ پر کیچڑ اچھالتے ہیں۔ اگرچہ:

البحر لا یکدرہ وقوع الذباب : و لا ینجسه ولوغ الکلاب

یہ شعر بھی ان پر مکمل طور پر فٹ آتا ہے، اس کے علاوہ میں (راقم الحروف) نے ایک مرتبہ انہیں فون کیا اور پوچھا: ''امام طبرانی رحمہ اللہ اور امام بزار صاحب ''مسند بزار'' اول الذکر اپنی کتاب ''المعجم الاوسط'' اور ثانی الذکر اپنی ''مسند'' میں اکثر طور پر کہتے ہیں ''تفرد به فلان عن فلان '' اس کا کیا مطلب ہے؟ بخدا! حضرت نے فرمایا: ''دیکھوں گا میرے علم میں نہیں ہے''۔

میں کہتا ہوں یہ چیز تو ''ادنیٰ طالب حدیث'' بھی جانتا ہے، مگر تعجب ہے کہ اہل حدیث اس عبارت کے مفہوم سے کیسے جاہل ہے؟

بعدازتمہید:

عرض یہ ہے کہ اس ''متشیخ صاحب'' کا اپنے رسالہ میں علامہ عینی رحمہ اللہ کے متعلق نازیبا کلمات جابجا استعمال کرنا میں اپنی زبان پر وہ کلمات نہیں لانا چاہتا جو یہ استعمال کرتے ہیں۔ یہ کلمات لکھنے سے پہلے انہیں سوچنا چاہیے تھا

کہ میں کس شخصیت کے بارے میں کیا لکھ رہا ہوں؟ دو تین کتابیں دیکھ لینے سے انسان عالم نہیں بن جاتا اور دوسری بات یہ ہے کہ عالم میں تو تواضع، عاجزی اور انکساری ہوتی ہے۔ اس بحث کے آخر میں صرف اتنا عرض کردیتا ہوں کہ تیس (۳۰) صفحات کا اردو رسالہ لکھنے والا ناقل، سینکڑوں ضخیم جلدوں میں تصانیف لکھنے والے ''عظیم محدث'' اور ''محقق'' کا مقابلہ ہرگز نہیں کرسکتا، یہ تو چراغ بے نور کو آفتاب نصف النہار کے ساتھ مشابہت دینے والی بات ہے۔ یاد رہے! ہمارا مقصد کسی پر طنز کرنا نہیں بلکہ محض توجہ دلانا مقصود ہے۔ اور ہدایت اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے۔

اب ہم بطور مثال ''عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری'' کی ایک حدیث مبارک کی شرح کا ترجمہ بمع عربی متن ذکر کردیتے ہیں تاکہ احقاق حق اور ابطال باطل ہوجائے۔

شیخ الاسلام حافظ بدرالدین عینی رحمہ اللہ قمطراز ہیں:

باب اُمورالایمان

وقول اللہ تعالیٰ

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (پ۲، البقرۃ:۱۷۷)

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ (پ۱۸، المومنون:۱)

ای هذا باب فی بیان امور الایمان فیکون ارتفاع باب علی انه خبر مبتدأ محذوف والمراد بالامور هی الایمان لان الاعمال عنده هی الایمان فعلی هذا الاضافة فیه بیانیة ویجوز ان یکون التقدیر باب الامور التی للایمان فی تحقیق حقیقته و تکمیل ذاته فعلی هذا الاضافة بمعنی اللام و فی روایة الکشمیهنی باب امر الایمان بالافراد علی ارادة الجنس و قال ابن بطال التصدیق اول منازل

الايما ن والاستكما ل انما هو بهذه الامو ر و اراد البخارى الاستكما ل و لهذا بوب ابوابه عليه فقا ل باب امو ر الايمان و باب الجها د من الايما ن و باب الصلو ة من الايما ن و باب الزكو ة من الايمان و اراد بهذه الابوا ب كلها الرد على المرجئة القا ئلين با ن الايما ن قول بلا عمل و تبين غلطهم و مخا لفتهم الكتا ب و السنه و قال الما زرى اختلف النا س فيمن عصى الله من اهل الشها دتين فقا لت المرجئة لا تضر المعصية مع الايما ن وقالت الخوا رج تضره بها ويكفر بها و قا لت المعتزلة يخلد بها فا عل الكبيرةولايو صف با نه مؤمن ولا كا فر لكن يوصف بانه فا سق و قالت الاشعرية بل هو مؤمن و ان عذب ولا بد من دخو له الجنة قوله وقول الله تعا لى عز و جل بالجر عطف على الا مو ر فا ن قلت ما المنا سبة بين هذه الآية والتبويب ؟ قلت لان الآية حصرت المتقين على اصحا ب هذه الصفا ت والاعمال فعلم منها ان الايما ن الذى به الفلا ح والنجا ة الايما ن الذى فيه هذه الاعما ل المذ كو رة و كذالك الآية الاخرى وهى قوله قد افلح المؤمنو ن الذين هم فى صلا تهم خا شعون والذين هم عن اللغو معرضون والذين هم للزكو ة فا علون والذين هم لفرو جهم حا فظو ن الا على ازوا جهم او ما ملكت ايمانهم فان هم غير ملو مين فمن ابتغى ور اء ذا لك فأولئك هم العا دون و ذكر الاخرى فى كتا ب الشريعة من حديث المسعو دى عن القا سم عن ابى ذر رضى الله عنه ان رجلا سأ له عن الايما ن فقرا عليه ليس البر الآية فقا ل رجل ليس عن البر سألتك فقا ل ابو ذر جا ء رجل الى النبى ﷺ فسأ له كما سألتنى فقرأ عليه كما قرأت عليك فابى ا ن يرضى كما ابيت ان ترضى فقا ل ادن منى فدنا منه فقال المؤمن الذى يعمل حسنة فتسره و يرجوثوا بها و ان عمل سيئة تسو ؤه و يخا ف عا قبتها قوله ليس البر اى ليس البر كله ان تصلوا ولا تعملو ا غير ذ لك ولكن البر بر من آمن بالله الآية كذا قدره سيبويه وقا ل الزجاج ولكن ذا البر فحذف المضا ف كقوله هم درجا ت عند الله اى ذوو درجا ت وما قدره سيبويه او لى لان المنفى هو البر فيكو ن هو المستدرك من جنسه و قا ل الزمخشرى رحمه الله البر اسم للخير ولكل فعل مرضى و فى الغريبين البر الاتسا ع فى الاحسا ن والزيا دة منه وقا ل السدى

لن تنا لوا البر حتى تنفقوا يعنى الجنة والبر ايضا الصلة وهو اسم جا مع للخير كله و فى الجا مع والجمهرة البر ضد العقوق و فى مثلث ابن السيد الاكرام كذا نقله عنه فى الوا عى وذكرابن عديس عنه البر بالكسر الخير وقال الزمخشرى الخطا ب لاهل الكتا ب لان اليهو د تصلى قبل المغرب الى بيت المقدس والنصارى قبل المشرق و ذلك انهم اكثروالخوض فى امر القبلة حين تحول رسو ل اللهﷺ الى الكعبة وزعم كل واحد من الفريقين ان البر التوجه الى قبلته فرد عليهم وقرأ [ليس البر]بالنصب على انه خبر مقدم وقرأ عبد الله [بأن تولوا]على ادخال البا ء على الخبر للتا كيد-و عن المبرد :لو كنت ممن يقرأالقرآن لقرأت [ولكن البر]بفتح البا ء وقرىء ولكن البا ر ،وقرأ ابن عا مر و نا فع ولكن البر بالتخفيف [والكتا ب]جنس كتا ب الله تعا لى او القر آن [على حبه] مع حب الما ل والشح به، وقيل على حب الله، وقيل :على حب الايتا ء وقدم ذوى القربى لانهم احق ،والمرا د الفقراء منهم لعدم الالتباس [والمسكين]الدائم السكو ن الى النا س لانه لا شى ء له كا لمسكير :الدا ئم السكر-[وابن السبيل]المسا فر المنقطع ،وجعل ابناً للسبيل لملا زمته له كما يقا ل للص ا لقا طع :ابن الطريق ، وقيل : هو الضيف لان السبيل ترعف به [والسا ئلين]المستطعمين [وفى الرقا ب]و فى معا ونة المكا تبين حتى يفكو ا رقا بهم وقيل فى ابتيا ع الرقا ب واعتا قها وقيل فى فك الاسارى والمو فو ن عطف على من آمن واخرج الصا برين منصو باً على الاختصاص والمدح اظها راً لفضل الصبر فى الشدا ئد ومواطن القتال على سا ئر الاعما ل وقرىء والصا برون وقرىء والموفين و الصا برين [والبأسا ء] الفقر والشدة والضراء المرض والزما نة قوله [قد افلح المؤمنون] الاية هذه آية اخرى ذكر الآيتين لاشتمالهما على امو رالايما ن والبا ب مبوب عليها وانما لم يقل :وقول الله عزوجل [قد افلح المؤمنون] كما قال فى او ل الآية الاولى وقول الله عز و جل[ليس البر]الخ لعدم الالتبا س فى ذلك واكتفى ايضا بذ كر ه فى الاولى وقا ل بعضهم ذكره بلا اداة عطف والحذف جائز والتقدير :وقول الله عزو جل [قد افلح المؤمنو ن] قلت الحذف غير جا ئز ولئن سلمنا فذاك فى با ب الشعر وقا ل هذا

القائل ایضاً ویحتمل ان یکون تفسیراً لقوله :المتقون هم الموصوفون بقوله [قد افلح المؤمنون] الی آخرها قلت :لا یصح هذا ایضاً لان الله تعالی ذکر فی هذه الآیة من وصفوا بالاوصاف المذکورة فیها ثم اشار الیهم بقوله [وأولئك هم المتقون] بین ان هؤلاء الموصوفین هم المتقون فای شیء یحتاج بعد ذالك الی تفسیر المتقین فی هذه الآیة حتی یفسرهم بقوله [قد افلح] الخ وربما کان یمکن صحة هذه الدعوی لو کانت الآیتان متوالیتین فبینهما آیات عدیدة بل سور کثیرة فکیف یکون هذا من باب التفسیر و هذا الکلام مستبعد جداً قوله [الآیة] یجوز فیها النصب علی معنی اقرأ الآیة والرفع علی معنی الآیه بتمامها علی انه مبتدأ محذوف الخبر قوله [افلح] ای دخل فی الفلاح، وهو فعل لازم والفلاح الظفر بالمراد و قیل البقاء فی الخیر وقال الزمخشری یقال :افلحه اجاره الی الفلاح وعلیه قراءة طلحة بن مصرف افلح للبناء للمفعول و عنه افلحوا علی اکلونی البراغیث، او علی الابهام والتفسیر :[والخشوع فی الصلاة]خشیة القلب [واللغو]ما لا یعنیك من قول او فعل کاللعب والهزل و ما توجب المروءة الغاءه و اطراحه قوله [فاعلون] ای مؤدون وقال الزمخشری فان قلت هلا قیل من ملکت قلت لانه ارید من جنس العقلاء ما یجری مجری غیر العقلاء وهم الاناث

حدثنا عبد الله بن محمد قال حدثنا ابو عامر العقدی قال حدثنا سلیمان بن بلال عن عبد الله بن دینار عن ابی صالح عن ابی هریره رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال الایمان بضع و ستون شعبة والحیاء شعبة من الایمان اھ

قال الشیخ قطب الدین هذا متعلق بالباب الذی قبله وهو ان الایمان قول و عمل یزید و ینقص وجه الدلیل ان الشرع اطلق الایمان علی اشیاء کثیرة من الاعمال کما جاء فی الآیات والخبرین اللذین ذکرهما فی هذا الباب بخلاف قول المرجئة فی قولهم ان الایمان قول بلا عمل قلت لا یحتاج الی هذا الکلام و انما هذا الباب و الابواب التی بعده کلها متعلقة بالباب الاول مبینة ان الایمان قول و عمل یزید و ینقص علی ما لا یخفی

بیان رجالہ:

وهم ستة الاول :ابو جعفر عبد الله بن محمد بن عبد الله بن جعفر بن الیمان بن اخنس بن خنیس الجعفی البخاری المسندی بضم المیم وفتح النون وهو ابن عم عبدالله بن سعید بن جعفر بن الیمان والیمان هو مولی احد اجداد البخاری ولاء اسلام سمع وکیعا و خلقا وعنه الذهلی وغیره من الحفاظ مات سنة تسع و عشرین و مائتین انفرد البخاری به عن اصحاب الکتب السته وروی الترمذی عن البخاری عنه الثانی: ابو عامر عبد الملك بن عمرو بن القیس العقدی البصری سمع مالکا و غیره و عنه احمد واتفق الحفاظ علی جلالته و ثقته مات سنة خمس و قیل اربع و مائتین الثالث : ابو محمد او ابو ایوب سلیمان بن بلال القرشی التیمی المدنی مولی آل الصدیق سمع عبد الله بن دینار و جمعا من التابعین و عنه الاعلام کابن المبارك و غیره و قال محمد بن سعد کان بربریا جمیلا حسن الهیئة عاقلا و کان یفتی بالبلد و ولی خراج المدینة و مات بها سنة اثنتین و سبعین ومائة و قال البخاری عن هارون بن محمد سنة سبع و سبعین ومائة و فی الرواة ایضاً عمرو بن دینار الحصمی لیس بالقوی ولیس فی الکتب السته عمرو بن دینار غیرهما الخامس: ابو صالح ذکوان السمان الزیات المدنی کان یجلب السمن و الزیت الی الکوفة مولی جویریة بنت الاحمس الغطفانی و فی شرح قطب الدین انه مولی جویریة بنت الحارث امرأة من قیس سمع جمعا من الصحابة و خلقا من التابعین و عنه جمع من التابعین منهم عطاء وسمع الاعمش منه الف حدیث وروی عنه ایضاً بنوه: عبد الله و سهیل و صالح واتفقوا علی توثیقه مات بالمدینة سنة احدی و مائة و ابو صالح فی الرواة جماعة قد مضی ذکرهم فی الحدیث الرابع من باب بدء الوحی السادس :ابو هریرة اختلف فی اسمه واسم ابیه علی نحو ثلاثین قولاً واقربها عبد الله او عبد الرحمن بن صخر الدوسی وهو اول من کنی بهذه الکنیة لهرة کان یلعب بها کناه النبی ﷺ بذالك وقیل والده وکان عریف اهل الصفة اسلم عا

م خيبر با لاتفا ق وشهد ها مع رسو ل اللهﷺ وقا ل ابن عبد البر لم يختلف فى اسم احد فى الجا هلية ولا فى الاسلامى كالاختلاف فيه وروى انه قال كان يسمى فى الجاهلية عبد شمس وسمى فى الاسلام عبد الرحمن واسلم امه ميمو نة وقيل امية وقد اسلمت بدعا ء رسول اللهﷺ وقال ابو هريرة نشا ت يتيما و هاجرت مسكينا و كنت اجيرا لبسرة بنت غزوا ن بطعام بطني فزوجنيها الله تعا لى فا لحمد لله الذى جعل الدين قواما وجعل اباهريرة اماما قال و كنت ارعى غنما و كان لى هرة صغيرة العب بها فكنو نى بها و قيل رآه النبىﷺ فى كمه هرة فقا ل يا ابا هريرةوهو اكثر الصحا به روا ية باجما ع روى له خمسة آلا ف حديث و ثلاث ما ئة و اربعة و سبعو ن حديثا اتفقا على ثلاث ما ئة وخمسة و عشرين، وانفرد البخا رى بثلاثة وتسعين ومسلم بمائةوتسعين روى عنه اكثر من ثمانمائة رجل من صاحب وتابع منهم ابن عباس و جا بر و انس وهو ازدى دوسى يما نى ثم مدنى كان ينزل بذى الحليفة بقرب المدينه لها بها دا ر تصدق بها على موا ليه ومن الروا ة عنه ابنه المحرر بحا ء مهمله ثم را ء مكررة ما ت با لمدينه سنة تسع وخمسين وقيل ثمان وقيل سبع و دفن با لبقيع وهو ابن ثما ن و سبعين سنة والذى يقوله النا س ان قبره بقرب عسقلا ن لااصل له فاجتنبه نعم هنا ك قبر خيسعة بن جندرة الصحا بى و ابو هريرة من الافرا د ليس فى الصحا بة من اكتنى بهذه الكنية سواه وفى الرواة آخر اكتنى بهذه الكنية يروى عن مكحو ل و عنه ابو المليح الرقى لا يعرف۔و آخر اسمه محمد بن فرا ش الضبعى روى له الترمذى و ابن ما جة ما ت سنة خمس و اربعين وما ئتين وفى الشا فعية آخر اكتنى بهذه الكنية واسمه ثا بت بن شبل قا ل عبد الغفا ر فى حقه شيخ فا ضل منا ظر۔

بيان الانساب:

الجعفى : فى مذحج ينسب الى جعفى بن سعد العشيرةبن ما لك و ما لك هو جما ع مذحج والعقدى نسبة الى عقد بالعين المهملة والقاف المفتوحين، وهم قوم من قيس وهم بطن من لازد، كذا فى التهذيب وتبعه النووى فى شرحه وفى شرح قطب الدين ان العقد بطن من نخيلة و قيل من قيس بالولا ء قا ل ابوالشيخ الحا فظ انما سموا عقداً لانهم كا نو الئاما وقا ل الحا كم العقد مو لى الحارث بن عبا د بن ضبيعة بن قيس بن ثعلبتو قال صا حب العين :العقد قبيلة من اليمن من بنى عبد شمس بن سعد وقا ل الرشا طى العقدى فى قيس بن ثعلبة و حكى ابو على الغسا نى عن ابى عمر قا ل العقديون بطن من قيس والمسندى بضم الميم وسكو ن السين المهملة وفتح النو ن هو عبد الله بن محمد شيخ البخا رى سمى بذا لك لا نه كا ن يطلب المسندا ت و يرغب عن المرسل والمنقطعا ت قا ل صاحب الارشا د كا ن يتحرى المسا نيد من الاخبا ر وقال الحا كم ابو عبد الله عرف بذا لك لا نه اول من جمع مسند الصحا بة على الترا جم بما ورا ء النهر والتيمى فى قبا ئل ففى قريش تيم بن مرة وفى الرباب تيم بن عبد منا ة بن ادبن طا بخة و فى النمر بن قا سط تيم الله بن النمر بن قا سط و فى شيبا ن بن ذهل تيم بن شيبا ن و فى ربيعه بن نذار تيم الله بن ثعلبة وفى قضا عة تيم الله بن رفيدة و فى ضبةتيم بن ذهل والعدوى نسبة الى عدى بن كعب وهو فى قريش وفى الرباب عدى بن عبد منا ة و فى خزا عة :عدى بن عمرو وفى الانصا ر عدى بطن بن النجا ر و فى طىء عدى بن اخرم و فى قضا عة عدى بن خباب والدوسى فى الازد ينسب الى دوس بن عدثان بن عبد الله

بيان لطائف اسناده:

منها الاسنا د كلهم مدنيو ن الا العقدى فا نه بصرى والا المسندى ومنها ان كلهم على شرط الستة الا المسندى كما بيناه و منها ان فيه روا ية تا بعى عن تا بعى وهو عبد الله بن دينا ر عن ابى صالح

بيان من اخرجه غيره:

اخرجه مسلم عن عبيد الله بن سعيد وعبد بن حميد عن العقدى به ورواه ايضاً عن زهير

عن جرير عن سهل بن عبد الله عن ابن دينا ر عنه ورواه بقية الجماعة ايضاً فأبو داود في السنة عن مو
سیٰ بن اسماعيل عن حماد عن سهيل به والترمذي في الايمان عن ابي كريب عن وكيع عن سفيان
عن سهيل به وقال حسن صحيح والنسائي في الايمان ايضا عن محمد بن عبد الله المخرمي عن ابي
عامر العقدي به و عن احمد بن سليمان عن ابي داود الحفري وابي نعيم كلاهما عن سفيان به وعن
يحيى بن حبيب بن عربي عن خالد بن الحارث عن ابن عجلان عنه ببعضه [الحياء من الايمان]و
ابن ماجة في السنة عن علي بن محمد الطنافسي عن وكيع به وعن عمرو بن رافع عن جرير به و عن
ابي بكر بن ابي شيبة عن ابي خالد الاحمر عن ابن عجلان نحوه

بیان اختلاف الروایات:

كذا وقع هنا من طريق ابي زيد المروزي [الايمان بضع وستون شعبة]و في مسلم وغيره
من حديث سهيل عن عبد الله بن دينار [بضع و سبعون او بضع و ستون]ورواه ايضاً من حديث
العقدي عن سليمان [بضع و سبعون شعبة] و كذا وقع في البخاري من طريق ابي ذر الهروي و في
رواية ابي داود و الترمذي و غيرهما من رواية سهيل [بضع و سبعون]بلا شك ورجحها القاضي عيا
ض وقال انها الصواب و كذا رجحها الحليمي و جماعات منهم :النووي لانها زيادة من ثقة فقبلت
وقدمت و ليس في رواية الاقل ما يمنعها وقال ابن الصلاح الاشبه ترجيح الاقل لانه المتيقن والشك
من سهيل كما قال البيهقي-وقد روى عن سهيل عن جرير [وسبعون]من غير شك وكذا رواية
سليمان بن بلال في مسلم و في البخاري [بضع و ستون]وقال ابن الصلاح في البخاري في نسخ بلا
دنا [الاستون]و في لفظ مسلم [فافضلها قول لا اله الا الله و ادناها اماطة الاذى عن الطريق والحياء
شعبة من الايمان]و في لفظ ابن ماجة[فارفعها] و لفظ اللالكائي :[وادناها اماطة العظم عن
الطريق]و في كتاب ابن شاهين [خصال الايمان افضلها قول لا اله الا الله]و في لفظ الترمذي [بضع

و سبعون باباً]وقال حسن صحيح ورواه محمد بن عجلان عن عبد الله بن دينار عن ابي صا
لح[الايمان ستون باباً أو سبعون او بضع]واحد من العددين ورواية قتيبة عن بكر بن مضر عن
عمارة بن عزية عن ابي صالح [الايمان اربع و ستون باباً] و من حديث المغيرة بن عبد الله بن
عبيدة قال حدثني ابي عن جدي و كانت له صحبة ان رسول الله ﷺ قال [الايمان ثلاثة و ثلاثون
شريعة من وافى الله بشريعة منها دخل الجنة]و في كتاب ابن شاهين من حديث الافريقي عن عبد
الله بن راشد مولى عثمان بن عفان رضي الله عنه يقول قال رسول الله ﷺ [ان بين يدي الرحمن
عز و جل لوحاً فيه ثلاثمائة و تسع عشرة شريعة يقول الله عز وجل ولا يجيئني عبد من عبادي لا
يشرك بي شيئاً فيه واحدة منهن الا ادخلته الجنة]و من حديث عبد الواحد بن زيد بن عبدالله بن
راشد عن مولاه عثمان رضي الله عنه : سمعت ابا سعيد رضي الله عنه يقول: قال رسول الله ﷺ : ان
بين يدي الرحمن عزوجل لوحا فيه ثلاث مائة وتسع عشرة شريعة، يقول الله عزوجل: لا يجيئني عبد
من عبادي لا يشرك بي شيأ فيه واحدة منها الا ادخلته الجنة))ومن حديث عبد الواحد بن زيد، عن
عبدالله بن راشد،عن مولاه عثمان رضي الله عنه، قال :قال رسول الله ﷺ:"ان لله تعالیٰ مائة خلق،
من اتیٰ بخلق منها دخل الجنة "-قال لنا احمد : سئل اسحاق : ما معنى الاخلاق ؟ قال: يكون في الانسان
حياء، يكون فيه رحمة، يكون فيه سخاء، يكون فيه تسامح، هذا من اخلاق الله عزوجل وفي كتاب
الديباج للخيلي من حديث نوح بن فضاله، عن مالك بن زياد الاشجعي :"الاسلام ثلاثمائة وخمسة
عشر سهما، فاذا كان في-------(تمام اصل نسخوں میں یہاں عبارت رہ گئی ہے)جاء فقال: اللهم انت
السلام،وانما الاسلام من جاء متمسكاً بسهم من سهامي فادخله الجنة "قال رسته : حدثنا ابن مهدي
،عن اسرائيل،عن ابي اسحاق، عن صلة، عن حذيفة :"الاسلام ثمانية اسهم :الاسلام سهم،والصلاة
سهم ، والزكاة سهم ، وصوم رمضان سهم ، والحج سهم ، والجهاد سهم ، والامر بالمعروف سهم والنهي
عن المنكر سهم وقد خاب من لا سهم له "-

بیان اللغات:

قوله: "بضع" ذكر ابن البنانى فى (الموعب) عن الاصمعى البضع، مثال علم: ما بين اثنين الى عشرة واثنى عشرة الىٰ عشرين فما فوق ذالك يقال: بضعة عشر فى جمع المذكر و بضع عشرة فى جمع المؤنث۔ قال تعالىٰ (فى بضع سنين) [الروم:] ولا يقال فى: احد عشر ولا اثنى عشر، انما البضع من الثلاث الىٰ العشر، وقال صاحب العين البضع سبعة وقا ل قطرب اخبرنا الثقة عن النبى ﷺ انه قا ل [فى بضع سنين ما بين خمس الى سبع] وقالوا ما بين الثلا ث الى الخمس وقال الفراء البضع نيف ما بين الثلا ث الى التسع كذالك رأيت العرب تفعل ولا يقولو ن بضع و ما ئة ولا بضع والف ولا يذكر مع عشر ومع العشرين الى التسعين وقا ل الزجاج معنا ه القطعة من العدد تجعل لما دون العشرة من الثلا ث الى التسع وهو صحيح وهو قول الاصمعى وقال غيره البضع من الثلا ث الى التسع وقال ابو عبيدة هو ما بين نصف العشر يريد ما بين الوا حد الى الاربعة وقال يعقوب عن ابى زيد بضع و بضع مثا ل علم و صقر و فى المحكم البضع ما بين الثلا ث الى العشرة وبا لها ء من الثلا ثة الى العشرة يضاف الى ما يضاف اليه الآحا د ويبنى مع العشرة كما يبنى سا ئر الآحا د و لم يمتنع عشرة و فى الجا مع للقزاز بضع سنين قطعة من السنين وهو يجرىٰ فى العدد مجرى ما دون العشرة وقال قوم قوله تعا لىٰ [فلبث فى السجن بضع سنين] يدل على ان البضع سبع سنين لان يو سف عليه السلام انما لبث فى السجن سبع سنين وقال ابو عبيدة ليس البضع العقد ولا نصف العقد يذهب الى انه من الوا حد الى الاربعة وفى الصحاح لا تقول بضع و عشرون وقال المطرزى فى شرحه البضع من اربعة الى تسعة هذا الذى حصلنا ه من العلما ء البصريين والكو فيين وفيه خلا ف الا ان هذا هو الاختيا ر والنيف من واحد الى ثلا ثة وقال ابن السيد فى المثلث البضع بالفتح والكسر ما بين وا حد الى خمسة فى قول ابى عبيدة وقال غيره مابين وا حد الى عشرة وهو الصحيح وفى الغريبين للهروى البضع والبضعة وا حد ومعنا هما القطعة من

العدد زاد عيا ض بكسر البا ء فيهما و بفتحهما و فى العباب قال ابو زيد اقمت بضع سنين بالفتح وجلست فى بقعة طيبة واقمت برهة كلها بالفتح وهو ما بين الثلا ث الى التسع وروى الاثرم عن ابى عبيدة ان البضع ما بين الثلا ث الى الخمس وتقول بضع سنين و بضعة عشر رجلاو بضع عشرة امراة فاذا جا وزت لفظ العشر ذهب البضع لا تقول بضع و عشرو ن وقيل هذا غلط بل يقا ل ذا لك وقال ابو زيد يقا ل له بضعة و عشرون رجلا و بضع وعشرو ن امرا ة والبضع من العدد فى الاصل غير محدود وانما صا ر مبهماً لا نه بمعنى القطعة والقطعة غير محدود ة قوله [شعبة] بضم الشين وهى القطعة والفرقة وهى واحد ة الشعب وهى اغصا ن الشجرة قا ل ابن سيده الشعبة الفرقتو الطا ئفتمن الشيء ومنه شعب الآبا ء وشعب القبا ئل وشعبها الاربع وواحد شعب القبا ئل شعب با لفتح وقيل بالكسر وهى العظام وكذا شعب الانا ء صدعه با لفتح ايضاً وقا ل الخليل الشعب الاجتما ع و الافترا ق اى هما ضدا ن والمرا د با لشعبة فى الحديث الخصلة اى ان الايما ن ذو خصا ل متعددة قوله [والحيا ء] ممدوداً هو الاستحيا ء واشتقاقه من الحيا ة يقا ل حيى الرجل اذا انتقص حيا ته وانتكس قوته كما يقا ل نسى نسا ه اى العرق الذى فى الفخذ وحشى اذا اعتل حشا ه فمعنى الحى المؤف من خو ف المذمة وقد حيى منه حياء واستحى واستحيى حذفوا اليا ء الاخيرة كرا هية التقا ء السا كين والاخيرا ن يتعديا ن بحرف و بغير حرف يقولو ن استحى منك و استحيا ك ورجل حيى ذو حيا ء والانثى بالتا ء والحيا ء تغير وانكسا ر يعترى الانسا ن من خو ف ما يعا ب به ويذم وقد يعرف ايضاً با نه انحصا ر النفس خو ف ارتكا ب القبا ئح،

بیان الاعراب:

قوله الايمان مبتدا وخبره قوله [بضع وستون شعبة] قال الكرمانى بضع هكذا فى بعض الاصول و بضعه بالهاء فى اكثرها وقال بعضهم وقع فى بعض الروايات بضعة بتاء التا نيث قلت الصواب مع ا لكرمانى و كذا قال بعض الشراح كذا وقع هنا فى بعض الاصول بضع وفى اكثرها بضعه بالهاء

واكثر الروايات فى غير هذا الموضع بضع بلا هاء وهو الجارى على اللغة المشهورة ورواية الهاء صحيحة ايضا على التاويل قلت لاشك ان بضعا للمؤنث وبضعة للمذكر وشعبة يونث فينبغى ان يقال بضع بلاهاء ولكن لما جاء ت الروايت ببضعة يحتاج ان تؤول الشعبة بالنوع اذا فسرت الشعبة بالطائفة من الشىء وبالخلق اذا فسرت بالخصلة والخلة قوله [والحياء]مبتداء وخبره[الشعبة]وقوله من الايمان فى محل الرفع لانها صفة شعبة

بيان المعانى والبيان:

لا شك ان تعريف المسند اليه انما يقصد الى تعريفه لاتمام فائدة سامع لان فائدته من الخبر اما الحكم اولازمه كما بين فى موضعه و فيه الفصل بين الجملتين بالواولانه قصد التشريك و تعيين الواو لدلالتها على الجمع و فيه تشبيه الايمان بشجرة ذات اغصان و شعب كما شبه فى الحديث السابق الاسلام بخباء ذات اعمدة و اطناب و مبناه على المجاز و ذالك لان الايمان فى اللغة التصديق و فى عرف الشرع تصديق القلب و اللسان و تمامه و كماله بالطاعات فحينئذ الاخبار عن الايمان بانه بضع و ستون شعبة او بضع و سبعون ونحو ذالك يكون من باب اطلاق الاصل على الفرع و ذالك لان الايمان هو الاصل والاعمال فروع منه و اطلاق الايمان على الاعمال مجاز لانها تكون عن الايمان وقد اتفق اهل السنة من المحدثين والفقهاء والمتكلمين على ان المؤمن الذى يحكم بايمانه وانه من اهل القبلة ولا يخلد فى النار هو الذى يعتقد بقلبه دين الاسلام اعتقادا جازما خاليا من الشكوك و نطق بالشهادتين فان اقتصر على احدهما لم يكن من اهل القبلة الا اذا عجز عن النطق فانه يكون مؤمنا الا ما حكاه القاضى عياض فى كتاب الشفاء فى ان من اعتقد دين الاسلام بقلبه و لم ينطق بالشهادتين من غير عذر منعه من القول ان ذالك نافعه فى الدار الآخرة على قول ضعيف وقد يكون نافعا لكنه غير المشهور والله اعلم

بيان استنباط الفوائد:

وهو على وجوه الاول فى تعين الستين على ما جاء ههنا و فى تعيين السبعين على ما جاء فى رواية اخرى من الصحيح ورواية اصحاب السنن اما الحكمة فى تعيين الستين و تخصيصها فهى ان العددامازائد وهو ما اجزاؤه اكثر منه كالاثنى عشر فان لها نصفا و ثلثا و ربعا و سدسا و نصف سدس و مجموع هذه الاجزاء اكثر من اثنى عشر فانه ستة عشر واما ناقص وهو ما اجزاؤه اقل منه كالاربعة فان لها الربع و النصف فقط واما تام وهو ما اجزاؤه مثله كالستة فان اجزاءها النصف و الثلث و السدس و هى مساوية للستة والفضل من بين الانواع الثلاثة للتام فلما اريد المبالغة فيه جعلت آحادها اعشارا وهى السبعون واما زيادة البضع على النوعين فقد علم انه يطلق على الست و على السبع لانه ما بين الثنين الى عشرة وما فوقها كما نص عليه صاحب الموعب ففى الاول الستة اصل للستين و فى الثانى السبعة اصل للسبعين كما ذكرنا فهذا وجه تعيين احد هذين العددين

الثانى ان المراد من هذين العددين هل هو حقيقة ام ذكرا على سبيل المبالغة فقال بعضهم اريد به التكثير دون التعديد كما فى قوله تعالىٰ[ان تستغفر لهم سبعين مرة]وقال الطيبى الاظهر معنى التكثير ويكون ذكر البضع للترقى يعنى ان شعب الايمان اعداد مبهمة ولا نهاية لكثرتها اذ لو اريدالتحديد لم يبهم وقال بعضهم العرب تستعمل السبعين كثيرا فى باب المبالغة وزيادة السبع عليها التى عبر عنها بالبضع لاجل ان السبعة اكمل الاعداد لان الستة اول عدد تام وهى مع الواحد سبعة فكانت كاملة اذ ليس بعد التمام سوى الكمال وسمى الاسد سبعا لكمال قوته والسبعون غاية الغاية اذ الآحاد غايتها العشرات فان قلت قد قلت ان البضع لما بين الثنين الى عشرة وما فوقها فمن اين تقول ان المراد من البضع السبع حتىٰ بنى القائل المذكور كلامه على هذا قلت قد نص صاحب العين على ان البضع سبعة كما ذكرنا وقال بعضهم هذا القدر المذكور هو شعب الايمان والمراد منه تعداد الخصال

حقیقة فان قلت اذ کان المراد بیان تعداد الخصال فما الاختلاف المذکور؟ قلت یجوز ان یکون شعب الایمان بضعا وستین وقت تنصیصه علیٰ هذا المقدار فذکره لبیان الواقع ثم بعد ذالک نص علی بضع وسبعین بحسب تعدد العشرة علی ذالک المقدار فافهم فانه موضع فیه دقة

الثالث فی بیان العدد المذکور قال الامام ابو حاتم بن حبان بکسر الحاء وتشدید الموحدة البستی فی کتاب وصف الایمان وشعبه تتبعت معنی هذا الحدیث مدة وعددت الطاعات فاذا هی تزید علی هذا العدد شیئا کثیرا فرجعت الی السنن فعددت کل طاعة عدها رسول اللهﷺ من الایمان فاذا هی تنقص علی البضع والسبعین فرجعت الی کتاب الله تعالیٰ فعددت کل طاعة عدها الله من الایمان فاذا هی تنقص عن البضع و السبعین فضممت الی الکتاب السنن واسقطت المعاد فاذا کل شیء عده الله ورسولهﷺ من الایمان بضع وسبعون لا یزید علیها ولا ینقص فعلمت ان مراد النبیﷺ ان هذا العدد فی الکتاب والسنة انتهی وقد تکلفت جماعة فی بیان هذا العدد بطریق الاجتهاد وفی الحکم بکون المراد ذالک نظر وصعوبة قال القاضی عیاض ولا یقدح عدم معرفة ذالک علیٰ التفصیل فی الایمان اذ اصول الایمان وفروعه معلومة محققة والایمان بان هذا العدد واجب علی الجملة وتفصیل تلک الاصول وتعیینها علی هذا العدد یحتاج الی توقیف وقا ل الخطابی هذه منحصرة فی علم الله وعلم رسوله موجودة فی الشریعة غیر ان الشرع لم یوقفنا علیها وذالک لایضرنا فی علمنا بتفاصیل ما کلفنا به فما امرنا بالعلم به عملنا وما نهانا عنه انتهینا وان لم نحط بحصر اعداده وقال ایضا الایمان اسم یتشعب الی امور ذوات عدد جماعها الطاعات ولهذا صار من صار من العلماء الی ان الناس مفاضلون فی درج الایمان وان کانوا متساوین فی اسمه وکان بدء الایمان کلمة الشهادة واقام رسول اللهﷺ بقیة عمره یدعوا الناس الیها وسمی من اجابه الی ذالک مؤمنا الی ان نزلت الفرائض وبهذا الاسم خوطبوا عند ایجابها علیهم فقال تعالیٰ [یاایهاالذاین آمنوا اذا قمتم الی الصلاة]وهذا الحکم مستمر فی کل اسم یقع علی امر ذی شعب کالصلاة فان رجلا لو مر علی مسجد وفیه قوم منهم من

یستفتح الصلاة ومنهم من هو راکع او ساجد فقال رأیتهم یصلون کان صادقا مع اختلاف احوالهم فی الصلاة وتفاضل افعالهم فیها فان قیل اذا کان الایمان بضعا وسبعین شعبة فهل یمکنکم ان تسموها باسمائها ؟وان عجزتم عن تفصیلها فهل یصح ایمانکم بما هو مجهول ؟ قلنا ایماننا بما کلفناه صحیح والعلم به حاصل وذالک من وجهین الاول انه قد نص علی اعلی الایمان وادناه باسم اعلیٰ الطاعات وادناها فدخل فیه جمیع ما یقع بینهما من جنس الطاعات کلها وجنس الطاعات معلوم والثانی انه لم یوجب علینا معرفة هذه الاشیاء بخواص اسمائهاحتی یلزمنا تسمیتها فی عقد الایمان وکلفنا التصدیق بجملتها کما کلفنا الایمان بملائکته وان کنا لا نعلم اسماء اکثرهم ولا اعیانهم وقال النووی وقد بین النبیﷺ اعلی هذه الشعب وادناها کما ثبت فی الصحیح من قوله [اعلاها لا اله الا الله وادناها اماطة الاذیٰ عن الطریق]فبین ان اعلاها التوحید المتعین علی کل مکلف والذی لا یصح شیء غیره من الشعب الا بعد صحته وان ادناها دفع ما یتوقع به ضرر المسلمین وبقی بینهما تمام العدد فیجب علینا الایمان به وان لم نعرف اعیانهم واسمائهم انتهی

وقد صنف فی تعیین هذه الشعب جماعة منهم الامام ابو عبد الله الحلیمی صنف فیها کتابا اسماه فوائد المنهاج والحافظ ابو بکر البیهقی وسماه شعب الایمان واسحاق بن القرطبی وسماه کتاب النصایح والامام ابو حاتم وسماه وصف الایمان وشعبه ولم ارا احدا منهم شفی العلیل ولا اروی الغلیل فنقول ملخصا بعون الله تعالیٰ وتوفیقه ان اصل الایمان هو التصدیق بالقلب واقرار باللسان ولکن الایمان الکامل التام هو التصدیق والاقرار والعمل فهذه ثلاثة اقسام۔

فالاول یرجع الی الاعتقادیات وهی تتشعب الی ثلاثین شعبة الاولی الایمان بالله تعالیٰ ویدخل فیه الایمان بذاته وصفاته وتوحیده بان لیس کمثله شیء الثانیة اعتقاد حدوث ما سوی الله تعالیٰ الثالثة الایمان بملائکته الرابعة الایمان بکتبه الخامسة الایمان برسله السادسة الایمان بالقدر خیره وشره السابعة الایمان بالیوم الآخرة ویدخل فیه السوال بالقبرو عذابه والبعث والنشور والحساب والمیزان

والصراط الثامنة الوثوق على وعد الجنة والخلود فيها التاسعة اليقين بوعيد النار وعذابها وانها لا تفنى والعاشرة محبة الله تعالیٰ الحادية عشر الحب فی الله والبغض فی الله ويدخل فيه حب الصحابة المهاجرين والانصار وحب آل الرسول ﷺ الثانية عشر محبة النبی ﷺ ويدخل فيه الصلاة عليه واتباع سنته الثالثة عشر الاخلاص ويدخل فيه ترك الرياء والنفاق الرابعة عشر التوبة والندم الخامسة عشر الخوف السادسة عشر الرجاء السابعة عشر ترك الیأس والقنوط الثامنة عشر الشكر التاسعة عشر الوفاء العشرون الصبر الحاديةوالعشرون التواضع ويدخل فيه توقير الاكابر الثانية والعشرون الرحمة والشفقة ويدخل فيه الشفقة على الاصاغر الثالث والعشرون الرضا ء بالقضاء والرابعة والعشرون التوكل الخامسة والعشرون ترك العجب والزهوو يدخل فيه ترك مدح نفسه و تزكيتها السادسة والعشرون ترك الحسد السا بعة والعشرون ترك الحقد والضغن الثامنة والعشرون ترك الغضب التا سعة والعشرون ترك الغش و يدخل فيه الظن السوء و المكر الثلا ثون ترك حب الدنيا و يد خل فيه ترك حب الما ل و حب الجا ه فا ذا وجدت شيئا من اعما ل القلب من الفضائل والرذائل خا رجاً عما ذكر بحسب الظا هر فا نه فی الحقيقة دا خل فی فصل من الفصو ل يظهر ذالك عند التا مل

والقسم الثا نی :يرجع الى اعما ل اللسا ن وهی تتشعب الى سبع شعب الاولى التلفظ با لتو حيد الثا نية تلا وة القرا ن الثا لثة تعلم العلم الرا بعة تعليم العلم الخا مسة الدعا ء السا دسة الذكر ويد خل فيه الاستغفا ر السابعة اجتناب اللغو

والقسم الثالث:يرجع الى اعمال البدن وهی تتشعب الى اربعين شعبة وهی على ثلاثة انواع

الاول : ما يختص بالاعيا ن و هی ستة عشر شعبة الاو لی التطهر و يد خل فيه طها رة البدن والثو ب والمكا ن و يدخل فی طها رة البدن الوضو ء من الحدث والاغتسا ل من الجنا بة والحيض والنفا س الثا نية اقا مة الصلو ة و يد خل فيها الفرض والنفل والقضا ء الثا لثه اداء الزكا ة ويد خل فيها الصدقة و يد خل فيها صدقة الفطر ويد خل فی هذا البا ب الجو د و اطعا م الطعا م واكرا م الضيف الرا بعة

الصوم فرضا و نفلا الخا مسة الحج و يد خل فيه العمرة السا دسة الاعتكا ف ويد خل فيه التما س ليلة القدر السا بعة الفرا ر بالدين و يدخل فيه الهجرة من دا ر الشرك الثا منة الوفا ء با لنذر التاسعة التحری فی الايما ن العا شرة اداء الكفا رة الحا دية عشر ستر العو رة فی الصلو ة وخا رجها الثا نية عشر ذبح الضحايا والقيا م بها اذا كا نت منذورة الثا لثة عشرة القيا م بأمر الجنا ئز الرا بعة عشر اداء الدين الخا مسة عشر الصدق فی المعا ملا ت والاحترا زعن الربا ء السادسة عشر اداء الشها دة بالحق وترك كتما نها

النو ع الثا نی :ما يختص بالاتبا ع وهو ست شعب الاولى التعفف بالنكا ح الثا نية القيا م بحقوق العيا ل ويدخل فيه الرفق بالخدم الثا لثة برالوا لدين ويدخل فيه الاجتنا ب عن العقوق الرا بعة تربية الاولا د الخا مستصلةالرحم السادسة طا عة الموا لی

النو ع الثا لث :ما يتعلق بالعا مة وهو ثما نی عشر ة شعبة الاولى القيا م بالاما رة مع العدل الثا نية متا بعة الجما عة الثا لثه طا عة اولى الامر الرا بعة الاصلاح بين النا س ويدخل فيه قتا ل الخوا رج والبغا ة الخامسة المعا ونة على البر السا دسة الامر بالمعروف والنهی عن المنكر السا بعة اقا مة الحدود الثامنة الجها د ويد خل فيه المرا بطة التا سعة اداء الامانة و يد خل فيه ادا ء الخمس العا شرة القرض مع الوفا ء به الحا دية عشر اكرا م الجا ر الثا نية عشر حسن المعاملة ويد خل فيه جمع الما ل من حله الثا لثة عشر انفا ق الما ل فی حقه ويد خل فيه ترك التبذير والاسرا ف الرا بعة عشر رد السلا م الخا مسة عشر تشميت العاطس السا دسة عشر كف الضرر عن النا س السا بعة عشر اجتنا ب اللهو الثا منة عشر اما طة الاذی عن الطريق فهذه سبع وسبعو ن شعبة

الاسئلة والاجوبة:

منها ما قيل لم جعل الحيا ء من الايما ن ؟و اجيب با نه با عث على افعا ل الخير و ما نع عن المعاصی ولكنه ربما يكو ن تخلقاو اكتسا با كسا ئر اعما ل البر وربما يكو ن غريزة لكن استعما له على

قانو ن الشرع یحتا ج الی اکتسا ب ونیة فهو من الایما ن لهذا الثا نی ما قیل انه قد ورد الحیا ء لا یا تی الا بخیر وورد الحیا ء خیر کله فصا حب الحیا ء قد یستحی ان یوا جه با لحق فیترك امره با لمعروف و نهیه عن المنکر فکیف یکو ن هذا من الایما ن ؟و اجیب :با نه لیس بحیا ء حقیقة بل هو عجز و مها نة و انما تسمیته حیا ء من اطلا ق بعض اهل العرف اطلقوه مجا زالمشا بهته الحیا ء الحقیقی و حقیقته خلق یبعث علی اجتنا ب القبیح و یمنع من التقصیر فی حق ذی الحق ونحوه واولی الحیا ء الحیا ء من الله تعالی وهو ان لا یرا ك الله حیث نها ك و ذا ك انما یکو ن عن معرفة و مرا قبة وهو المرا د بقولہ ﷺ ان تعبد الله کانك ترا ه فان لم تکن ترا ه فا نه یرا ك وقد خرج الترمذی عنه علیه السلام انه قال استحیو امن الله حق الحیا ء قالوا انا نستحی والحمد لله فقال لیس ذالك ولکن الاستحیاء من الله تعالیٰ حق الحیاء ان تحفظ الرأس وما حوی والبطن وما وعی وتذ کرالمو ت والبلی فمن فعل ذالك فقد استحی من الله حق الحیا ء۔وقا ل الجنید رؤیه الآلا ء ای النعم ورؤیة التقصیر یتولد بینهما حا لة تسمی الحیا ء الثا لث :ما قیل لم افرد الحیاء با لذ کر من بین سا ئر الشعب ؟و اجیب با نه کالدا عی الی سا ئر الشعب فا ن الحیی یخا ف فضیحة الدنیا و فظا عة الآخرۃفینزجر عن المعا صی ویمتثل الطا عا ت کلها وقال الطیبی : معنی افرا د الحیا ء با لذ کر بعد دخو له فی الشعب کا نه یقول هذه شعبة وا حدة من شعبه فهل تحصی شعبه کلها ؟هیها ت ان البحر لا یغرف ۔!!

(یعنی یہ باب اُمور ایمان کے باب میں ہے۔اللہ عزوجل کا فرمان ہے:"کچھ اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کروہاں اصل نیکی یہ کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو اور گردنیں چھوڑانے میں اور نماز قائم رکھے اور زکوۃ دے اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں اور صبر والے مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت یہی ہیں جنہوں نے اپنی بات سچی کی اور یہی پرہیزگار ہیں "(نیز اللہ عزوجل کا فرمان ہے)

بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے۔

لفظ باب کا مرفوع ہونا اس بناء پر ہے کہ یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے اور امور سے مراد ایمان ہی ہے کیونکہ مصنف علیہ الرحمہ کے نزدیک اعمال ہی ایمان ہیں سو اس بناء پر اس میں اضافت بیانیہ ہوگی اور تقدیر عبارت یوں بھی ہوسکتی ہے ان امور کا باب جو ایمان کے لیے اس کی حقیقت کو ثابت کرنے میں اور اس کی ذات کو مکمل کرنے کے بارے میں ہے اس بناء پر اضافت لامیہ ہوگی۔ کشمیہنی کی روایت میں"باب امر الایمان" ہے مفرد کے صیغہ کے ساتھ جنس مراد لینے پر۔ابن بطال نے کہا: تصدیق ایمان کی پہلی منزل ہے اور اس کا استکمال صرف انہی اُمور سے ہے اور امام بخاری نے (اس باب سے) استکمال ہی مراد لیا ہے اس لیے اسی پر ایمان کے ابواب کو باب بناتے ہوئے کہا۔ باب امور الایمان، باب الجهاد من الایمان، باب الصلاۃ من الایمان اور باب الزکاۃ من الایمان اور ان سب ابواب سے امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد ہے فرقہ مرجہ کا رد کرنا جن کا یہ موقف ہے کہ ایمان عمل کے بغیر محض قول کا نام ہے اور ان کے اس غلط نظریہ کو بیان کرنا اور یہ بتانا مقصود ہے کہ اس فرقہ والوں کا موقف قرآن وسنت کے خلاف ہے۔

امام مازری رحمہ اللہ نے کہا:

نافرمان کلمہ گو کے بارے میں لوگوں کا اختلاف ہے، مرجہ نے کہا: ایمان کے ہوتے ہوئے معصیت ضرر رساں نہیں ہے۔

خوارج نے کہا: معصیت ضرر رساں ہے اور معصیت کرنے والا کافر ہوجاتا ہے۔

معتزلہ نے کہا: کبیرہ گناہ کرنے والا جہنم میں ہمیشہ رہے گا اور اسے مؤمن نہیں کہا جائے گا بلکہ اسے فاسق کہا جائے گا۔

اشاعرہ نے کہا: بلکہ کبیرہ گناہ کرنے والا مومن ہے اگرچہ اسے عذاب ہوگا لیکن وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا۔

امام بخاری کا قول"و قول الله عز و جل" لفظ قول کے نیچے زیر ہے اور اس کا عطف"امور" پر ہے۔اگر کہا جائے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جو باب باندھا ہے اسکے اور اس آیت کے درمیان کیا مناسبت ہے؟

میں کہتا ہوں: آیت نے حصر کردیا ہے کہ متقین صرف وہی ہیں جو ان صفات واعمال والے ہوں گے اس سے معلوم ہوا کہ جس ایمان کے ساتھ کامیابی اور نجات ہے وہ وہ ایمان ہے جس میں یہ مذکورہ اعمال پائے جائیں۔اور دوسری آیات بھی اسی طرح ہیں اور وہ یہ ہیں:

"قد افلح المؤمنو ن الذين هم في صلا تهم خا شعو ن والذين هم عن اللغو معرضو ن واللذين هم للز كوة فا علو ن واللذين هم لفرو جهم حا فظو ن الا على ازوا جهم او ما ملكت ايما نهم فا نهم غير ملو مين فمن ابتغى ورا ء ذلك فاولئك هم العا دو ن"

اور دوسری آیات کا ذکر کتاب الشریعۃ میں مسعودی کی روایت کے ساتھ از قاسم از ابوذر رضی اللہ عنہ موجود ہے کہ ان سے ایک شخص نے ایمان کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے اس کے سامنے آیت مبارکہ لیس البرالخ پڑھی اس شخص نے کہا میں نے تم سے نیکی کے بارے میں سوال نہیں کیا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اس نے آپ سے اسی طرح سوال کیا جس طرح تو نے مجھ سوال کیا آپ ﷺ نے اس کے سامنے اسی طرح آیت پڑھی جس طرح میں نے تیرے سامنے آیت پڑھی ہے اس نے راضی ہونے سے انکار کر دیا جیسے تو نے راضی ہونے سے انکار کر دیا۔ پھر فرمایا: تم میرے قریب ہو جاؤ۔ وہ آپ کے قریب ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: مومن وہ ہے جو نیکی کرے تو اسے نیکی اچھی لگے اور اس کے ثواب کی امید رکھے اور اگر برائی کرے تو اسے برائی بری لگے اور اس کے بھیانک انجام سے ڈرے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان "لیس البر" کا مطلب ہے کہ ساری نیکی یہ نہیں ہے کہ تم (صرف) نماز پڑھو اور اس کے علاوہ کوئی عمل نہ کرو۔ لیکن نیکی اس شخص کی نیکی ہے جو اللہ پر ایمان لائے۔۔۔الخ۔ سیبویہ نے اسی طرح تقدیری عبارت ذکر کی ہے۔ زجاج نے کہا لیکن نیکی والا۔

انہوں نے مضاف کو حذف رکھا جیسے اللہ کا فرمان ہے "هم درجات عند الله" یعنی "ذوو درجات" سیبویہ نے جو تقدیری عبارت ذکر کی ہے وہی اولی ہے کیونکہ منفی "بر" ہے تو استدرک بھی اس کی جنس سے ہوگا۔ زمخشری رحمہ اللہ نے کہا "البر" خیر اور ہر پسندیدہ فعل کا اسم ہے۔ الغریبین میں ہے کہ "البر" کا معنی ہے احسان اور احسان کے اضافہ میں وسعت۔ سدی نے کہا: اللہ تعالیٰ کے فرمان "لن تنالو البر حتی تنفقوا" میں "لبر" سے مراد جنت ہے۔ نیز "البر" کا معنی صلہ بھی ہے اور یہ لفظ نیکی کے تمام کاموں کو جامع ہے۔ "الجامع" اور "الجمهرة" میں ہے "البر" نافرمانی کی ضد ہے۔ ابن السید کی "مثلث" میں ہے "البر" کا معنی ہے کرم نوازی کرنا۔ "الواعی" میں ان سے اسی طرح نقل کیا

ہے۔ ابن عدیس نے ابن السید سے نقل کیا کہ "البر" باء کے نیچے زیر ساتھ کا معنی ہے خیر۔

زمخشری نے کہا: یہ اہل کتاب کو خطاب ہے کیونکہ یہودی مغرب کی جانب بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور عیسائی مشرق کی طرف۔ اور یہ اس لیے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا شروع فرمائی تو انہوں نے قبلہ کے معاملے میں بکثرت غور وخوض کیا اور دونوں فریقوں میں سے ہر ایک نے گمان کیا کہ اپنے قبلہ کی طرف منہ کرنا نیکی ہے۔ تو آپ ﷺ نے ان کا رد فرمایا اور یہ آیات ان کے سامنے پڑھیں "لیس البر" الخ۔

"البر" را کے اوپر زبر کے ساتھ، اس بناء پر کہ یہ (لیس کی) خبر مقدم ہے۔ امام عبداللہ نے بطور تاکید خبر پر "ب" داخل کر کے "بان تولو" پڑھا ہے امام مبرد سے منقول ہے کہ اگر میں قرآن کے قاریوں میں سے ہوتا تو میں "ولکن البر" ب کے اوپر زبر کے ساتھ پڑھتا۔ اور اسے "ولکن البار" بھی پڑھا گیا ہے۔ شیخ ابن عامر اور شیخ نافع نے "ولکن البر" راء پر شد کے بغیر پڑھا ہے۔

"والکتاب" اس سے مراد کتاب اللہ کی جنس یا قرآن مراد ہے۔ "علی حبه" یعنی باوجود مال کی محبت اور مال کی کنجوسی کے۔ کچھ اہل علم نے کہا اللہ کی محبت کے ساتھ اور کچھ اہل علم نے کہا مال دینے کی محبت کے ساتھ۔ ذوی القربی (قریبی رشتہ دار) کو مقدم کیا اس لئے کہ وہ زیادہ حق دار ہے اور مراد قریبی رشتہ داروں میں سے فقراء ہیں التباس نہ ہونے کی وجہ سے۔

"والمسکین" یعنی ایسا شخص جو لوگوں کی طرف ہمیشہ محتاجی رکھنے والا ہو کیونکہ اس کے پاس کوئی شئی نہیں ہوتی۔ لفظ "مسکین" مسکیر کی طرح ہے، مسکیر کا معنی ہے مسلسل نشے میں رہنے والا شخص۔

"وابن السبیل" اس سے مراد وہ مسافر ہے جو اہل وعیال سے الگ تھلگ ہو گیا ہو۔ اور راستے پر مسلسل اور ہمیشہ ہونے کی وجہ سے اسے ابن السبیل کہا گیا۔ جیسے چوڑا کو "ابن الطریق" کہا جاتا ہے۔ بعض نے کہا ابن السبیل سے مراد مہمان ہیں، راستہ ہی نے اسے آگے بڑھایا اور دوسرے کا مہمان ٹھہرایا۔

"والسائلین" اس سے مراد ہیں کھانا مانگنے والے "وفی الرقاب" یعنی مال دیا جائے مکاتب غلاموں کے ساتھ تعاون کرنے میں تا کہ وہ اپنی گردنیں چھڑا سکیں۔ کچھ اہل علم نے کہا اس سے مراد ہے غلاموں کو خرید کر آزاد کرنے میں مال

دینا اور کچھ اہل علم نے کہا اس سے مراد ہے قیدیوں کو چھڑانے میں مال دینا۔ ''والموفون'' اس کا عطف ہے ''من آمن'' پر۔ اور اختصاص و مدح کی بناء پر سختیوں میں صبر کی فضیلت اور باقی اعمال پر مواطن قتال کی فضیلت کو ظاہر کرنے کے لئے ''الصابرین'' کو بطور منصوب ذکر کیا، اور اسے ''الصابرون'' بھی پڑھا گیا (اور الموفون اور الصابرون کو) الموفین اور الصابرین بھی پڑھا گیا ہے۔

''والباساء'' اس کا معنی ہے فقر اور سختی۔

''والضراء'' اس کا معنی ہے بیماری اور لنجا پن۔

''قد افلح المومنون'' الخ یہ دوسری آیت ہے۔ امام بخاری نے دونوں آیتوں کا ذکر اس لئے کیا کیونکہ یہ دونوں امور ایمان پر مشتمل ہیں اور باب بھی امور ایمان پر باندھا گیا ہے۔ امام بخاری نے ''وقول الله عزوجل قد افلح المومنون'' نہیں کہا؟ جیسا کہ پہلی آیت کے شروع میں کہا ''وقول الله عزوجل لیس البر'' الخ، اس میں التباس نہ ہونے کی وجہ سے نیز پہلی آیت میں ''وقول الله عزوجل'' کے ذکر پر اکتفاء کیا۔ بعض لوگوں نے (حافظ ابن حجر) کہا: اس کو امام بخاری نے حرف عطف کے بغیر ذکر کیا کیونکہ حرف عطف کا حذف جائز ہے تقدیری عبارت یوں ہے ''وقول الله عزوجل قد افلح المومنون'' الخ۔ میں کہتا ہوں: حرف عطف کا حذف جائز نہیں۔ اگر ہم تسلیم کر لیں کہ حرف عطف کا حذف جائز ہے تو یہ اشعار میں ہوتا ہے۔ نیز اس قائل نے کہا: احتمال ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے قول ''المتقون'' کی تفسیر ہو، یعنی متقین وہ لوگ ہیں جن کی صفات اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ''قد افلح المومنون'' الخ میں ہیں۔ میں کہتا ہوں: یہ بھی درست نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر فرمایا جنہیں اس آیت میں ذکر کردہ اوصاف کے ساتھ متصف کیا گیا پھر ان کی طرف اپنے قول ''واولئك هم المتقون'' کے ساتھ اشارہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ ان اوصاف والے ہی متقی ہیں تو پھر اس کے بعد کون سی ایسی شئے ہے جو اس آیت میں متقین کی تفسیر کی طرف محتاج ہوتا کہ امام بخاری ان متقین کی اللہ تعالیٰ کے فرمان ''قد افلح المومنون'' الخ کے ساتھ تفسیر کریں۔ ہاں! اس دعوے کی صحت ممکن تھی اگر دونوں آیتیں لگا تار ہوتیں، حالانکہ ان دو آیتوں کے درمیان متعدد آیات ہیں بلکہ بہت زیادہ سورتیں ہیں، تو یہ دوسری آیت از قبیل تفسیر کیسے ہو سکتی ہے یہ کلام نہایت بعید

ہے۔ امام بخاری کے قول ''الآیة'' اس میں نصب جائز ہے معنیٰ ہوگا ''اقرء الآیة'' اور رفع بھی جائز ہے معنی ہوگا ''الآیة بتامها'' اس بناء پر کہ یہ مبتدا ہے جس کی خبر محذوف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ''قد افلح'' کا معنی ہے فلاح میں داخل ہو گیا، یہ فعل لازم ہے اور فلاح کا معنی ہے مراد پر کامیاب ہونا۔ اور بعض نے کہا اس کا معنی ہے خیر میں باقی رہنا۔ زمخشری نے کہا: کہا جاتا ہے ''افلحه'' یعنی اس نے اس کو فلاح کی طرف پناہ دی۔ طلحہ بن مصرف کی قراءت بھی اسی پر ہے یعنی ''افلح'' مبنی للمفعول کی بناء پر اور ان سے منقول ہے کہ ''افلحوا'' ''اکلونی البراغیث'' والی مثال کے طور پر ہے یا ابہام اور تفسیر پر ہے۔ نماز میں خشوع کا مطلب ہے دل کا خشیت اختیار کرنا اور ''لغو'' کا معنی ہے لایعنی چیز چاہے وہ قولی ہو یا فعلی جیسے لعب (کھیل) اور ہزل (بیہودگی) اور وہ چیز جس کو باطل کرنا اور دور کرنا مروت کو ثابت کرے۔ اللہ کا فرمان ہے ''فاعلون'' اس کا معنی ہے اداء کرنے والے۔ زمخشری نے کہا: اگر تم اعتراض کرو ''من ملکت'' کیوں نہیں کہا گیا؟ میں کہتا ہوں کیونکہ جنس عقلاء سے ایسی چیز مراد لی گئی ہے جو غیر عقلاء کے قائم مقام ہے اور وہ ہیں مؤنث۔

متن حدیث:

امام بخاری نے کہا: ہمیں عبداللہ بن محمد نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا ہمیں ابو عامر عقدی نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا ہمیں سلیمان بن بلال نے حدیث بیان کی، از عبداللہ بن دینار از ابو صالح از حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ از نبی کریم ﷺ آپ نے ارشاد فرمایا: ایمان کی ساٹھ سے زائد شاخیں ہیں اور حیاء ایمان کی ایک شاخ ہے۔

شیخ قطب الدین نے کہا: یہ حدیث گزشتہ باب سے متعلق ہے اور وہ یہ ہے کہ ایمان گھٹتا ہے اور بڑھتا ہے۔ دلیل کی وجہ یہ ہے کہ شریعت نے اعمال کے بہت سارے شعبہ جات پر ایمان کا اطلاق فرمایا جیسا کہ آیات اور ان دو احادیث میں ہے جن کو امام بخاری نے اس باب میں ذکر فرمایا۔ برخلاف مرجئہ کے اس قول کے کہ ایمان عمل کے بغیر محض قول کا نام ہے۔ میں کہتا ہوں: اس کلام کی حاجت نہیں بلاشبہ یہ باب اور اس کے بعد آنے والے سارے ابواب باب اول کے ساتھ متعلق ہیں اور ان سب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایمان قول اور عمل کا نام ہے، بڑھتا اور گھٹتا ہے۔ جیسا کہ مخفی نہیں۔

رجال حدیث کا بیان:

اس حدیث کے کل چھ راوی ہیں۔

پہلا راوی:۔

ابوجعفر عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن جعفر بن الیمان بن اخنس بن خنیس بن الجعفی البخاری المسندی

میم کے پیش، نون کے اوپر زبر کے ساتھ۔ اور یہ عبداللہ بن سعید بن جعفر بن الیمان کے چچا کے بیٹے ہیں اور یہ یمان امام بخاری کے باپ دادا میں سے کسی کے آزاد کردہ غلام ہیں ولاء اسلام کے ساتھ۔ انہوں نے امام وکیع اور محدثین کی ایک بہت بڑی جماعت سے حدیث کا سماع کیا اور ان سے امام ذہلی وغیرہ حفاظ حدیث نے حدیث روایت کی۔ سن ہجری ۲۲۹ میں ان کی وفات ہوئی، اصحاب کتب ستہ میں سے صرف امام بخاری ان کی روایت میں منفرد ہیں۔

امام ترمذی نے ان سے بواسطہ امام بخاری حدیث روایت کی ہے۔

دوسرا راوی:۔

ابوعامر عبدالملک بن عمرو بن قیس العقدی البصری انہوں نے امام مالک اور دیگر محدثین سے حدیث کا سماع کیا اور ان سے امام احمد نے حدیث روایت کی ہے۔ حفاظ حدیث ان کی جلالت اور ثقاہت پر متفق ہیں ۲۰۴ھ یا ۲۰۵ھ میں انکی وفات ہوئی۔

تیسرا راوی:۔

ابومحمد یا ابوایوب سلیمان بن بلال القرشی التیمی المدنی، آل الصدیق کے آزاد کردہ غلام ہیں، انہوں نے عبداللہ بن دینار اور تابعین کی ایک جماعت سے حدیث کا سماع کیا ہے اور ان سے کبار محدثین مثلاً ابن مبارک اور دیگر محدثین نے حدیث روایت کی ہے۔ محمد بن سعد نے کہا یہ بربری تھے نہایت خوبصورت اور عقل مند تھے اور اپنے شہر کے مفتی تھے۔ مدینہ منورہ کے خراج وصول کرنے پر فائز تھے اور مدینہ منورہ میں سن ہجری ۱۷۲ میں انکی وفات ہوئی۔ امام بخاری نے ہارون بن محمد کے حوالے سے کہا کہ سن ہجری ۱۷۷ میں انکی وفات ہوئی اور صحاح ستہ میں بلال نام کا را

وی ان کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔

چوتھا راوی:۔

ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن دینار القرشی العدوی المدنی یہ عمرو بن دینار کے بھائی ہیں اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ انہوں نے اپنے آقا اور دیگر کبار علماء سے حدیث کا سماع کیا اور ان سے ان کے بیٹے عبدالرحمٰن اور انکے علاوہ دیگر محدثین نے سماع کیا، بالاتفاق یہ ثقہ راوی ہیں۔ سن ہجری ۱۲۷ میں انکی وفات ہوئی اور نیز راویوں میں عمرو بن دینار الحمصی بھی ہیں جو قوی نہیں ہیں اور صحاح ستہ میں ان دونوں کے علاوہ عمرو بن دینار کا راوی اور کوئی نہیں ہے۔

پانچواں راوی:۔

ابوصالح ذکوان السمان الزیات المدنی۔ یہ کوفہ میں گھی اور زیتون لے جا کر فروخت کرتے تھے۔ جویریہ بنت احمس غطفانی کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ شرح قطب الدین میں ہے کہ یہ قیس کی بیوی جویریہ بنت حارث کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ انہوں نے صحابہ کرام کی ایک جماعت اور تابعین کے جم غفیر سے حدیث کا سماع کیا اور ان سے تابعین کی ایک جماعت نے حدیث روایت کی جن میں سے ایک حضرت عطاء ہیں امام اعمش نے ان سے ایک ہزار حدیث کا سماع کیا ہے اور ان سے ان کے بیٹے عبداللہ، سھیل اور صالح نے بھی حدیث روایت کی ہے ان کی توثیق پر محدثین کا اتفاق ہے۔ مدینہ منورہ میں سن ہجری ۱۰۱ میں ان کی وفات ہوئی اور راویوں میں ابوصالح کی ایک جماعت ہے جن کا ذکر باب بدء الوحی کی چوتھی حدیث میں گزر چکا ہے۔

چھٹے راوی: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں

ان کے اور ان کے والد کے نام میں شدید اختلاف ہے تقریباً تیس اقوال ہیں زیادہ قریب نام عبداللہ یا عبد الرحمٰن بن صخر الدوسی ہے۔ یہ پہلے شخص ہیں جن کی کنیت بلی کے ساتھ ہے۔ یہ ایک بلی کے ساتھ کھیلا کرتے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے اسی کے ساتھ ان کی کنیت رکھ دی۔

کچھ اہل علم نے کہا ہریرہ اُن کے والد کا نام تھا یہ اہل صفہ کے سینئیر ترین طالب علم تھے۔ بالاتفاق یہ خیبر والے سال اسلام لائے اور خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر بھی ہوئے۔ ابن عبد البر نے کہا زمانہ جاہلیت میں اور زمانہ اسلام میں کسی کے نام میں اس قدر اختلاف نہیں جتنا ان کے نام میں اختلاف ہے۔

مروی ہے انہوں نے کہا جاہلیت میں میرا نام عبد شمس اور اسلام میں عبد الرحمٰن رکھا گیا۔ ان کی والدہ کا نام میمونہ ہے اور بعض نے کہا امیہ ہے ان کی والدہ رسول اللہ ﷺ کی دعا مبارک سے مسلمان ہوگئیں تھیں حضرت ابوھریرہ نے فرمایا میں نے یتیمی میں نشو ونما پائی اور میں نے مسکینی میں ہجرت کی، میں بسرہ بنت غزوان کا مزدور اور خادم تھا سو اللہ رب العزت نے اس سے میری شادی کردی ساری تعریفیں اس اللہ تعالی کے لیے ہیں جس نے دین کو میرے لیے مضبوط سہارا بنایا اور ابو ہریرہ کو امام بنایا۔

حضرت ابو ہرہرہ نے کہا میں بکریاں چرایا کرتا تھا میری ایک چھوٹی سی بلی تھی جس کے ساتھ میں کھیلتا تھا تو لوگوں نے اس کے ساتھ میری کنیت رکھ دی۔

کچھ اہل عرب نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس حال میں دیکھا کہ ان کی آستین میں بلی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا "یا ابا ھریرۃ" اے بلی والے۔

بالاجماع صحابہ کرام میں سے سب زیادہ یہی حدیث روایت کرنے والے ہیں انہوں نے پانچ ہزار تین سو چوہتر احادیث روایت کی ہیں جن میں سے تین سو پچیس احادیث پر امام بخاری اور امام مسلم متفق ہیں اور ترانوے احادیث میں امام بخاری منفرد ہیں اور ایک سو نوے احادیث کی روایت میں امام مسلم منفرد ہیں۔ حضرت ابو ہرہرۃ رضی اللہ عنہ سے آٹھ سو سے زیادہ لوگوں نے حدیث روایت کی ہے جن میں کچھ صحابہ کرام ہیں اور کچھ تابعین ہیں ان میں سر فہرست حضرت عبد اللہ بن عباس حضرت جابر اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ یہ ازدی دوسی یمانی ثم المدنی ہیں۔ آپ مدینہ شریف کے قریب ذوالحلیفہ میں رہتے تھے۔ اس جگہ ان کا ایک گھر تھا جسے انہوں نے اپنے آزاد کردہ غلاموں پر صدقہ کردیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والوں میں سے ایک ان کے بیٹے المحرر ہیں۔ المحرر بغیر نقطہ والی حاء اور ڈبل راء کے ساتھ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن ہجری ۵۹ یا ۵۸ یا ۵۷ میں فوت

ہوئے۔ آپ جنت البقیع میں مدفون ہیں آپ کی عمر اٹھتر سال تھی، یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ آپ کی قبر عسقلان کے قریب ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے تم ان سے دور رہو۔ ہاں! وہاں حضرت خیسعہ بن جندرۃ رضی اللہ عنہ صحابی کی قبر مبارک ہے۔ ابو ہریرہ ان افراد میں سے ہیں کہ صحابہ کرام میں آپ کے علاوہ اس کنیت والا اور کوئی نہیں ہے۔ ہاں صحابہ کرام کے علاوہ راویوں میں ایک ایسے شخص ہیں جن کی یہ کنیت ہے اور وہ مکحول سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ابو الملیح الرقی روایت کرتے ہیں لیکن یہ غیر معروف ہیں ایک اور راوی ابو ہریرہ کنیت والے ہیں جن کا نام محمد بن فراش الضبعی ہے۔ امام ترمذی اور ابن ماجہ نے ان کی حدیث روایت کی ہے، سن ھجری ۲۴۵ میں ان کی وفات ہے اور علماء شوافع میں ایک شخص ہیں جن کی یہ کنیت ہے۔ ان کا نام ثابت بن شبل ہے۔ عبد الغفار نے ان کے حق میں کہا: یہ شیخ ہیں فاضل ہیں اور مناظر ہیں۔

انساب کا بیان:

"الجھنی" قبیلہ "مذحج" میں موجود "جھنی بن سعد العشیرہ بن مالک" کی طرف منسوب ہے اور مالک ہی قبیلہ "مذحج" (کی تمام چھوٹی بڑی شاخوں) کا جماع (کٹھ) ہے۔

"العقدی" العقد کی طرف منسوب ہے اور العقد عین مہملہ اور کاف کے اوپر زبر کے ساتھ یہ قبیلہ قیس کی ایک قوم ہے اور قیس قبیلہ ازد کی ایک شاخ ہے، اسی طرح تہذیب میں ہے۔ امام نووی نے شرح میں اسی کی اتباع کی ہے۔ شرح قطب الدین میں ہے کہ العقد قبیلہ بجیلہ کی ایک شاخ ہے اور ایک قول ہے کہ قبیلہ قیس کی شاخ ہے بطور ولاء۔

حافظ ابو الشیخ نے کہا انہیں عقدی اس لیے کہتے ہیں کیونکہ یہ باہم متفق تھے۔ حاکم نے کہا العقد قبیلہ الحارث بن عباد بن ضبیعہ بن قیس بن ثعلبہ کے موالی تھے۔ صاحب العین نے کہا: العقد یمن میں بنو عبد شمس بن سعد کا قبیلہ ہے۔ الرشاطی نے کہا العقدی قبیلہ قیس بن ثعلبہ میں ایک شاخ ہے۔ ابو علی الغسانی نے ابو عمر سے نقل کیا کہ العقد یمن قبیلہ قیس کی ایک شاخ ہے۔

المسندی: میم کے پیش، سین مہملہ کے سکون، اور نون کے اوپر زبر کے ساتھ ہے۔ یہ امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ عبد

اللہ بن محمد ہیں ان کو المسندی اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ مسند حدیث کی تلاش میں رہتے تھے۔اور مرسل اور منقطع حدیث سے اجتناب کرتے تھے صاحب الارشاد نے کہا: یہ مسند حدیث تلاش کرتے تھے۔

حاکم ابو عبداللہ نے کہا: یہ اس لقب سے اس لیے مشہور ہیں کیونکہ ماوراء النہر میں حسب تراجم صحابہ کی مسند حدیث کو جمع کرنے والے یہ پہلے شخص تھے۔

التیمی: مختلف قبائل سے تعلق رکھنے والے تیم کے نام سے مشہور ہیں چنانچہ قریش میں تیم بن مرہ، قبیلہ الرباب میں تیم بن عبد مناۃ بن اد بن طابخہ، قبیلہ النمر بن قاسط میں تیم اللہ بن النمر بن قاسط، قبیلہ شیبان بن ذھل میں تیم بن شیبان، قبیلہ ربیعہ بن نذار میں تیم اللہ بن ثعلبہ، قبیلہ قضاعہ میں تیم اللہ بن رفیدہ اور قبیلہ ضبہ میں تیم بن ذھل ہے۔

العدوی: یہ عدی بن کعب کی طرف منسوب ہے اور عدی بن کعب قبیلہ قریش کے ہیں۔جبکہ قبیلہ الرباب میں عدی بن عبد مناۃ، قبیلہ خزاعہ میں عدی بن عمرو، قبیلہ انصار میں عدی بطن بن نجار، قبیلہ طی میں عدی بن اخرم، قبیلہ قضاعہ میں عدی بن خباب ہیں۔

الدوسی: الازد قبیلہ میں اس کی شاخ ہے اور یہ دوس بن عدنان بن عبداللہ کی طرف منسوب ہے۔

حدیث ھذا کی سند کے لطائف کا بیان:

۱۔اس سند کے سارے راوی مدنی ہیں سوائے العقدی کے کیونکہ یہ بصری ہیں اور سوائے مسندی کے۔

۲۔یہ سارے راوی صحاح ستہ کی شرط پر ہیں۔سوائے المسندی کے جیسا کہ ہم نے اس کو بیان کر دیا۔

۳۔اس حدیث کی سند میں تابعی کی تابعی سے روایت ہے۔اور وہ ہے عبداللہ بن دینار از ابو صالح۔

تخریج حدیث:

اس حدیث کو امام مسلم نے از عبیداللہ بن سعید اور عبد بن حمید از العقدی سند مذکور کے ساتھ روایت کیا ہے۔

نیز امام مسلم نے اس حدیث کو از زھیر از جریر از سھیل بن عبداللہ از ابن دینار از العقدی روایت کیا ہے اور بقیہ جماعت نے بھی اس حدیث کو راویت کیا ہے۔چنانچہ امام ابوداود نے ''کتاب السنۃ'' میں از موسیٰ بن اسماعیل از حماد از سھیل سند

مذکور کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور امام ترمذی نے کتاب الایمان میں از ابو کریب از وکیع از سفیان از سھیل سند مذکور کے ساتھ روایت کیا ہے اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔امام نسائی نے بھی کتاب الایمان میں از محمد بن عبداللہ المخرمی از ابو عامر العقدی سند مذکور کے ساتھ روایت کیا ہے۔(نیز امام نسائی نے اس حدیث کو) از احمد بن سلیمان از ابوداود الحفری اور ابو نعیم از سفیان سند مذکور کے ساتھ روایت کیا ہے۔(نیز امام نسائی نے اس حدیث کو) از یحی بن حبیب بن عربی از خالد بن حارث از ابن عجلان از العقدی حدیث مذکور کا بعض حصہ ''حیاء ایمان کا حصہ ہے'' روایت کیا ہے اور امام ابن ماجہ نے کتاب السنہ میں از علی بن محمد الطنافسی از وکیع سند مذکور کے ساتھ روایت کیا۔نیز انہوں نے از عمرو بن رافع از جریر سند مذکور کے ساتھ روایت کیا ہے۔اور از ابوبکر بن ابی شیبہ از ابو جمال الاحمر از بن عجلان بھی اس حدیث کے ہم معنی روایت کیا ہے۔

اختلاف روایات کا بیان

یہاں ابو زید المروزی کے طریق سے اسی طرح ''الایمان بضع و ستون شعبۃ'' واقع ہوا ہے۔اور مسلم وغیرہ کی روایت میں سھیل از عبداللہ بن دینار کے طریق سے ''بضع و سبعون شعبۃ او بضع و ستون'' واقع ہوا ہے۔اور نیز اس حدیث کو امام مسلم نے العقدی از سلیمان کے طریق سے ''بضع و سبعون شعبۃ'' کے الفاظ سے روایت کیا ہے۔ابوذر الھروی کے طریق سے بخاری میں اسی طرح واقع ہوا ہے۔جبکہ ابوداود اور ترمذی وغیرہ کی روایت میں از روایت سھیل ''بضع و سبعون'' کے الفاظ بلاشک وشبہ واقع ہوئے ہیں۔قاضی عیاض نے اسی کو ترجیح دیتے ہوئے کہا ہے یہی الفاظ درست ہیں۔اور اسی طرح امام حلیمی اور علماء کی کئی جماعتوں نے انہی الفاظ کو ترجیح دی ہے۔جن میں سرفہرست امام نووی رحمہ اللہ ہیں۔اس لیے کہ یہ ثقہ راوی کا اضافہ ہے لھذا اس کو قبول کیا جائے گا اور اسے ہی مقدم کیا جائے گا۔اور کم عدد والی روایت میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو اس اضافے کے لیے باعث رکاوٹ بنے۔شیخ ابن صلاح نے کہا اقل کو ترجیح دینا اشبہ ہے کیونکہ یہ متیقن ہے۔امام بیہقی کے بقول اس روایت میں شک سھیل سے واقع ہوا ہے حالانکہ یہ روایت از سھل از جریر کی سند سے بھی روایت کی گئی ہے اور اس میں الفاظ بغیر شک کے ''وسبعون''

کے ہیں۔ مسلم و بخاری میں اسی طرح ''بضع و سبعون'' ہے۔ شیخ ابن صلاح نے کہا ہمارے علاقوں میں موجود بخاری کے نسخوں میں ''الا و ستون'' کے الفاظ ہیں۔

مسلم کی حدیث کے الفاظ میں عبارت اس طرح ہے:

"فافضلها قول لا اله الله وادناها اماطة الاذی عن الطریق و الحیاء شعبة من الایمان"

ابن ماجہ کی روایت میں ''فارفعها'' کا لفظ ہے۔ اور لالکائی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

"و ادناها اماطة العظم عن الطریق"۔

اور ابن شاہین کی کتاب میں یہ الفاظ ہیں:

"خصال الایمان افضلها قول لا اله الله"

اور ترمذی کی روایت میں ''بضع و سبعون بابا'' کے الفاظ ہیں امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے

اور اس حدیث کو محمد بن عجلان نے از عبداللہ بن دینا از ابوصالح

"الایمان ستون بابا او سبعون او بضع"

(دو عددوں میں ایک کے ساتھ) کے الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور قتیبہ از ابوبکر بن مضر از عمارہ بن اربع از ابوصالح کی روایت میں ''الایمان اربع و ستون بابا'' کے الفاظ ہیں اور مغیرہ بن عبداللہ بن عبیدہ کی حدیث میں ہے انہوں نے کہا میرے باپ نے میرے دادا کے حوالے سے حدیث بیان کی اور میرے دادا صحابی تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایمان کی ۳۳ شریعتیں ہیں۔ جس شخص نے ان میں سے کسی ایک شریعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کامل طور پر حق ادا کیا وہ جنت میں داخل ہوگا اور ابن شاہین کی کتاب میں از طریق افریقی از عبداللہ بن راشد مولی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک رحمٰن عز و جل کے سامنے ایک تختی ہے جس میں ۳۱۹ شریعتیں ہیں اللہ عز و جل فرماتا ہے میرے بندوں میں سے جو بندہ ان میں سے کسی ایک کو قبول کرے گا (یعنی اس پر عمل کرے گا) میں اس کو جنت میں داخل کروں گا بشرطیکہ وہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھراتا ہو اور عبدالواحد بن زید کی حدیث میں ہے از عبداللہ بن راشد از اپنے مولی حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ انہوں نے کہا میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک رحمٰن عز و جل کے (عرش کے) سامنے ایک تختی ہے جس میں ۳۱۹ شریعتیں ہیں اللہ عز و جل فرماتا ہے میرے بندوں میں سے جو بندہ ان میں سے کسی ایک کو لائے گا (یعنی اس پر عمل کرے گا) میں اس کو جنت میں داخل کروں گا بشرطیکہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھراتا ہو۔ اور عبدالواحد بن زید کی حدیث میں ہے از عبداللہ بن ارشد از اپنے مولی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ان کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ رب العزت کے سو (۱۰۰) خلق ہیں جو بندہ ان میں سے کسی ایک خلق پر عمل پیرا ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا (راوی کہتے ہیں) ہمیں امام احمد نے کہا کہ امام اسحٰق سے پوچھا گیا اخلاق کا معنی کیا ہے؟ فرمایا: انسان میں حیاء ہوتی ہے انسان میں رحمت ہوتی ہے انسان میں سخاوت ہوتی ہے انسان میں نرمی ہوتی ہے یہ اللہ عز و جل کے اخلاق میں سے ہے۔ خیلی کی کتاب الدیباج میں از حدیث نوح بن فضالہ از مالک بن زیاد اشجعی یہ الفاظ ہیں اسلام کے ۳۱۵ حصے ہیں (تمام نسخہ جات میں یہ حدیث ناقص ہے اس لیے ہم نے اس حدیث کا ترجمہ ترک کر دیا ہے فلیحرر)

رستہ نے کہا ہمیں ابن مھدی نے حدیث بیان کی از اسرائیل از ابواسحٰق از صلہ از حضرت حذیفہ ان کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں اسلام کے آٹھ حصے ہیں۔

ایک حصہ اسلام ہے، ایک حصہ نماز ہے، ایک حصہ زکوۃ ہے، ایک حصہ رمضان کے روزے ہیں، ایک حصہ حج ہے، ایک حصہ جہاد ہے، ایک حصہ امر بالمعروف ہے اور ایک حصہ نہی عن المنکر ہے۔ اور وہ شخص ناکام و نامراد ہوا جس کے پاس ان حصوں میں سے کوئی حصہ نہ ہو۔

لغات کا بیان:

لفظ بضع کی لغوی تحقیق:

شیخ البنانی نے ''الموعب'' میں اصمعی کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ ''بضع'' بروزن علم، دو سے دس کے درمیان تک اور بارہ سے بیس کے درمیان تک یا اس سے اوپر تک کے عدد کو کہا جاتا ہے۔ جمع مذکر میں ''بضعة عشر'' اور جمع

مؤنث میں "بضع عشرۃ" کہا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "فی بضع سنین"۔
گیارہ اور بارہ عدد کے ساتھ اس لفظ کا استعمال نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ "البضع" تین سے دس تک کے عدد کے ساتھ استعمال کیا جائے گا۔ صاحب العین نے کہا ہے "البضع" سات کے عدد کو کہتے ہیں۔ شیخ قطرب نے کہا ہمیں ایک ثقہ شخص نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے خبر دی ہے کہ آپ نے ارشاد باری تعالیٰ "فی بضع سنین" کی تفسیر میں فرمایا پانچ سے سات تک کے درمیان۔ علماء لغت نے کہا: تین سے نو تک کے درمیان والے عدد کو "بضع" کہتے ہیں۔ امام فراء نے کہا: تین سے نو تک کے درمیان والے عدد کو "البضع" کہتے ہیں۔ میں نے اہل عرب کو ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور وہ یوں نہیں کہتے "بضع و مائۃ" اور "بضع و الف" اور دس اور بیس تا نوے کے ساتھ اس کا ذکر نہیں کرتے۔ شیخ زجاج نے کہا اس کا معنی ہے عدد کا ایک حصہ اسے دس سے کم، تین سے نو تک کے لیے مقرر کیا جاتا ہے اور یہی صحیح ہے۔ اور یہی امام اصمعی کا قول ہے۔ دیگر علماء لغت نے کہا تین سے نو تک کے عدد کے لیے "بضع" کہا جاتا ہے۔ امام ابوعبیدہ نے کہا نصف دس کے درمیان کو "بضع" کہا جاتا ہے۔ شیخ یعقوب نے ابوزید کے حوالے سے کہا "بضع و بضع" بروزن علم وصقر ہے۔

المحکم میں ہے "بضع" (بغیر تا کے) ثلاث سے عشر تک اور ثلاثۃ سے عشرۃ تک تاء کے ساتھ کے عدد کو کہا جاتا ہے۔ یہ بھی اسی چیز کی طرف مضاف ہوتا ہے جس چیز کی طرف آحاد مضاف ہوتے ہیں اور "العشرہ" کے ساتھ مبنی ہوتا ہے جس طرح باقی آحاد مبنی ہوتے ہیں اور "عشر" غیر منصرف ہوتا ہے۔

شیخ قزاز کی الجامع میں ہے "بضع سنین" کا معنی ہے چند سال اور یہ لفظ عدد میں دس سے کم عدد کے قائم مقام ہے۔ علماء لغت کی ایک جماعت نے کہا اللہ تعالیٰ کا فرمان "فلبث فی السجن بضع سنین" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ "بضع سنین" سے سات سال مراد ہیں اس لیے کہ حضرت یوسف علیہ السلام قید میں سات سال ٹھہرے ہیں۔
امام ابوعبیدہ نے کہا "البضع" نصف عقد ہے۔ ان کی مراد یہ ہے کہ یہ لفظ ایک سے چار تک کے لیے استعمال ہوتا ہے اور الصحاح میں ہے کہ تم "بضع و عشرون" نہیں کہہ سکتے، المطرزی نے اس کی شرح میں کہا "البضع" کا استعمال چار سے نو تک کے لیے ہوتا ہے۔ یہ وہ ہے جسے ہم نے علماء بصریین اور کوفیین سے حاصل کیا ہے اور اس میں اختلاف بھی ہے۔

اور "النیف" ایک سے تین تک کے عدد کے لیے استعمال ہوتا ہے۔
ابن السید نے المثلث میں کہا "البضع" باء کی زبر اور زیر کے ساتھ ابوعبید کے قول کے مطابق ایک سے پانچ تک کے درمیان والے عدد کو کہا جاتا ہے۔ دیگر علماء لغت نے کہا ایک سے دس تک کے درمیان کو کہا جاتا ہے یہی صحیح ہے۔
امام ھروی کی کتاب "الغریبین" میں ہے "البضع" اور "البضعۃ" ایک ہی لفظ ہے اور دونوں کا معنی ہے عدد کا ایک حصہ۔
قاضی عیاض نے ساتھ یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ یہ دونوں لفظ باء کی زبر اور زیر دونوں کے ساتھ مستعمل ہیں۔ العباب میں ہے شیخ ابوزید نے کہا "اقمت بضع سنین" باء کے اوپر زبر کے ساتھ "جلست فی بقعۃ طیبۃ" اور "اقمت برھۃ" یہ سارے لفظ باء کے اوپر زبر کے ساتھ ہیں۔ اور یہ تین سے نو تک کے درمیان کو کہا جاتا ہے۔ شیخ اثرم نے ابوعبیدہ سے روایت کیا ہے "البضع" تین سے پانچ والے عدد کو کہا جاتا ہے۔ اور تم یوں کہہ سکتے ہو "بضع سنین" اور "بضعۃ عشر رجل" اور "بضع عشرۃ امراۃ"۔ جب لفظ "العشر" سے تم نے تجاوز کیا تو "البضع" کا استعمال ختم ہو جائے گا۔ لہٰذا تم نہیں کہہ سکتے "بضع و عشرون"۔ اور ایک قول یہ ہے کہ یہ غلط ہے بلکہ یہ کہا جا سکتا ہے۔ شیخ ابو زید نے کہا اس کے لیے "بضعۃ و عشرون رجلا" اور "بضع و عشرون امراۃ" کہا جا سکتا ہے۔ اور اصل میں "البضع" غیر محدود عدد کو کہا جاتا ہے اور یہ مبہم اس لیے ہے کیونکہ یہ "القطعہ" کے معنی میں ہے اور "القطعۃ" کا لفظ غیر محدود ہے۔

لفظ شعبۃ کی تحقیق:

یہ لفظ شین کے پیش کے ساتھ ہے جس کا معنی ہے "القطعۃ" (ٹکڑا) اور "الفرقۃ" اور یہ "الشعب" کا واحد ہے اور الشعب درخت کی ٹہنیوں کو کہا جاتا ہے۔ امام ابن سیدہ نے کہا: "شعبۃ" کا معنی ہے جماعت اور کسی شیء کا حصہ اور اسی لفظ سے ہے "شعب الآباء" اور "شعب القبائل" اور "شعب الاربع" اور "شعب القبائل" میں موجود لفظ شعب کا واحد شعب ہے۔ شعب کے اوپر زبر کے ساتھ اور ایک قول کے مطابق زیر کے ساتھ اس کا معنی ہے بڑے بڑے قبیلے

اوراسی طرح ''شعب الاناء'' بمعنی برتن کا دستہ یا برتن کی ٹوٹی ہوئی جگہ یہ لفظ بھی شین کے اوپر زبر کے ساتھ ہے۔امام خلیل نے کہا'' الشعب '' کا معنی اکٹھا ہونا ہے اور جدا جدا ہونا یعنی دونوں ضدیں ہیں (مطلب یہ ہے کہ یہ لفظ اضداد میں سے ہے) اور حدیث میں شعبہ سے مراد خصلت ہے۔یعنی ایمان متعدد خصلتوں والا ہے۔

''لفظ الحیاء کی تحقیق''

یہ لفظ مد کے ساتھ ہے جس کا معنی ہے حیاء کرنا۔شرم کرنا اور اسکا اشتقاق لفظ'' الحیات '' سے ہے جب بندے کی حیات منقبض ہو جائے اور اسکی زندگی تنگ ہو جائے تو کہا جاتا ہے''حی الرجل'' جیسے کہا جاتا ہے''نسی نساء'' یعنی اس نے اس کی ران والی رگ پر مارا اور اسی طرح لفظ ہے''حشی '' یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی آدمی کسی کی پسلیوں پر مارے تو''الحی'' کا معنی ہے مذمت کے خدشہ سے متوقف ہونا اور یوں بھی کہا جاتا ہے''قد حی منہ حیاء'' اور''استحی '' اور''استحیی ''۔
استحی میں آخری یاء کو التقاء ساکنین سے بچنے کے لیے حذف کر دیا گیا۔اور آخری دونوں (استحی اور استحیی) حرف جر کے ساتھ اور حرف جر کے بغیر دونوں طرح متعدی ہوتے ہیں اہل عرب کہتے ہیں''استحیی منك ''اور'' استحیاك ''اور'' رجل حی '' کا معنی ہے حیاء والا مرد اور مؤنث کے لیے''ۃ'' کے ساتھ استعمال ہوتا ہے، ''امراۃ حیية''

حیاء کی تعریف:

ایسا تغیر اور ایسی انکساری جو انسان کو عیب یا مذمت کے خدشہ کی وجہ سے لاحق ہو۔اور کبھی یوں بھی تعریف کی جاتی ہے۔قبیح کے ارتکاب کے خوف کی وجہ سے نفس کا تنگ ہونا۔

اعراب کا بیان:

حدیث مبارک میں موجود لفظ''الایمان ''مبتداء ہے اور الفاظ مبارک''بضع و ستون شعبة ''اس کی خبر

ہے۔کرمانی نے کہا: صحیح بخاری کے بعض اصول میں اسی طرح''بضع'' ہے جبکہ اکثر اصول میں''بضعة'' ھا کے ساتھ ہے۔بعض لوگوں نے کہا (اس سے مراد حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ہیں) بعض روایات میں''بضعة'' تاء کی تانیث کے ساتھ واقع ہوا ہے۔میں کہتا ہوں درست بات کرمانی کی ہے۔اسی طرح بعض شراح نے کہا ہے۔اور اسی طرح بعض اصول میں یہاں بضع واقع ہوا جبکہ اکثر اصول میں''ھاء'' کے ساتھ''بضعة'' واقع ہوا ہے۔اور اس جگہ کے علاوہ اکثر روایات میں'' بضع ''ھاء کے بغیر واقع ہوا ہے۔اور یہ مشہور لغت کے مطابق ہے اور بر بناء تاویل''ھاء'' والی روایت بھی صحیح ہے۔میں کہتا ہوں اس بات میں کوئی شک نہیں کہ''بضع''مؤنث کے لیے اور''بضعة''مذکر کے لیے استعمال ہوتا ہے۔اور لفظ''شعبة ''مونث ہے تو مناسب ہے یوں کہا جائے''بضع''بغیر ''ھا'' کے۔لیکن چونکہ''بضعة'' کا لفظ روایت میں آرہا ہے تو اب اس بات کی محتاجی ہوگی کہ لفظ''شعبة '' کو لفظ ''النوع'' کی تاویل میں کیا جائے اور یہ اس وقت ہے جب لفظ''شعبة '' کا معنی کسی شی کا حصہ کیا جائے اور لفظ ''شعبة'' کی تاویل لفظ''خلق'' کی ساتھ کی جائے گی بشرطیکہ لفظ''شعبة'' کا معنی خصلت اور خلت کیا جائے۔حدیث مبارک میں موجود لفظ'' الحیاء ''مبتداء ہے اور لفظ''شعبة''اس کی خبر ہے۔ارشاد مبارک''من الایمان''محل رفع ہے اس لیے کہ یہ لفظ''شعبة'' کی صفت ہے۔

علم معانی اور بیان کا بیان:

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ سامع کو مکمل فائدہ پہنچانے کے لیے مسند الیہ کو معرفہ ذکر کرنے کا قصد کیا جاتا ہے۔اس لیے کہ خبر سے فائدہ یا حکم یا لازم حکم ہوتا ہے۔جیسا کہ یہی چیز اپنے محل (کتب بلاغت) میں بیان کی گئی ہے۔اس حدیث میں دو جملوں کے درمیان''واؤ'' کے ساتھ فصل ہے۔اس لیے کہ متکلم نے تشریک کا قصد کیا ہے اور واو کی تعیین اس لیے ہے کیونکہ واو جمع پر دلالت کرتی ہے اور اس حدیث میں ایمان کو ٹہنی اور شاخوں والے درخت کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔جیسا کہ حدیث سابق میں اسلام کو ستونوں اور میخوں والے خیمہ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔اور اس کی بنیاد مجاز پر ہے اور یہ اس لیے کہ لغت میں ایمان کا معنی ہے تصدیق کرنا اور عرف شرع میں ایمان کا معنی ہے دل اور زبان

سے تصدیق کرنا اور ایمان کی تمامیت اور کمال طاعات کے ساتھ ہے لہذا ایمان کے بارے میں یہ خبر دینا کہ اس کی سا ٹھ یا ستر سے زائد شاخیں ہیں یا اس کے ہم معنی ہیں یہ اطلاق الاصل علی الفرع کے قبیل سے ہے۔ اور یہ اس لیے کہ ایمان اصل ہے اور اعمال اس کی فرع ہیں اور اعمال پر ایمان کا اطلاق مجازی ہے اس لیے کہ اعمال ایمان کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ اور اہل سنت محدثین، فقہا اور متکلمین اس بات پر متفق ہیں کہ مومن جس کے ایمان اور اہل قبلہ سے ہونے اور جہنم میں نہ ہمیشہ رہنے کا حکم لگایا جائے گا وہ وہ ہے جو اپنے دل کے ساتھ دین اسلام کا ایسا پختہ اعتقاد رکھے جو شکوک وشبہات سے خالی ہو نیز وہ شہادتین کا زبان سے تلفظ کرے سو کوئی اگر ان میں سے کسی ایک پر اقتصار کرے وہ اہل قبلہ میں سے نہیں ہوگا الا یہ کہ وہ زبان کے ساتھ شہادتین کا تلفظ کرنے سے عاجز ہو کیونکہ ایسا شخص مومن ہوگا مگر کتاب الشفا ء میں قاضی عیاض نے اس کے بارے میں یہ نقل کیا ہے کہ جو شخص دل کے ساتھ دین اسلام کا اعتقاد رکھے اور زبان سے شہادتین کا تلفظ نہ کرے بغیر عذر کے جو اسے بولنے سے روکے بے شک یہ چیز ضعیف قول کے مطابق اسے دار آخرت میں نفع دے گی اور وہ کامیاب ہوگا۔ لیکن یہ غیر مشہور قول ہے۔ واللہ اعلم۔

استنباط فوائد کا بیان:

یہ استنباط کئی وجوہ پر ہے:

پہلی وجہ:

صحیح بخاری کے اس مقام پر ساٹھ کے عدد کی تعیین میں، صحیح بخاری کی دوسری روایت اور اصحاب سنن کی روایت میں ستر کے عدد کی تعیین کے بیان میں یہ پہلی وجہ ہے۔

جہاں تک ساٹھ کے عدد کی تعیین اور تخصیص میں حکمت کا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ عدد یا زائد ہوگا اور زائد عدد وہ ہے جس کی اجزاء اس سے زیادہ ہوں جیسے بارہ پس بے شک اس کے اجزاء یہ ہیں نصف، ثلث، ربع، سدس اور نصف سدس اور ان اجزاء کا مجموعہ بارہ کے عدد سے زیادہ ہے اور وہ ہے سولہ۔ یا عدد ناقص ہوگا اور عدد ناقص وہ ہے جس کے اجزاء اس سے کم ہوں جیسے چار اس کے یہ جز ہیں ربع اور صرف نصف۔ یا عدد تام ہوگا، اور عدد تام وہ ہے جس کے

اجزاء اس کے برابر ہوں جیسے چھ اس کے اجزاء یہ ہیں نصف ثلث اور سدس اور یہ اجزاء چھ کے مساوی ہیں اور تینوں انواع میں سے فضیلت عدد تام کو حاصل ہے۔ جب اس میں مبالغہ کا ارادہ کیا گیا تو اس کے آحاد کو اعشار (دس، دس الخ) بنا دیا گیا اور وہ ساٹھ ہیں۔

اور جہاں تک ستر کے عدد کی تعیین میں حکمت کا تعلق ہے تو وہ یہ ہے کہ سات جملہ اقسام عدد پر مشتمل ہے، کیونکہ یہ فرد اور زوج کی طرف منقسم ہے اور ان میں سے ہر ایک اول اور مرکب کی طرف منقسم ہے فرد اول تین ہیں جبکہ مرکب چار ہے نیز سات کا عدد چار کی طرح بولنے اور چھ کی طرح نہ بولنے میں کی طرف منقسم ہے سو جب اس میں مبالغہ کا ارادہ کیا گیا تو اس کے آحاد کو اعشار (دس، دس الخ) بنا دیا گیا اور وہ ستر ہے۔

اور جہاں تک دونوں قسموں پر "بضع" (کچھ) کے اضافے کا تعلق ہے تو (گزشتہ بحث میں) معلوم ہو چکا ہے کہ اس کا اطلاق چھ اور سات پر ہوتا ہے کیونکہ یہ دو سے دس یا دس سے اوپر کے درمیان والے عدد کو کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ "صاحب المواہب" نے اس کی تصریح کی ہے۔ سو پہلی صورت میں چھ کا عدد ساٹھ کے لیے اصل ہے اور دوسری صورت میں سات کا عدد ستر کے لیے اصل ہے جیسا کہ ہم نے اسے ذکر کر دیا ہے۔ ان دو عددوں میں سے ہر ایک کی تعیین کی وجہ یہ ہے۔

دوسری وجہ:

ان دو عددوں سے مراد آیا حقیت ہے یا بطور مبالغہ ان کا ذکر کیا گیا ہے۔

بعض اہل علم نے کہا اس سے کثرت مراد ہے، عدد مراد نہیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ اس کے فرمان میں ہے:

"ان تستغفر لهم سبعين مرة"

علامہ طیبی نے فرمایا: زیادہ ظاہر یہ ہے کہ یہاں تکثیر مراد ہے اور "بضع" کا ذکر ترقی کے لیے ہے، یعنی ایمان کے شعبوں کے عدد مبہم ہیں اور ان کی کثرت کی وجہ سے ان کی انتہا نہیں ہے اس لیے کہ اگر تحدید مراد ہوتی تو عدد مبہم نہ رکھا جاتا۔

بعض لوگوں (اس سے مراد حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ہیں) نے کہا اہل عرب در بارہ مبالغہ ستر کا کثرت سے

استعمال کرتے ہیں اور اس پر سات کا اضافہ جسے ''بضع'' سے تعبیر کیا گیا اس وجہ سے ہے کہ سات کامل عدد ہے کیونکہ چھ پہلا عدد تام ہے اور یہ ایک کے ساتھ مل کر سات ہے لہذا سات کا عدد کامل ہے۔ اس لیے کہ تمامیت کے بعد کمال کے سوا کچھ نہیں اور اسد (شیر) کو سبع کامل قوت کی وجہ سے کہتے ہیں۔ اور ستر کا عدد انتہا کی انتہا ہے اس لیے کہ آحاد کی انتہا عشرات (دس، دس الخ) ہے۔

سوال:

اگر تم کہو تم نے پہلے کہا ہے کہ "بضع" دو سے دس کے درمیان اور دس سے اوپر کے عدد کے لیے استعمال ہوتا ہے تو یہ تم نے کہاں سے کہہ دیا کہ "بضع" سے مراد سات ہے حتی کہ قائل مذکور اس پر اپنے کلام کی بنیاد رکھے؟

جواب:

میں کہتا ہوں کہ صاحب العین نے اس بات پر تصریح کی ہے کہ ''البضع'' سے مراد سات کا عدد ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کر دیا۔

بعض لوگوں نے کہا جتنی مقدار ذکر کر دی گئی ہے اتنے ہی ایمان کے شعبے ہیں اور اس سے مراد حقیقتاً خصلتوں کی تعداد کا بیان ہے۔

سوال:

اگر تم کہو کہ جب مراد خصلتوں کی تعداد کا بیان ہے تو اختلاف مذکور کا ہے کا؟

جواب:

میں کہتا ہوں اس مقدار پر عدد کی تخصیص کے وقت ایمان کے شعبے ساٹھ سے زائد ہی ہوں تو آپ ﷺ نے بیان واقع کے لیے اس عدد کا ذکر کیا ہو، پھر اس کے بعد ستر سے زائد عدد پر تصریح فرمائی ہو اسی مقدار پر دس کے عدد کے زائد ہونے کے مطابق۔

اس بحث کو خوب سمجھ لو کیونکہ یہ نہایت دقیق مقام ہے۔

تیسری وجہ: عدد مذکور کے بیان میں

امام ابوحاتم بن حبان (حاء کے نیچے زیر اور باء کی شد کے ساتھ) البستی نے اپنی کتاب ''وصف الایمان وشعبہ'' میں کہا کہ ایک مدت تک میں نے اس حدیث کے معنی کا تتبع کیا اور اس میں طاعات کی گنتی کی تو وہ طاعات اس عدد سے بہت زیادہ بڑھ گئیں، پھر میں نے سنن کی طرف رجوع کیا تو میں نے ہر اس طاعت کو شمار کیا جس کو رسول اللہ ﷺ نے ایمان کا حصہ قرار دیا دریں صورت وہ طاعات ستر سے کم ہو گئیں۔ پھر میں نے کتاب اللہ کے ساتھ سنن کو ملایا اور میں نے معاد کو ساقط کر دیا تو دریں صورت ہر وہ چیز جس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ایمان کا حصہ قرار دیا وہ ستر اور کچھ تھیں اس سے زیادہ تھیں نہ کم، تو مجھے یقین ہو گیا کہ نبی اکرم ﷺ کی مراد یہ ہے کہ یہ عدد مذکور کتاب اللہ اور حدیث مبارک دونوں میں ہے۔ اھ

اور ایک جماعت نے بطور اجتھاد اس عدد کے بیان میں تکلف کیا (جو انہوں نے بطور اجتھاد بیان کیا) اس کے مراد ہونے کا فیصلہ کرنے میں نظر ہے اور مشکل بھی ہے۔

قاضی عیاض نے کہا: تفصیلی طور پر اس کی عدم معرفت ایمان میں قدح نہیں کرتی کیونکہ ایمان کے اصول اور فروع معلوم ہیں اور ثابت ہیں اور اس پر ایمان رکھنا کہ یہ عدد فی الجملہ ثابت ہیں اور اس عدد پر ان اصول کی تفصیل اور تعیین توقیف کی طرف محتاج ہے۔

امام خطابی نے کہا: یہ اصول اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے علم میں منحصر ہیں اور شریعت میں موجود ہیں، ہاں! شریعت مطہرہ نے ہمیں اس پر مطلع نہیں کیا اور یہ چیز ہمارے ان چیزوں کے تفاصیلی علم میں جس کا ہمیں مکلف کیا گیا نقصان نہیں دیتی، سو جس چیز کے علم کا ہمیں حکم دیا گیا ہم نے عمل کیا اور جس چیز سے ہمیں منع کیا گیا ہم اس سے باز رہے اگرچہ ہم اس کے اعداد کے حصر کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

نیز اسی وجہ سے امام خطابی نے کہا: ایمان ایسا اسم ہے جس کی شاخیں متعدد امور کی طرف نکلتی ہیں جن کا جماع (کٹھ) طاعت ہے، اسی وجہ کچھ علماء اس طرف گئے ہیں کہ لوگ درجات ایمان میں ایک دوسرے سے آگے ہیں اگرچہ اسم ایمان میں برابر ہیں۔ اور ایمان کی ابتداء کلمہ شھادت ہے، رسول اکرم ﷺ اپنی بقیہ عمر مبارک میں لوگوں کو کلمہ شھادت

کی دعوت دیتے رہے تو جو اس دعوت کو قبول کر لیتا اسے مومن کہا جاتا تھا یہاں تک کہ فرائض نازل ہوئے اور ان پر فرائض واجب ہونے کے وقت انہیں اسی نام سے خطاب کیا گیا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

یا ایھا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوۃ۔۔۔

اے ایمان والو جب تم نماز کا ارادہ کرو۔۔۔

اور یہ حکم ہر ایسے اسم میں دائمی ہے جو متعدد شاخوں والے امر پر واقع ہے جیسے نماز۔ اگر کوئی شخص کسی ایسی مسجد کے پاس سے گزرے جس میں کچھ لوگ ہوں جن میں سے کوئی نماز میں سبحانک اللھم پڑھ رہا ہو، کوئی حالت رکوع میں اور کوئی حالت سجدہ میں ہو تو وہ شخص کہے میں نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو وہ (اپنے اس قول میں) سچا ہوگا حالانکہ نماز میں ان نمازیوں کے احوال مختلف ہیں اور ان کے افعال ایک دوسرے سے افضل ہیں۔

سوال:

اگر یہ سوال کیا جائے کہ ایمان کے ستر سے زائد شعبہ جات ہیں تو کیا تمہارے لیے ممکن ہے کہ تم ان سب کے نام ذکر کرو اگر چہ تم ان کی تفصیل سے عاجز ہو تو کیا مجہول چیز پر تمہارا ایمان صحیح ہے؟

جواب:

جس چیز کا ہمیں مکلف کیا گیا اس پر ہمارا ایمان صحیح ہے اور اس کا علم حاصل ہے۔ اور یہ دو وجوں سے ہے۔

پہلی وجہ:

سید عالم ﷺ نے (اس حدیث مبارک میں) ایمان کے اعلیٰ اور ادنیٰ درجہ پر اعلیٰ طاعات اور ادنیٰ طاعات کے نام کے ساتھ تصریح فرمائی ہے۔ سو ان کے درمیان جتنی جنس طاعات ہیں وہ سب اس میں داخل ہیں اور جنس طاعات معلوم ہیں۔

دوسری وجہ:

ہم پر ان اشیاء کی معرفت ان کے خاص ناموں کے ساتھ واجب نہیں کی گئی حتیٰ کہ عقد ایمان میں ان کا نام لینا ہم پر لازم ہو بلکہ ہمیں ان تمام کی تصدیق کا مکلف کیا گیا جس طرح ہمیں فرشتوں پر ایمان لانے کا مکلف کیا گیا ہے اگر چہ ہم ان فرشتوں میں سے اکثر کے نام اور ذوات کو نہیں جانتے۔

امام نووی نے کہا: (اس حدیث مبارک میں) نبی اکرم ﷺ نے ان شعبہ جات میں سے اعلیٰ اور ادنیٰ کو بیان فرمایا ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں آپ ﷺ کا یہ قول مبارک ثابت ہے کہ ''ایمان کے شعبوں میں سے اعلیٰ شعبہ ''لا الہ الا اللہ'' ہے اور ادنیٰ شعبہ ہے راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا''۔ تو آپ ﷺ نے بیان فرما دیا کہ ایمان کا اعلیٰ شعبہ وہ توحید ہے جو ہر مکلف پر متعین ہے۔ اور توحید وہ شعبہ ہے کہ اس کے صحیح ہونے کے بعد ہی باقی شعبہ جات صحیح ہوتے ہیں اور یہ بھی بیان فرمایا کہ ادنیٰ شعبہ یہ ہے کہ راستہ سے ایسی چیز دور کرنا جس سے مسلمان کا نقصان متوقع ہو۔ اور ان دونوں کے درمیان تمام عدد باقی ہیں، لھذا ہم پر لازم ہے ان پر ایمان لانا اگر چہ ہم ان کے تمام افراد کی ذوات کو نہیں پہچانتے جیسا کہ ہم فرشتوں پر ایمان رکھتے ہیں اگر چہ ہم ان کی ذوات اور ان کے ناموں کو نہیں پہنچانتے۔ اھ

ایمان کے ان شعبہ جات کی تعیین میں علماء کی ایک جماعت نے کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) امام ابو عبد اللہ الحلیمی: انہوں نے ایمان کے شعبہ جات میں ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام ہے ''فوائد المنھاج''

(میں کہتا ہوں یہ کتاب تین ضخیم جلدوں میں دار الفکر بیروت سے چھپ چکی ہے)

(۲) حافظ ابو بکر بیہقی: ان کی کتاب کا نام ہے ''شعب الایمان'' (میں کہتا ہوں یہ کتاب مختلف کتب خانوں سے متعدد بار شائع ہو چکی ہے)

(۳) امام اسحٰق بن قرطبی: ان کی کتاب کا نام ہے ''کتاب النصائح'' (میں کہتا ہوں یہ کتاب ہماری نظر سے تا حال اوجھل ہے)

(۴) امام ابو حاتم (ابن حبان): ان کی کتاب کا نام ہے ''وصف الایمان وشعبہ'' (میں کہتا ہوں ایک اور کتاب بھی اس

موضوع پر عمدہ طریقہ سے لکھی گئی ہے۔جس کا ذکر شارح علیہ الرحمہ نے نہیں فرمایا جس کا نام ہے "شعب الایمان" اس کتاب کے مصنف امام عبدالجلیل القصری رحمہ اللہ ہیں یہ کتاب بھی مطبوع ہے۔فللہ الحمد والمنۃ)

اور میں نے نہیں دیکھا کہ ان میں سے کسی نے بیمار کو شفاء دی ہو اور پیاسے کو سیراب کیا ہو، سو ہم ملخصاً اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی مدد سے کہتے ہیں کہ دل کے ساتھ تصدیق کرنا اور زبان کے ساتھ اقرار کرنا اصل ایمان ہے لیکن کامل اور تام ایمان وہ ہے جس میں یہ تین چیزیں ہوں۔

(۱) تصدیق (بالقلب)

(۲) اقرار (باللسان)

(۳) عمل (بالارکان)

پہلی قسم: (تصدیق بالقلب کے لحاظ سے ایمان کی اقسام)

یہ قسم "اعتقادیات" کی طرف راجع ہے اور یہ تیس شعبوں کی طرف منقسم ہے۔

۱۔اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا۔اور اسی قسم میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات اور اس کی توحید بایں طور کہ اس کی مثل کوئی شی نہیں ہے پر ایمان لانا بھی داخل ہے۔

۲۔اللہ تعالیٰ کے ماسوا ہر چیز کے حادث ہونے کا اعتقاد رکھنا

۳۔اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر ایمان لانا

۴۔اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانا

۵۔اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں پر ایمان لانا

۶۔ہر خیر اور شر کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے ساتھ وابستہ ماننا

۷۔آخرت کے دن پر ایمان لانا۔قبر کے سوال، قبر کا عذاب، مرنے کے بعد اٹھنا، میدان محشر میں جمع ہونا، حساب وکتاب، میزان اور پل صراط ان سب چیزوں پر ایمان لانا اسی قسم میں داخل ہے۔

۸۔جنت کے پختہ وعدے اور جنت میں ہمیشہ رہنے پر ایمان لانا

۹۔جہنم کی وعید اور اسکے عذاب پر اور اسکے فنا نہ ہونے پر ایمان لانا

۱۰۔اللہ تعالیٰ کی محبت پر ایمان لانا

۱۱۔اللہ تعالیٰ کے لیے محبت اور اللہ تعالیٰ کے لیے بغض رکھنا۔مہاجرین وانصار صحابہ کرام علیہم الرضوان اور آل رسول ﷺ سے محبت بھی اسی قسم میں داخل ہے۔

۱۲۔نبی اکرم ﷺ سے محبت پر ایمان لانا۔آپ ﷺ پر درود وسلام پڑھنا اور آپ ﷺ کی سنتوں کی پیروی کرنا بھی اسی قسم میں داخل ہے۔

۱۳۔اخلاص۔ریاکاری اور منافقت کو ترک کرنا بھی اسی قسم میں داخل ہے۔

۱۴۔توبہ کرنا اور پشیمان ہونا

۱۵۔اللہ تعالیٰ سے ڈرنا

۱۶۔اللہ تعالیٰ سے امید رکھنا

۱۷۔مایوسی اور ناامیدی کو ترک کرنا

۱۸۔اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا

۱۹۔وعدہ پورا کرنا

۲۰۔مصیبتوں پر صبر کرنا

۲۱۔عاجزی کرنا۔بڑوں کی تعظیم کرنا بھی اسی قسم میں داخل ہے۔

۲۲۔رحمت وشفقت کرنا۔چھوٹوں پر شفقت کرنا بھی اسی قسم میں داخل ہے۔

۲۳۔اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہنا

٢۴۔توکل کرنا

٢۵۔تکبر اور خود پسندی کو ترک کرنا۔اپنے آپ کی تعریف اور اپنے تزکیہ کو ترک کرنا بھی اسی قسم میں داخل ہے۔

٢٦۔حسد کو ترک کرنا

٢٧۔کینہ اور بغض کو ترک کرنا

٢٨۔غصہ کو ترک کرنا

٢٩۔ملاوٹ کو ترک کرنا۔بدظنی اور دھوکہ دہی کو ترک کرنا بھی اسی قسم میں داخل ہے۔

٣٠۔دنیا کی محبت کو ترک کرنا۔مال و جاہ کی محبت کو ترک کرنا بھی اسی قسم میں داخل ہے۔

اے مخاطب پس جب تم دل کے اعمال مثلاً فضائل و رذائل میں سے کسی کو ظاہری لحاظ سے ذکر کردہ چیزوں سے خارج پاؤ تو وہ حقیقت میں ان فصول میں سے کسی فصل میں داخل ہے غور و فکر کے وقت وہ ظاہر ہو جائے گی۔

دوسری قسم:

یہ قسم زبان کے عمل کی طرف راجع ہے اور اس کے سات شعبہ جات ہیں۔

١۔توحید (و رسالت) کا اقرار کرنا

٢۔قرآن مجید کی تلاوت کرنا

٣۔علم دین حاصل کرنا

۴۔علم دین سکھانا

۵۔دعا کرنا

٦۔ذکر کرنا۔اللہ تعالی سے گناہوں کی بخشش طلب کرنا بھی اسی قسم میں داخل ہے۔

٧۔بیہودہ باتوں سے اجتناب کرنا

تیسری قسم:

یہ قسم اعمال بدن کی طرف راجع ہے اور اس کے چالیس شعبہ جات ہیں۔اور یہ تین قسم پر ہیں۔

قسم اول: وہ شعبہ جات جو اعیان کے ساتھ مختص ہیں اور یہ سولہ شعبے ہیں۔

١۔طہارت حاصل کرنا۔بدن، کپڑے اور جگہ کی طہارت بھی اسی قسم میں داخل ہے، حدث سے وضو کرنا، جنابت سے غسل کرنا اور حیض و نفاس کے ختم ہونے کے بعد غسل کرنا یہ سب طہارت بدن میں داخل ہیں۔

٢۔نماز قائم کرنا۔فرائض، نوافل اور قضاء نمازوں کا پڑھنا بھی اسی قسم میں داخل ہے۔

٣۔زکوۃ ادا کرنا۔نفلی صدقات اور صدقہ فطر بھی اسی قسم میں داخل ہے۔نیز سخاوت کرنا، کھانا کھلانا اور مہمانوں کی مہمان نوازی کرنا بھی اسی قسم میں داخل ہے۔

۴۔فرض اور نفل روزے رکھنا

۵۔حج کرنا۔عمرہ کرنا بھی اسی قسم میں داخل ہے۔

٦۔اعتکاف میں بیٹھنا۔لیلۃ القدر کو تلاش کرنا بھی اسی قسم میں داخل ہے۔

٧۔دین بچانے کے لیے بیابان کی طرف بھاگنا۔دار الشرک سے ہجرت کرنا بھی اسی قسم میں داخل ہے۔

٨۔نذر پوری کرنا

٩۔قسم پوری کرنا

١٠۔کفارہ ادا کرنا

11۔نماز اور نماز کے علاوہ میں شرمگاہ کو چھپانا

١٢۔قربانی ذبح کرنا، اگر قربانیاں نذر کی ہوں تو اس نذر کو پورا کرنا

۱۳۔جنازوں کے تمام معاملات (غسل، کفن، دفن، نماز جنازہ) کو سر انجام دینا

۱۴۔قرض ادا کرنا

۱۵۔معاملات میں سچ بولنا اور ریا کاری سے اجتناب کرنا

۱۶۔ سچی گواہی دینا اور گواہی چھپانے سے اجتناب کرنا

دوسری قسم:

وہ شعبہ جات جو اتباع کے ساتھ مختص ہیں۔ یہ چھ شعبے ہیں

۱۔نکاح کے ذریعے پاک دامنی حاصل کرنا

۲۔اہل وعیال کے حقوق ادا کرنا۔ خادموں اور نوکروں کے ساتھ نرمی برتنا بھی اسی قسم میں داخل ہے۔

۳۔والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ والدین کی نافرمانی سے اجتناب کرنا بھی اسی قسم میں داخل ہے

۴۔اولاد کی تربیت کرنا۔

۵۔صلہ رحمی کرنا۔

۶۔موالیوں کی اطاعت کرنا۔

تیسری قسم:

وہ شعبہ جات جو عوام کے ساتھ مختص ہیں۔ یہ اٹھارہ شعبے ہیں

۱۔عدل وانصاف کے ساتھ حکومت کرنا

۲۔جماعت کی پیروی کرنا

۳۔حکمرانوں کی اطاعت کرنا

۴۔لوگوں کے درمیان صلح کروانا۔ خارجیوں اور باغیوں سے قتال کرنا بھی اسی قسم میں داخل ہے۔

۵۔نیکی کے کام میں مدد کرنا

۶۔نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا

۷۔حدود قائم کرنا

۸۔جہاد کرنا۔ سرحدوں کی حفاظت کرنا بھی اسی قسم میں داخل ہے۔

۹۔امانت ادا کرنا۔ خمس ادا کرنا بھی اسی قسم میں داخل ہے۔

۱۰۔قرض پورا پورا اور وقت پر ادا کرنا

۱۱۔پڑوسی کی عزت کرنا (یعنی اس کے حقوق ادا کرنا)

۱۲۔معاملات کو احسن طریقہ سے نبھانا۔ حلال کمائی سے مال اکٹھا کرنا بھی اسی قسم میں داخل ہے۔

۱۳۔مال کو جائز طریقہ سے خرچ کرنا۔ کنجوسی اور فضول خرچی کو ترک کرنا بھی اسی قسم میں داخل ہے۔

۱۴۔سلام کا جواب دینا۔

۱۵۔چھینک کا جواب دینا۔

۱۶۔لوگوں کو اپنے ضرر سے محفوظ رکھنا۔

۱۷۔لھو ولعب سے پرہیز کرنا

۱۸۔راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا

یہ کل ستتر شعبہ جات ہیں۔

سوالات وجوابات:۔

پہلا سوال:

حیاء کو ایمان کا حصہ کیوں قرار دیا گیا؟

جواب:

اس لیے کہ حیاء انسان کو اچھے افعال کرنے اور معاصی نہ کرنے پر ابھارتا ہے۔ لیکن یہ بسا اوقات باقی نیک

اعمال کی طرح قصد واختیار کے ساتھ حاصل ہوتا ہے، اور بسا اوقات بلاقصد واختیار حاصل ہوتا ہے۔
لیکن شریعت کے قانون پر اس کا استعمال اکتساب ونیت کی طرف محتاج ہوتا ہے اسی وجہ سے یہ ایمان کا حصہ ہے۔

دوسرا سوال:

حدیث مبارک میں آیا ہے کہ حیاء خیر ہی خیر لاتا ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ حیاء سارے کا سارا خیر ہے، تو صاحب حیاء آدمی کبھی کبھی حق بیان کرنے سے بھی حیاء کر جاتا ہے تو وہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو ترک کر دیتا ہے تو پھر یہ ایمان کا حصہ کیسے رہا؟

جواب:

یہ حقیقتاً حیاء نہیں ہے بلکہ یہ تو عجز و ناہمتی اور بزدلی ہے اسے حیاء کا نام بعض اہل عرف کے اطلاق کی وجہ سے دیا گیا ہے کیونکہ وہ مجازاً حیاءِ حقیقی کے مشابہ ہونے کی وجہ سے اس پر حیاء کا اطلاق کر دیتے ہیں۔

حیاء کی حقیقت:

حیاء ایسا خلق ہے جو آدمی کو قبیح کے اجتناب پر ابھارتا ہے اور حقدار کا حق وغیرہ ادا کرنے میں تقصیر سے روکتا ہے۔ سب سے زیادہ جس سے حیاء کرنے چاہیے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جن کاموں سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں منع کیا ہے وہ کام کرتا ہوا تمہیں نہ دیکھے (یعنی تم وہ کام نہ کرو) اور یہ بلاشبہ معرفت اور مراقبہ سے ہوگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درج ذیل فرمان سے مراد بھی یہی ہے کہ "تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو پس اگر تم اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھ پاؤ تو یہ یقین رکھو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے"
امام ترمذی (اپنی سند کے ساتھ) حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ " آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ایسے حیاء کرو جیسے حیاء کرنے حق ہے" صحابہ کرام نے عرض کیا بحمد اللہ ہم حیاء کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: یہ حق الحیاء نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے حیاء کرنا جس طرح حیاء کرنے کا حق ہے وہ یہ ہے کہ تم سر اور اس کے نیچے کے اعضاء اور پیٹ اور اس کے نیچے کے اعضاء کی (گناہوں کے ارتکاب سے) حفاظت کرو اور تم موت اور جسم کے بوسیدہ ہونے کو یاد کرو سو جس

شخص نے یہ عمل کیا اس نے اللہ تعالیٰ سے اس طرح حیاء کیا جس طرح حیاء کرنے کا حق ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ نے کہا: نعمتوں کو دیکھنا اور کوتاہیوں کو دیکھنا، ان دو چیزوں کے درمیان جو حالت متولد ہوتی ہے اسے حیاء کہتے ہیں

تیسرا سوال:

ایمان کے تمام شعبہ جات میں سے صرف حیاء کا خاص طور پر ذکر کیوں کیا گیا ہے؟

جواب:

اس لیے کہ یہ باقی شعبہ جات کی طرف داعی (بلانے والا) کی طرح ہے، کیونکہ حیاء والا شخص دنیا کی رسوائی اور آخرت کی ہولناکی سے خوف رکھے گا تو معاصی کے ارتکاب سے باز رہے گا اور تمام طاعات کو بجالائے گا۔
امام طیبی رحمہ اللہ نے کہا: حیاء کے جملہ شعبہ جات میں داخل ہونے کے بعد اسے الگ طور پر ذکر کرنے کا معنی یہ ہے کہ گویا آپ فرما رہے ہیں کہ "حیاء کے تمام شعبہ جات میں یہ ایک شعبہ ہے (اور اس ایک پر انسان کا عمل پیرا ہونا نہایت مشکل ہے) تو کیا انسان اس کے تمام شعبہ جات کو شمار کر سکتا ہے؟ (یعنی تمام شعبہ جات پر عمل پیرا ہو سکتا ہے؟) ہرگز نہیں سمندر کو چلو میں نہیں بھرا جا سکتا۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج:۱، ص:۲۰۲ تا ۲۱۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

دوسرا نسخہ:

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج:۱، ص:۱۲۱ تا ۱۳۰ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ قاہرہ)

تیسرا نسخہ:

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ج:۱۔ ص:۱۲۱ تا ۱۳۰ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اختتامی کلمات:

اے میرے بھائی ہم نے بطور حصول برکت ایک حدیث مبارک کا ترجمہ بمع ترجمہ شرح ذکر کیا ہے ذرا غور فرما

اس مبارک کتاب میں شرح حدیث کا سلسلہ کتنا طویل ہے؟ ہم نے تقریبا درمیانی قسم کی ایک حدیث مبارک کی شرح کا ترجمہ کیا ہے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کی ذات مبارکہ علمی میدان میں نہایت وسیع وعریض ہے۔ جسے کوئی شک وشبہ ہو وہ اس شرح کا مطالعہ کر کے دیکھ لے انشاء اللہ اس شرح کو ایسا سمندر پائے گا جس کا کوئی ساحل نہیں ہے اور اس کے تمام شکوک وشبہات دور ہو جائیں گے لیکن عناد اور تحکم کا کوئی علاج نہیں ہے۔ میں آخر میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ شیخ الاسلام حافظ العصر ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی شرح مبارک ''فتح الباری شرح صحیح البخاری'' بھی نہایت عمدہ ہے۔ دوران مطالعہ ایسا لگتا ہے یہ دونوں شارح علمی میدان میں ایک دوسرے سے آگے بڑھتے جا رہے ہیں، کبھی صاحب ''فتح الباری'' آگے بڑھ جاتے ہیں اور کبھی صاحب ''عمدۃ القاری'' آگے بڑھ جاتے ہیں۔ سچ فرمایا: حاجی خلیفہ رحمہ اللہ نے کہ بخاری شریف کی جامع شرح اس امت کے علماء پر قرض تھی، صاحب ''عمدۃ القاری'' اور صاحب ''فتح الباری'' رحمہما اللہ نے یہ قرض ادا کر دیا ہے۔

اللہ رب العزت ان دونوں بزرگوں کے بالخصوص اور دیگر شراح بخاری اور تمام علماء اہل سنت کے بالعموم درجات بلند سے بلند فرمائے۔ آمین۔

اور مجھ ناکارہ کو اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے اور ان سے فیض یاب ہونے کی توفیق نصیب فرمائے اور اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو اپنی بلند بارگاہ میں قبول فرما کے قبر وحشر میں میرے لیے ذریعہ نجات بنائے اور اس کتاب کو ہر قسم کے حاسدین کے حسد سے محفوظ فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و علی آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ وعلماء امتہ واولیاء ملتہ اجمعین۔

تمت بالخیر

بروز جمعۃ المبارک بوقت بعد از نماز عصر ۶:۰۳

سات شوال المکرم ۱۴۳۶ھ بمطابق ۲۴ جولائی ۲۰۱۵ء۔

وانا العبد الفقیر الی اللہ الغنی محمد اللہ بخش التونسوی القادری

غفر اللہ لہ و لوالدیہ و لمشائخہ اجمعین۔

المدرس بالجامعۃ النظامیۃ الرضویۃ لاہور

مصادر ومراجع:

مصادر ومراجع:

١۔ انباء الغمر بابناء العمر: حافظ ابن حجر عسقلانی مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

٢۔ انتقاض الاعتراض: حافظ ابن حجر عسقلانی مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض

٣۔ ابن حجر ومصادرہ فی الاصابۃ: شاکر محمود عبد المنعم مطبوعہ دار الرسالہ بغداد

٤۔ بدائع الزھور فی وقائع الدھور: محمد بن ایاس حنفی مطبوعہ جمعیۃ المستشر قین الالمانیۃ

٥۔ البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع: قاضی شوکانی مطبوعہ مطبعۃ السعادۃ قاھرہ مصر

٦۔ بدر الدین العینی واثرہ فی علم الحدیث: ڈاکٹر صالح یوسف معتوق مطبوعہ دار البشائر الاسلامیۃ بیروت

٧۔ البدر العینی وجھودہ فی علوم الحدیث وعلوم اللغۃ: ڈاکٹرانی ھند محمود سحلول مطبوعہ دار النوادر بیروت

٨۔ بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ: امام جلال الدین سیوطی مطبوعہ مطبعۃ عیسیٰ البابی الحلبی قاھرہ مصر

٩۔ البنایہ فی شرح الھدایۃ: قاضی بدر الدین عینی مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان پاکستان

١٠۔ تاج التراجم فی طبقات الحنفیۃ: قاسم بن قطلوبغا حنفی مطبوعہ دار القلم دمشق

١١۔ تاریخ الادب العربی: کارل بروکلمان مطبوعہ دار المعارف مصر

١٢۔ التبر المسبوک فی ذیل السلوک: امام شمس الدین سخاوی مطبوعہ مکتبۃ الکلیات الازھریۃ قاھرہ مصر

١٣۔ تکمیل الاطراف بمعرفۃ الاشراف: بدر الدین عینی (مخطوط، ترکی، نمبر ٣٨٧)

١٤۔ الجواھر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ: عبد القادر قرشی مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان

١٥۔ حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاھرۃ: امام جلال الدین سیوطی مطبوعہ دار احیاء الکتب العربیۃ قاھرہ مصر

١٦۔ الدرر الکامنۃ باعیان المئۃ الثامنۃ: حافظ ابن حجر عسقلانی مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

١٧۔ الذیل علیٰ رفع الاصر: امام شمس الدین سخاوی الدار المصریۃ للتالیف والترجمۃ مصر

۱۸۔ الردالوافر علی من زعم ان من قال ان ابن تیمیہ شیخ الاسلام فھو کافر : ناصر الدین دمشقی مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت

۱۹۔ الرسالۃ المستطرفۃ لبیان مشہور کتب السنۃ المشرفۃ: محمد جعفر کتانی دار الکتب العلمیہ بیروت

۲۰۔ رفع الاصر عن قضاۃ مصر: ابن حجر عسقلانی مطبوعہ الھیئۃ العامۃ قاھرہ مصر

۲۱۔ الروض الزاھر فی سیرۃ الملک الظاھر ططر: بدرالدین عینی مطبوعہ مطبعہ دارالانوار قاھرہ مصر

۲۲۔ روضات الجنان فی احوال العلماء والسادات: محمد باقر شیعہ مطبوعہ مکتبہ اسماعیلیان قم ایران

۲۳۔ السلوک لمعرفۃ دول الملوک: تقی الدین مقریزی مطبوعہ مطبعہ دار الکتب

۲۴۔ شذرات الذھب فی اخبار من ذھب: ابن العماد حنبلی مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق

۲۵۔ شرح سنن ابی داود: امام بدرالدین عینی مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض

۲۶۔ الضوء اللامع لاھل القرن التاسع: شمس الدین سخاوی مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

۲۷۔ الطبقات السنیۃ فی تراجم الحنفیۃ: تقی الدین تمیمی مطبوعہ منشورات المجلس الاعلی قاھرہ مصر

۲۸۔ الطبقات الکبریٰ: سیدی عبدالوھاب شعرانی مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

۲۹۔ عقد الجمان فی تاریخ الزمان: امام بدرالدین عینی مخطوط دار الکتب المصریہ نمبر ۸۲۰۳

۳۰۔ العلم الھیب فی شرح الکلم الطیب: امام بدرالدین عینی مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض

۳۱۔ عمدۃ القاری فی شرح صحیح البخاری: امام بدرالدین عینی مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

۳۲۔ غایۃ الامانی فی الرد علی النبھانی: ابوالمعالی شافعی سلامی

۳۳۔ فتح الباری فی شرح صحیح البخاری: حافظ ابن حجر عسقلانی مطبوعہ دار طیبہ الریاض سعودی عرب

۳۴۔ الفوائد البھیۃ فی تراجم الحنفیۃ: عبدالحی لکھنوی مطبوعہ مکتبۃ الخانجی قاھرہ مصر (ومکتبہ دار ارقم بیروت)

۳۵۔ قضاۃ دمشق: ابن طولون مطبوعہ مطبوعات المجمع العلمی العربی دمشق

۳۶۔ کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون: حاجی خلیفہ مطبوعہ مکتبۃ المثنی بغداد

۳۷۔ کشف القناع المرنی عن مھمات الاسامی والکنی: امام بدرالدین عینی مخطوط مکتبۃ الظاھریہ نمبر ۴۱ ۷۸

۳۸۔ الکواکب السائرۃ باعیان المئۃ العاشرۃ: نجم الدین غزی مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

۳۹۔ مبانی الاخبار فی شرح معانی الآثار: بدرالدین عینی مخطوط دار الکتب المصریہ نمبر ۲۹۸۶۸

۴۰۔ مبتکرات اللآلی والدرر فی المحاکمۃ بین العینی وابن حجر: عبدالرحمان بوصیری مطبوعہ لاھور

۴۱۔ المجمع المؤسس فی المجمع المفھرس: ابن حجر عسقلانی مخطوط المکتبۃ العثمانیۃ مکہ مکرمہ

۴۲۔ معجم المؤلفین: عمر رضا کحالہ مطبوعہ دار احیاء العربی بیروت

۴۳۔ مغانی الاخیار فی رجال شرح معانی الآثار: حافظ بدرالدین عینی مطبوعہ مکتبہ دار الباز مکہ مکرمہ

۴۴۔ المنھل الصافی والمستوفی بعد الوافی: ابن تغری بردی مخطوط المکتبۃ العثمانیۃ مکہ مکرمہ

۴۵۔ النجوم الزاھرۃ فی ملوک مصر والقاھرۃ: ابن تغری بردی مطبوعہ الھیئۃ المصریۃ العامۃ

۴۶۔ نخب الافکار فی تنقیح مبانی الاخبار فی شرح شرح معانی الآثار: بدرالدین عینی مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

۴۷۔ نعمۃ الباری شرح صحیح البخاری: شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی مطبوعہ فرید بک سٹال وضیاء القرآن لاھور

۴۸۔ نزھۃ النفوس والابدان: علی بن داود صیرفی مطبوعہ مطبعہ دار الکتب

۴۹۔ صحاح ستہ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداود، نسائی، ابن ماجہ) مطبوعہ دار السلام الریاض

۵۰۔ مفتاح السعادۃ ومصباح السیادۃ: احمد بن مصطفیٰ المشھور طاش کبریٰ زادہ مطبوعہ دار الکتب الحدیثہ مصر

سیرتِ خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے

انوار و تجلّیات

بصورت سوال و جواب

مُصنف

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سراج بن عمر حفظہ اللہ تعالیٰ

استاذ مسجد حرام مکہ مکرمہ

مُترجم

علامہ محمد اللہ بخش تونسوی

مدرس جامعہ اسلامیہ لاہور

نظامیہ کتاب گھر

اصول واقسامِ حدیث پر نہایت جامع کتاب

تشریحات التونسوی
علیٰ مقدمة الدهلوی

(شرح مقدمہ مشکوٰۃ)

مترجم وشارح

علامہ اللہ بخش تونسوی

مدرس جامعہ اسلامیہ، لاہور

ناشر: مکتبہ اہلسنّت

جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری دروازہ لاہور

مکہ سنٹر، دوکان نمبر 3 بیسمنٹ، لوئر مال روڈ نزد تھانہ لوئر مال، لاہور

مکتبہ اہلسنت
042-37634478, 0300-6346344

بہترین تصانیف

مکتبہ اہلسنت جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری گیٹ لاہور پاکستان